

Altaf ulah

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

دوسری فصل شجاع اور عالم استریوں کے کارنامے

جب سے دنیا ہوئی ہے بہادی اور علیت مردوں کے لئے ہی خصوصاً سُرخاب کا پر دکھلائی جاتی ہے
حقیقت میں بات یہ ہے! ایک مصور نے شیر سیر کی تصویر بنائی اور اس پر اپنے بھائی کو سوار کیا۔ کسی
شخص نے وہ تصویر ایک شیر کو دکھا کر کہا کہ دیکھا آدمی میں کتنی طاقت ہے وہ تم پر بھی کیسی بہت اور
مردانگی سے سواری کر سکتا ہے "شیر بولا کہ تصویر بنائے والا آدمی تھا اگر مصور کوئی شیر کا بچہ ہوتا تو
انسان کا سپر سواری کرنا خارجی کا گھر نہ بن جاتا۔ مویخ مصنف فساد گو وغیرہ عموماً مرد ہی ہوا کے اور غالباً
شروع سے ہی مرد عورت کو کمزور و ناقابل سمجھے آتے ہیں۔ اور لڑکوں کے مساوی لڑکیوں کی تعلیم
اور تربیت میں کوتاہی نہیں کرتے۔ اس لئے عورتیں اُنکے ہم پار نہیں ہوتیں۔
ہم ذیل میں چند قابل غور دویہیں تذکرے قلمبند کرتے ہیں جن کی باقاعدہ تعلیم و تدریس ہوتی
اور وہ مردوں سے قابلیت و شجاعت میں براہِ کمر تھیں۔ اب بھی اگر کوئی عورت اپنے نقش قدم پر
چلنے کی دھن میں لگ جائے تو تمام عالم میں شہرہ آفاق بنے۔ اور کسی بات میں مردوں سے ٹھٹھ کر رہے
ہم اور ان ذیل میں جس قدر ان بے نظیر عورتوں کے حالات لکھیں گے اپنی طرف سے اُن کی تمام
خوبیوں کا خاکہ دکھانے کی سعی کریں گے۔ مگر ایک دریا کو کوڑے میں بند کرنا یا ایک میدان کا رنر کا
نقشہ دکھانا اور ہونو تصور کہینا جیسا نا ممکن ہے ویسے ہی کسی نامور کے ختم صحافت کے
قلمبند شدہ کارنامے چند صفحات میں مانجھو کر نا دشوار ہے۔ اس لئے جنگجو ان مرقومہ دویہوں کے
مفصل حالات معلوم کرنے کا شوق ہو وہ ان کی مکمل سوانح عمریاں دیکھیں ہم نے ہر ایک کا
احوال معتبر کتب سے لیا ہے کوئی قصہ فرضی اور من گھڑت نہیں ہے۔ ہم استفسار پر اقل کتابوں
پر دہرے گئے۔

Checked
1987

عذرا*

اس کتاب کو ایک عالم اور شجاع خاتون کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس قصہ کے اصل
مصنف دو شخص مصر کے رہنے والے ہیں۔ یہی دونوں اس ہجرت انگریز و بنگال کے "ہیرڈین
اس کتاب کے مرقوم شدہ تمام عجیب و غریب حالات انکے چشم دید ہیں۔ اور چند ہی سال کا یہ
خاتمہ ہے جو انکے فارسی فلمی نسخہ سے لاہور کے ایک جادو کار مولف نے ترجمہ کیا ہے۔
یہ ہے یہ نسخہ ایک نہایت بڑا اور عالم خاتون کے عجیب حالات کا مجموعہ ہے۔ رفاہ عام سیر پر پریس لاہور
سے بریت ایک روپہ دستِ نیاب ہو گا ہے۔ شگائی چھپائی فیس ساکنز ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۵۸

CHECKED 1986

کیفیت اجمال اس دلچسپ کہانی کی یوں ہے۔ کہ ایک شخص اُمی حنیف شہر مصر کا رہنے والا تھا اُس کی ایک شخص جو ان سیر خوب صورت سے دوستی تھی وہ شخص اول تو کئی دن حنیف سے سائنس و فلسفہ کے دقیق مسائل حل کرنے کے لیے آیا کرتا تھا۔ کیونکہ حنیف ایک متجرب فاضل شخص تھا۔ کچھ عرصہ یونانی شہنشاہی بڑھتی رہی۔ کوئی برس روز ماہین اُنکے محبت کے تعلقات وسیع ہو گئے۔ ایک دن اُدھی رات کے وقت وہ امیر زادہ حنیف کے مکان پر آتا ہے۔ اُس وقت جمعہ کی علامات کیوجہ سے اُس کی حالت کمزور ہو رہی ہے اُسکے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لوہے کا بکس ہے۔ وہ دوست حنیف کو صند وچرہ دیکر اپنے پانچ برس عمر کے لڑکے کی ولایت کی سپردگی کی التجا کرتا ہے۔ اُس نے حنیف سے کہا کہ میں اب صرف ایک ہی دن کا مہمان ہوں کل تک میری زندگی یقیناً ختم ہو جائے گی۔ تم میرے بچہ کو اپنا فرزند بنا لو۔ اور بچہ کی پچیسویں سالگرہ تک تعلیم و تربیت اور پرورش کا بار اپنے ذمہ لے لو۔ جب اُس کی پچیسویں سالگرہ کا دن آئے اُس دن (ایک گنجی دیکر اس گنجی سے اس بکس کو کھولنے اور لڑکے کو جو کچھ اُس میں ہے دکھلا دیکھے۔ اور تحریرات کو پڑھا دیکھے۔ اور پھر اُس سے دریافت کیجے کہ آیا وہ اُن کی تعمیل کرنی چاہتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اُس پر کوئی جبر تو ہو گا ہی نہیں۔ اب رہا آپ کے احسان کا معاوضہ۔ میری موجود آمدنی دو ہزار روپیہ سالانہ کی ہے اس میں نصف اپنے وصیت نامہ میں آپ کے نام لکھ چکا ہوں یعنی ایک ہزار تو محض آپ کا محنتانہ یا معاوضہ ہے اور سوروپیہ ماہوار بچہ کی رکھ رکھاؤ اور تعلیم کا خرچ۔ علاوہ اسکے اور گیارہ سوروپیہ سالانہ کی ایک رقم آتی ہے جو اُس کی پچیسویں سالگرہ تک جمع ہوتی رہے گی تاکہ وہ اُس کام کو کرنا چاہے تو اُس کے لیے کافی خرچ موجود ہو۔ یہ بچہ جو تمھاری ولایت میں آئے گا دنیا بھر کی قدیم نسلوں میں ایک کا جانشین ہے ہمارا مورث اسکے اچھا سٹھویں پشت میں کیلبر سٹیش مصر کا مذہبی مقتدا اور ایک بہادر نامور شخص گذرا ہوا۔ اُس کی بیوی کی وصیت اس بکس میں بند ہے۔ جسکی نسبت نہایت رنج و فسا یا نہیں تیرا وضع ہونے لیکن یاد رکھنا جب تک اس بچہ کی عمر پورے پچیس سال کی نہ ہوئے ہرگز اس بکس کو نہ کھولا۔“

ایسی طویل طویل تقریر کے حنیف کا دوست چلا جاتا ہے اور دوسرے دن اُسے پتہ ملتا ہے کہ وہ امیر خوب صورت فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ اُسکی وصیت کے موجب اُس کا پانچ برس کا بچہ حنیف کے زیر پرورش آتا ہے۔ اُس بچہ کی تعریف میں حنیف کا بیان ہے کہ تمام عمر آپ حسین بچہ میری تو کیا کسی کی نظر سے نہ گذرا ہو گا۔ اُسکا رنگ سرخ پسید تھا۔ بھرا بھرا چہرہ۔ بڑی بڑی نیلی آنکھیں۔ چوڑا چکلا ماٹھا یونانیوں کے حسن و عشق کے دیوتا کی تصویر۔ نوزائے زرا اسکے سر سے گھونگر یا لے بال نہایت دلہذا تھے۔ حنیف نے نہایت محبت اور شفقت سے اپنا محنت جگر بنا کر بالا۔ شب و روز درس و تدریس میں کوشش کی۔ فارسی۔ عربی کے عقل و نقل تمام علوم میں طاق کر دیا۔ بچہ نہایت ذہین اور محنت من نکلا۔ اُس پر عالم شباب کی بہار خوب صورتی کو چار چاند لگ گئے۔ والد نے اُس کا نام امین بتلایا تھا۔ الغرض پورے پچیس سال کا جب سن وہ فوجی ہوا۔ اُس دن حنیف نے اُسکے والد کا بیٹا

اور بکس پیش
حنیف نے بکس
اور ایک چاند
تھا جس کا مقصد
طرح کرنے وقت
مورثہ تعلیم کی
انگریز بیان کو پڑھ
ارادہ کیا تھا۔
کیا تھا اس سے
میں افریقہ
ہے۔ مجھے تو
ملک میں ضرور
اعتقاد نہ آئے
چیزوں کو ضار
اور اگر یہ معاذ
کئی بزرگوار
علت غائی تھا

تحریر مینا
میں اور تیر
میں پیچھے۔ چار
نظارے دیکھے
سمندر کا وہ کنا
ہم کشتی پر سوار
جس کی چوٹی
افریقہ میں پہنچے
لال توار کھٹے
جادو گرتی ہے
جادو کے زور
مجھے قتل کر کے
پھر وہ عورت
میں ایک پناہ

ہر کار رہنے والا تھا
 تا کہی دن حقیقت سے
 ت ایک متحر فاضل شخص
 کے تعلقات وسیع ہوئے
 ۷۔ اُس وقت محض
 لوہے کا کبس ہے۔
 بت کی پردہ کی انجی
 ل تک میری زندگی
 وہ تک تعلیم و تربیت
 اُس دن ایک
 لکھا دیجئے۔ اور
 کرنی چاہتا ہے
 وضع۔ میری موجود
 کے نام لکھ چکا ہوں
 مار کھڑا تھا اور
 جو اُس کی پچیسویں
 فی خرچ موجود ہو
 شین ہے ہمارا
 بادشاہ اور شخص
 ناروج فرسا باتیں
 ہوئے ہرگز اس
 رے دن اُسے
 موجب اُس کا
 بان ہے کہ تمام عمر
 تھا۔ بھرا بھرا
 و تا کی تصویر۔
 بیت محبت اور
 کی۔ فارسی۔
 ا۔ اُس پر عالم
 یں تیل یا تھا۔
 کے والد کا بیٹا

اور کبس پیش کیا۔ میں نے کھولنے کی التجا کی۔ چنانچہ رنگ اُلودہ کچی کو صاف کر کے کا پتے ہاتھوں سے
 حقیقت سے کبس کو کھولا۔ اُس کے اندر اور ایک اُبنوس کا بڑا نا صند وچھ نکلا۔ اُس کے اندر سے
 اور ایک چاندی کی ڈبیہ برآمد ہوئی۔ اُس میں کئی خطوط اور ایک انگشتری تھی۔ پہلا خط اُس کے والد کا
 تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم پر خط پڑھنے کے وقت بفضل خدا چپیں برس کے ہو گے۔ چمکو بھی اسی
 طرح مرنے وقت میرے باپ نے یہ صند وچھ حرا لے کیا تھا۔ اس کبس میں ایک تحریر تھی
 مورخہ علیا کی بھی ہوئی ہے وہ عجیب و غریب کہانی تھیں تعجب میں ڈالے گی میں بھی اس چر
 انگیز بیان کو پڑھ کر نہایت متعجب ہوا تھا میں نے اپنی اُنیس برس کی عمر میں اس وصیت کی حقیقت کا
 ارادہ کیا تھا مجھ سے ڈھائی سو برس پہلے ہمارے ایک اور بزرگ نے بھی اسی فکر میں صند
 کیا تھا اس سے قبل بھی کئی بزرگوں نے اس راز کا پردہ کھولنا چاہا مگر اب تک کوئی کامیاب نہیں ہوا
 میں افریقہ کے اس پہاڑ کے قریب تک گیا ہوں جس کی چوٹی حبشی کے چہرہ کی سی شکل کی
 ہے۔ مجھے تو کامل یقین ہے کہ یہ روایت حرف بحرف سچی ہوگی اور میرا عقیدہ ہے کہ اُس
 ملک میں ضرور عجائبات قدرت پوشیدہ ہیں۔ لیکن اگر تم کو ان خلاف قیاس تحریروں پر
 اعتقاد نہ آئے اور تم سمجھتے ہو کہ فریفتہ افشاں ہو تو میری آخری یہ وصیت ہے کہ تم ان تمام
 چیزوں کو ضائع کر دو اور اپنی نسل پر سے روز بروز کی مصیبت ہمیشہ کے لئے اُٹھا دو۔
 اور اگر یہ معاصر کرنا چاہو تو مضبوط کمر باندھ کر تیار ہو جاؤ۔ خدا تمہارا معاون و مددگار رہے
 کئی بزرگوں کے اور نظا پڑھنے کے بعد وہ اصل وصیت نامہ ملا جو اُس تمام مقدمہ کی
 علت غائی تھا۔

اُس کی عبارت یوں تھی

قرینچا نب امیرا ش شاہزادی زوجہ قرطیس اپنے بیٹے کے نام
 میں اور تیرا والد یونان سے بفرق اخفاء راز افریقہ کی سمت نکل گئے ہم اُس دور و راہ
 میں پہنچے۔ جہاں ہمارے ملک کا کوئی متفق نہ تھا۔ یہی بھی کیا ہوگا۔ اس ملک میں عجیب و غریب
 نظارے دیکھے ہیں بڑا بڑا غاریں اور دلدیں ہیں جن کو عبور کر کے آگے پہنچنا ہوتا ہے۔
 سمندر کا وہ کنارہ جہاں دریائے زینسی اُگرتا ہے ایک طرف نواہی کے قریب ہے۔ وہاں پر
 ہم کشتی پر سوار ہوئے ایک دریا میں سفر کیا۔ اُس کے بعد دور سے ایک پہاڑ نظر آتا ہے۔
 جس کی چوٹی حبشی کے چہرے کی طرح دکھائی دیتی ہے وہاں سے کئی منزل طے کر کے ہم شمالی
 افریقہ میں پہنچے۔ اس جگہ تمام حبشی لوگ رہتے ہیں۔ جو سافروں کے سروں پر آگ سے تیار
 لال تار لٹکتے ہیں اور ان کو بھون کر کھاتے ہیں۔ اس قوم پر ایک عورت حکمراں ہے اور یہ
 جادو کرتی ہے اس کو اگلا پچھلا سب علم حاصل ہے جو بہت خوب صورت ہے اور جو اپنے
 جادو کے ذریعے سے کبھی نہ مرے گی۔ اُس عورت نے تیرے باپ کو بڑی نیت سے دیکھا اور
 مجھے قتل کر کے اُس کو اپنا شوہر بنانا چاہا۔ لیکن تیرے باپ نے سہات سے قطعی انکار کر دیا
 پھر وہ عورت اپنے جادو کے زور سے بڑے بڑے دشوار اور خوف ناک رستہ طے کر کے
 ہمیں ایک پہاڑ کے بہت لمبے غار میں لے گئی وہاں رستہ میں قدیم زمانے کا ایک حکم مر پڑا ہوا

اُس سے آگے بڑھ کر ہم کو حیات ابدی کا ایک روشن مینار دکھایا جس کو سکون نہیں جو ہر وقت چلتا پھرتا رہتا ہے اور جس کی مدد کی ہی آواز ہے وہ جادوگرنی اُس مینار کے روشن آگ میں جا کر کھڑی ہو گئی اور اُس کو مطلق کوئی ضرر نہ ہوا بلکہ پہلے سے بھی نہایت خوب صورت اور نوجوان ہو گئی۔ اُس نے قسم کھائی کہ اگر تیرا باپ اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر دے اور اُس سے شادی کر لے تو وہ اُس کو بھی اپنے جیسا بنا دیتی اور وہ ہمیشہ تندرست و نوجوان اور خوب صورت رہے گا اور موت بھی کبھی اُس کے پاس تک نہ پھٹکنے پائے گی۔ لیکن کوئی بات تیرے باپ نے منظور نہ کی۔ آخر اُس نے ناراض ہو کر تیرے باپ کو جادو کے زور سے مار ڈالا اور چمکودر یا ٹنگ پہنچا دیا۔ میں بڑی بڑی مصیبتیں جھیل کر روتی پٹیٹی ایجنٹز میں پہنچی اور رستہ میں تو پیدا ہوا۔ اب اے میرے بیٹے میں تجھ سے کہتی ہوں کہ تو اُس جادوگرنی کو تلاش کر اور تمام رستہ کی تکالیف کی پرواہ نہ کر کے فوراً جا اور اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لے۔ اور اگر کو کسی وجہ سے ڈر کر اُس کو قتل نہ کر سکے یا ڈرے تو اپنی اولاد کو بدلہ لینے کی وصیت کر جا اور وہ اپنی اولاد کو۔ اور وہ اپنی کو۔ جتنے کہ تمہاری نسل جب تک دنیا میں چلے رہے اُسے کوئی ایسا پیدا ہو کہ اُس جادوگرنی کو قتل کرے اور خود اُس حیات ابدی کے مینار میں نما کر دندہ جادوید ہو اور تمام دنیا میں سلطنت قائم کرے۔ جو کچھ بیٹے وصیت نامہ میں ہدایت کی اور بیان کیا ہے تمام حرف بحرف سمجھ ہے۔

لہذا میں اس وصیت کو بجالانے کیلئے امین اور حنیف تیار ہو جانے میں اُنکے ساتھ ایک پُرانا و فادار نوکر ایوب بھی چل نکلتا ہے۔ بڑی بڑی خطرناک سنزلیں طے کر کے اس پہاڑی کے قریب پہنچتے ہیں جیسی چوٹی حبشی کے سر کے مشابہ ہے وہاں آگے بڑی گہری دلدل پڑتی ہے جس میں سے ہمارے گزرتا ہمارے ملک کے ہانوں کے عقل دہمت میں دشوار ہے وہاں ایک دو دن سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک سو ڈیڑھ سو حبشی آپرٹے اور مینوں کو بانڈ لیا تمام اُنکا سبب بھی تپنے میں کر لیا یہ لوگ ڈوٹی چوٹی عربی میں بات چیت کرتے تھے۔ ایک سفید ریش بڑھاؤن سب کا سردار تھا اُس نے چڑے کی ایک پوتی سی پہنی تھی۔ اور سب لوگ ننگے تھے۔ وہ بڑھا حنیف سے باتیں کرنے لگا۔

بڑھا۔ تم لوگ اس طرف موت کے منہ میں آپ سے آپ کیوں آئے؟
حنیف۔ ہم ہمارے لوگ ہیں۔ ہر وقت ہم کو نئی نئی دنیا کی معلومات دریافت کرنیکی ہوس رہتی ہے۔ بڑھا۔ جزیہ ہوس تمہاری جلدی ختم ہر جادوچی اس طرف سے کوئی شخص کبھی زندہ واپس نہیں گیا۔
حنیف۔ جتنے ہم کو کیوں پکڑا ہے اور کہاں لے جاؤ گے؟
بڑھا۔ ہم ملکہ مطلع اعلیٰ کے غلام ہیں وہی ہمارے مال و جان کی مالک ہے۔
حنیف۔ ملکہ کو ہمارے آنے کا حکم کس طرح ہوا ہے؟

بڑھا۔ وہ تمام دنیا کے کچک کے گزشتہ ادرا سندہ اور موجودہ حالات کو جانتی ہے وہ ہمیشہ زندہ رہنے والی اور تمام موجودات کی قادر مطلق ہے اُس سے کوئی بات چھی نہیں۔

سے ہمیشہ زندہ اور خوب صورت رہنے والی ۱۲ منہ

چنانچہ تینوں کو دیوہلیوں میں سوار کر کے مال اسباب جدا اٹھوا کر بڑھا ملک کی طرف روانہ ہوا۔ کئی دن
رہتے کی کلفت و پریشانی اٹھا کر ملک کے دربار میں پہنچے۔ راستہ میں کئی ایک ناگوار حادثے پیش
آئے بہت بہت وقتیں اٹھا کر جان سلامت لے کر ملک تک پہنچے ایک جگہ وحشیوں نے سخت مقابلہ
ہوا اور امین کو نیزے کی سخت چوٹ آئی جس کے سبب وہ بہت ہی کمزور بیمار ہوتا گیا۔ جسدن واپس
پہنچے امین کی حالت سخت پر خطر تھی بلکہ اُسکی زندگی کے لائے بڑے ہوئے تھے۔

ملکہ نے حنیف کو دربار میں بلایا۔ اوس کو وہی بڑھا ساتھ لے گیا۔ جب دربار کے قریب پہنچے تو
وہ بڑھا زمین پر لیٹ گیا اُس کی لمبی واڑھی جھاڑو سے رہی تھی اور وہ ٹھٹھنوں کے بل ملک کیوں
بڑھ رہا تھا حنیف کو بھی ایسا ہی چلنے کے لئے بوڑھے نے کہا کہ اگر ایسا نہ کرو گے اور ملکہ مطلع
اٹل "دیجھ لیگی تو ہمیں جھسم کر کے رکھ دیگی۔ لہٰذا من حنیف پیارے کو بھی ایسے ہی ادب سے
چلنا پڑا۔ ملکہ کے دربار اور محل میں تمام خدمت گار گونگے اور ہرے تھے۔ وہ قوم ملکہ سے اس قدر
خوف کھاتی تھی اور خدا یا دنیا و دین کے کسی افسر سے نہ لرزتی تھی۔

بڑھے کا نام باقوت ہے۔ ہم آئندہ اسی نام سے بڑھے کا ذکر کریں گے۔
ملکہ نے بڑھے سے کہا کہ تم نکل جاؤ۔ وہ بے چارہ اسی طرح جھاڑو دیتا چل دیا۔ اب حنیف اور
ملکہ کی بات چیت سنئے۔

سنئے پھیلے بیان میں ظاہر کر دیا ہے کہ وہ قوم مردم خوار ہے اور ہمارے لوگ نہایت
بُرا سلوک کرتی ہے مگر ملکہ کا خوف اُس تمام غلظت پر اس قدر طاری تھا کہ جب کوئی
شخص اُن اجنبی لوگوں کی طرف ذرا سا اشارہ بھی کرتا تھا اور ساتھ ہی کوئی کہتا تھا کہ
یہ ملکہ مطلع اٹل کے ہمان ہیں تو کانپنے لگ جاتا تھا۔ اُس کی عظمت بزدلی اور عبث
سطوت کا بیان طویل ہونے کے سبب قلم انداز کیا گیا ہے۔

جب ملکہ حنیف کی طرف بڑھنے لگی اُسکا تمام جسم ہر قدم سے ڈھانپا ہوا تھا مگر حنیف کے دل میں
اس قدر ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ ہاتھ پاؤں خوف سے کانپ رہے تھے قہقہہ دہراکتا تھا۔
ملکہ نہایت فصیح بولی میں اجنبیوں کو نہایت ڈرتا ہے۔ کیا مجھ میں کوئی ایسی شے ہے جس کو
دیکھ کر خوف پیدا ہوتا ہے اگر یہ بات ہے تو پہلے اور اگلے آدمیوں (مردوں) میں بٹا فرق ہو گیا ہے۔
حنیف۔ حضور کا حسن اور رعب مجھے ڈراتا ہے اگر میں اُس میں غور نہ ہو جاتا تو جواب دینے کی
بھی ہمت نہ رہتی۔

ملکہ۔ (اسی پیاری پیاری عربی زبان میں) مرد و کمزور زمین میں غور تو مجھے پھسلا لینے کی باتیں آتی
ہیں خیر میں اس قدر تیزی خوش انداز تقریر کو معاف کرتی ہوں اب تو بتلا کہ آخر تم کو اپنی جان کیوں
سنے کا رعب معلوم ہوئی۔ کہ تو نے خرد کو ملکہ مطلع اٹل کے سپرد کر دیا۔ اور میری زبان مجھ کو کیوں
بولنی آگئی۔ یہ تو میری جو عرب کا میٹھا دودھ پی بی کر بیتی تھی کیا یہ زبان اب تک زندہ ہے۔ میں ایک
درازا زمانہ سے اُن کمزوروں میں پڑی ہوں۔ مجھے اُس مہذب دنیا کی کچھ خبر نہیں۔ میری دل لگی کے
سامان صرف وہ غمگسوسات ہیں جو میرے دل سے صندوق میں بند ہیں کبھی تم کو بتا دے تو اُن ہی چیزوں کو

لے جان تو دہ بھی دلچسپ ہی مگر طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دیا گیا ہے ۱۲ منہ

ساتنے لے بیٹھتی ہوں۔

حنیف - نئی دنیا کی معلومات معلوم کرنے کو اس طرف آنا ہوا اور آپ کے فکر کے ساتھ سے کٹر لاسے
عربی میری مادری زبان ہے۔ میرے وطن مصر میں یہی زبان ہر خاص و عام بولتا ہے۔ عربی اس وقت
ماشا اور تمام دنیا پر حاوی ہے۔ عرب۔ عراق۔ سین۔ شام۔ مصر۔ ترکستان۔ ایران۔ ہندوستان۔
افریقہ میں یہ زبان بولی اور پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔

ملکہ نے باتوں باتوں میں پرانے دو ہزار سے قبل کے تمام دنیا کے بادشاہوں کے نام اور حالات
پوچھے اور اُنکے اصول اور خیالات کا تذکرہ کیا۔

حنیف نے کئی ایک شخصانہ یا بیانیہ عرض کیا اور یہ شعر کہا۔

ہر کہ آمد عمارت فوساخت رفت و سمنند بد بگرے پر دخت

ملکہ - ابا! تو فارسی بھی جانتا ہے! یہ فارسی زبان ہی تھی مگر میرے زمانہ میں اور طرح بولی جاتی تھی
معلوم ہوتا ہے کہ تو فاضل شخص ہے۔

حنیف نے یونانی میں ایک شعر کہا: افرابا حقو پر ہی آگئی ہے اور لوگوں نے عقلمند کہتا شروع
کر دیا ہے۔

ملکہ دسکراں یہ شعر کسی اونچے پائے کے یونانی شاعر کا ہے! ہاں تو یونانی بھی جانتا ہے!

افقہ حنیف اور ملکہ میں دیر تک گفتگو ہوئی رہی ملکہ اُسکی تھوڑے سے نہایت حوش ہوئی۔

حنیف واقعی ایک طباعہ علم تھا اُسکے ساتھ کا فاضل سارے زمانہ میں مشکل سے ملتا تھا مگر وہ بچا
ملکہ کے سامنے بالکل ایک طفل کتب تھا۔ ملکہ کا جسطرح جلال و شکوہ لا محدود تھا ویسے ہی حسن و ناز
بے پایان اور عقل و فہم و حیطہ امکان سے باہر تھا طول طویل تقریر کے بعد ملکہ نے کہا کہ مجھے دو
ہزار سے زیادہ برس ہوئے میں اپنے جیب کی انتظار میں اس وحشیوں کی سمیز میں
وقت کٹی کر رہی ہوں مگر یہ میرا دلبر یا آج ہی آج او سے یا پانچ ہزار سال بعد او سے مگر میں
اُسکے آگے بغیر اس جسم کو جڈا نہ ہونے دوں گی۔

حنیف - یہ ہو سکتا ہے کہ ایک محدود انسان لا محدود زمانہ تک زندہ رہ سکے۔

ملکہ! ہاں صحیح ہے مگر کچھ اتفاق سے اور کچھ اپنے علم کے ذریعہ سے مجھ کو دنیا کی عجائبات سے
ایک ایسی چیز مل گئی ہے کہ میں موت پر ایک خاص وقت تک غالب ہو گئی ہوں۔ اچھا یہ
عقدے بعد میں شاید تجھے حل ہو جائیں تو اور کوئی علت کی بات امتیاز مجھ سے بڑھ کر اپنی تسلی
کر لے۔

حنیف - آپ نے ہم لوگوں کا دور دراز سے اس طرف آنا اتنے فاصلے پر کس طرح معلوم کر لیا۔

ملکہ - اُٹھ کر ایک پیالہ کے پاس جا کھڑی ہوئی جو پائنتی رکھا ہوا تھا اس پر ملکہ نے اپنے ہاتھ کا
سایہ ڈالا۔ ایک پانی پر ایک سیاہی درزی اور حنیف نے دیکھا تو اُن کی کشتی ندر میں چل ہی
ئے اور وہ تینوں آدمی جس شکل سے کشتی میں بیٹھے تھے عجیب موجود ہیں۔

حنیف - آف یہ سدن کا ہمارا جینس فوط اس پیالہ میں کیسے موجود ہو گیا یہ تو سارا جادو کا کرشمہ
معلوم ہوتا ہے۔

ملکہ۔ کیا خوب اور حسیوں کی طرح جو بات سمجھ میں نہ آئی وہ چادو کہہ دیا۔ جادو حقیقت میں کوئی شے نہیں ہے
 مینے تو یہ قدرت کا مدد و حکمت بالذہن کے علم کا ایک شعبہ بنا یا ہے اس میں کوئی بڑی اعلیٰ کارگری صنعت
 کی نہیں ہے۔ کبھی دل بھلانے کیلئے اس کھیل کو بے بیعتی ہوں اس میں تمام دنیا کے مقامات کے حالات
 جنس معلوم تو ہو جاتے ہیں مگر انجام وہ آیا کیا ہوگا، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔
 تین آدمی تھے پھر کو اور تھارے باورچی کو تو تیسے پہچان لیا تھا تیسرا جو تھارے پاس منہ پیٹے پڑا
 تھا کون تھا۔

حنیف۔ وہ میرا بیٹے ہے اُف وہ تو بہت ہی سخت بیمار ہے میں اُسکا خیال ہی بھول گیا تھا معلوم نہیں
 اُس کی زبیرت تمام ہو چکی ہوگی۔
 ملکہ۔ نہیں وہ آج تو نرسے کا کل کا حال معلوم نہیں خیر کل میں خود آکر اس سے دیکھو گی اگر اس میں اُسوقت
 کچھ جان ہوئی تو شہر طینہ پالوں گی۔

دوسرے دن ملکہ وہاں جاتی ہے حقیقت میں امین کی بہت ہی نازک حالت تھی مگر جب ہی
 ملکہ نے اُسے دیکھا وہ تو حیران ہی ہوئی وہ کہتی ہے! ہائے یہ تو میرا قریب ہے انسو سے جسکے
 انتظار میں سیکڑوں برس ہوئے وہ اب ہاتھوں میں مرا جاتا ہے۔

اسوقت امین کی عین نزع کی حالت تھی۔ ملکہ نے ایک گونگے ملازم کو اشارہ سے بھرایا وہ۔
 فی الفور بھاگ کر ایک بکس سے کسی معجون کا ایک مہتاب نکال لایا۔ ملکہ نے اپنے ہاتھوں سے
 ایک نوادہ دو اکٹھا کر امین کے منہ میں ڈالا۔ چار منٹ کے بعد ایک سانس نکلا اور اُسکے ہرہ
 پر ایک سرخی می دوڑی دو چار سانس لے کر وہی بیمار جسکو ہم دو چار منٹ کا سانس نکلا اور اُسکے ہرہ
 خود کوٹ بدلتا آسانی سے دم لینے لگا۔ غرض کہ ملکہ نے اُسکے پاس پانچ چھ گھنٹے بیٹھ کر دو اکٹھا اور وہ
 چند ہی گھنٹہ میں بالکل نو بنو ہو گیا۔ جسے کہ کئی ہفتوں کی کمزوری بھی ایک گھنٹہ کا فور ہو گئی۔

اب ملکہ نے امین سے پیار و اخلاص بڑھایا اُسکو اپنا اصلی نام عذرا بیان کیا اُسے کہا کہ میں وہ
 ہزار برس سے تیری ہی یاد میں پریشان رہتی ہوں میری کشش مقناطیسی تجھے یہاں کھینچ کر لاتی ہے۔
 ہم مختصر بیان کئے دیتے ہیں قصہ بہت لمبا ہے

امین بھی باوجود اپنی مورث علیا کی وحییت سے عذرا کو قتل کرنے آیا تھا مگر وہ تمام خیالات بالائے
 رکھ کر اُس کی سیرت حسن اور علمیت کا غلام بن گیا۔

ملکہ کی علمیت کے بارہ میں کچھ لکھنا واجب ہے۔ صرف مذہب کے بارہ میں اُسکے خیالات
 بیان کئے جاتے ہیں حنیف نے ایک دن ہاتھوں ہاتھوں میں ملکہ سے پوچھا کہ آپ کا تجربہ وسیع ہے
 اور علم نے پایاں۔ اسلئے یہ تو بتلاؤ کہ مذہب کی بھی دنیا میں ضرورت ہے یا نہیں اور آیا اگر مذہب
 لازمی ہے تو انسان کو کونسا مذہب اختیار کرنا واجب ہے!

ملکہ نے کہا ہر ایک ان بنجر کے عقیدے کھولنے کی دھن میں رہتا ہی اگر عالم ہے تو علم کا
 چراغ لیکر کھوج نکالے گا اُمی ہوگا تو اپنے عقل کے پرواز تک ہمت کرے گا۔ وہ اکثر سوچا کرتا ہے کہ
 یہ آسمان کیا چیز ہے! اُسکے اوپر کیا ہوتا ہے اور کیا ہو رہا ہے وہ ہمیشہ اس میدان میں خالی
 گھوڑے دوڑا یا کرتا ہے اکثر دھنچکا جاتا ہے۔ بعض موقع پر اسکو ایک قسم کی تسلی بھی

ہو جاتی ہے بس یہیں سے اُس کو مذہب کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور یہیں سے اُس کے خیالات ایک خاص سمت کو رجوع ہوتے ہیں اُس کے بڑھتے تو اُسکو مختلف شاہ راہیں نظر آتی ہیں اور مختلف لوگ دل خوش بائیں کہتے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں ہر شخص اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنا سچا ہونا تسلیم کرنا چاہتا ہے اب انسان ہے کہ غصہ میں پڑ جاتا ہے آخر جذبہ زیادہ روشنی دیکھتا ہے جھگ جاتا ہے اتنا فکر کون کرے کہ آخر چھلیاں بھی تو دریا کی تہ میں سے ستاروں کی روشنی دیکھتی ہیں۔ اقوام مدنی الطبع کی طرح میں مذاہب کا حال بھی دیکھتی ہوں کہ آتا ہے تو دوسرا جاتا ہے سوائے زمانہ کے قیام کسی میں نہیں۔ کاش انسان یہ سمجھے کہ اپنے لئے بغیر اپنا کام نہیں ہو سکتا۔ یاس و امید جو کچھ پیدا ہوتی ہے اپنے ہی دل سے۔ اپنے ہی افعال سے۔ اپنی ہی حرکتوں سے۔ اگر یہ عقیدہ ہو تو وہ خود افعال کرے جو دنیا اور آخری کی بھلائی کے ہوں اور جسے روح کو تسلی ہو۔ آخر یہ بھلائی بڑائی کا علم ذیخزمہ و اریکوں بنا یا گیا ہے۔ کاش اُس کی غور کر رکھا کر اندھے منہ نہ کرے اور وہ تمام ماسوا یا توں سے جانی الذہن ہو کر ایک ہستی مطلق کی طرف رجوع ہو اور تصویروں اور ریتوں اور زندہ و مردہ انسانوں کو اپنا معبود نہ بنا لیا کرے۔

جیسا کہ عذرا دیکھ بیان کرتی ہے اُس کی پوری پوری مشیج کھول کر رکھ دیتی ہے۔
 اُسے امن سے کہہ کہ اس دنیا میں اگر انسان کو کچھ واقفیت ہو جائے تو ایسے ایسے علوم ہیں کہ تل کی اوٹ پہاڑ کے کبڑے نظر آتے ہیں میں تمکو ہر ایک علم میں طاق کر دوں گی نالائق جاہل لوگ مجھے جادوگر کہتے ہیں لیکن میرا جادو وہی ہے کہ میں ہر شے کی اصل ماہیت کو جانچ کر اسپر ہاتھ ڈالتی ہوں آج سے دو ہزار برس پہلے جب اول دفعہ میں نے جٹکو دیکھا تھا اس وقت سے اب تک آگے ہمارے جوں بنا ہوتا رہا اب تک پچھراں اس منچر کے ایسے ایسے راز کھلیجے گئے کہ تو جہاں رجحاناکہ میرے انسان میں اس قدر قدرت پیدا ہو سکتی ہے۔

ابن نے کہہ کہ میں آج سے دو ہزار سال پہلے ہرگز تمکو نہیں ملا تھا وہ کوئی ہر امورث ہوگا تمکو ہم ہے اور حقیقت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص اب کے دو ہزار برس اول بیاں پیدا ہوا اور دوبارہ پھر اس دنیا میں آئے۔

عذرا۔ اس دنیا کی کوئی چیز بھی نئی نہیں ہے یہ تمام چیزیں اُلٹ پھر کر نئے نئے نظارے دکھلائی ہیں یہی جہتم یہی صورتیں پہلے بھی اسی شکل میں گئی دفعہ بیاں پھر ہی موجود رہ چکی ہیں اور ممکن ہے اب بھی نابود ہو کر پھر بہت جلد اس دنیا میں پیدا ہو جائیں۔ موجودہ حالت کا مقابلہ اپنی پچھلی صورت سے ہم اس واسطے نہیں کر سکتے کہ یادداشت کو فنا در مطلق نے ایسی قوت نہیں بخشی کہ وہ اپنا پچھلا حال روبرو یاد کر سکے۔

زمانہ کے ناپید اگنا در ریا کے اُس پار دیکھو تو مردوں اور جانداروں کے جسم و دھن ایک ہی شے نظر آئے گی میں تو کہہ سکتی ہوں کہ روح تو روح زمانہ آدمی کی صورت تک نہ کر نہیں سکتا یہ بات جلدی ہے کہ ہماری نیند نے ہمارے پچھلے واقعات بالکل بھلا دیے ہوں یا ہمارے پچھلے مصائب کو ایسے گہرے دریا میں ڈبو یا ہو کہ پھر نہ ابھر سکیں۔ یا ہماری خوشیوں کو کسی اندھے کوئیں میں پھینک دیا پھر ہم انکی صورت ہی نہ دیکھ سکیں لیکن جہاں آنکھ کھلی ہم وہیں اُٹھیں گے جہاں کے پہلے بھی

فرق صرف اتنا ہے کہ ہمیں پھلے واقعات پورے پورے یاد نہیں رہتے اور یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم ہمیشہ سوئے ہی رہیں یا نہیں بلکہ ہماری آنکھ ایک دفعہ ضرور کھلے گی۔ اسی زمین کے بنی رات کی ایک صورت خستہ بار کرلی اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اپنی اصلی حالت پر آ کر زمین کو اپنی اصلی وضع پر چھوڑ دیا۔ پہاڑ کی چوٹیوں کو برف نے ڈھک کر سفید کر رکھا ہے لیکن جہاں برف نکلے اور ضرور ٹھیکلے، تو چوٹیاں اپنی اصلی حالت پر نظر آئیں گی۔ لیکن ہے کہ ہمارے پچھلے زمانہ کے ہنسنے اور رو کی آواز بھی ہمارے کان میں آئے۔ ایک زنجیر ہے جس کی ہر کرٹی بنانے والے نے بالکل یکساں ایک کیسٹل کے کی بنائی ہے ان کرٹیوں کی شکل و صورت رنگ ڈھنگ تو ایک سا ہی ہے۔

اب فرق ان میں صرف اس قدر ہے کہ ہر کرٹی پر روح اپنا اثر برقی ایک خاص زمانہ میں خاص وقت تک ڈالتی ہے مینے تھرا دو ہزار برس کی جسم مصباح لگا کر جوں کا توں محفوظ رکھا ہوا ہے میں ہر روز اس کی پرستش کرتی ہوں چلو آج تمکو تمہاری شکل دکھلا دیتی ہوں۔ اتنا کہہ کر عذر ا حنیف اور امین کو ایک تہ درتہ غار میں لے جاتی ہے اوہاں کا نظارہ عجیب و غریب خوفناک تھا سیکڑوں مردوں و عقیں جوں کی توں سلا رکھی تھیں۔ عذر اسے کئی جرت آنیخہ منظر دکھلا کر ایک نہایت آراستہ کمرے میں جا کر ایک ڈھکا ہوا پلنگ دکھلایا اس کے اوپر سفید چادر بچھا رکھی تھی جگمگ جگمگ جھاڑ فانوس روشن تھے۔ ملکہ نے جھٹکے سے اس لاش پر سے چادر اتار چھین لی۔ دیکھا تو امین شاباش پر رشاک میں سٹگ مرمی چوکی پر سوئے پڑے ہیں۔ حنیف کا بیان ہے کہ میں نے خاص غور سے دیکھا تو اپنے ساتھی امین سے اس مردہ امین میں ایک تل بھر کا فرق نہ تھا میں جبران ہوتا تھا کم یا انہی یہ حجاب ہے یا بیداری۔ اگر ان دونوں کی شکل میں فرق تھا تو اس قدر وہ جسد جو سوز پڑا تھا غور سے پڑا نامعلوم دیتا تھا خط و خال اور ہر ایک اعضا کے مقابلہ میں بال برابر کا فرق نہ تھا میں نے سنا ہوا تھا کہ چونچے تو ام (جھوٹے) پیدا ہوتے ہیں ان کی شکل ایک ساں ہوتی ہے مگر میں ان ہر دو امین کے جسموں میں رتی بھر کی تفاوت نہ پاتا تھا۔ امین پر اپنی مردہ شکل دیکھتے ہی ایسی حالت طاری ہوتی کہ وہ بیچ بیچ تصویر جرت سے کھڑے تھے کئی منٹ غور سے دیکھتے رہے آخر ایک چیخ نکلی اور پریشان ہو کر بولے مجھے یہ شکل دیکھی نہیں جاتی خدا کے لیے اسے ڈھک دو۔

عذر انہیں قریب سے ذرا ٹھیر دیں تو میں اور بھی کچھ دکھلا دوں تاکہ تل کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اپنی وفات جانی اور جفا کا راز نہ بتایا دینے پر سے کرتہ اٹھا کر دل کے قریب ہی ایک گہرا غم نظر آیا۔

ملکہ کہنے لگی یہ مجھ ناشدنی ہی کے ہاتھ کا لگا ہوا ہے۔ یعنی میں نے تجھے اپنے ہی ہاتھ سے قتل کیا خیر اب خدا کی رحمت سے تو دوبارہ بریس کے بعد پھر میسر ہو گا تاخیر آیا ہے میں نے جو کچھ گناہ کیا ہے اس کے عوض اب تجھے ہمیشہ کی تازہ زندگی دونگی۔ تو میرے طبع ہزاروں برس اسی شکل و صورت کو لئے ہوئے زندہ رہے گا۔ تیرا حسن موجودہ و لغزب خوب صورتی سے دو بالا ہو جائیگا تیرا دماغ دولہی پائے کا ہو گا میں اب تجھے تمام دنیا کا شہنشاہ بنا دوں گی کوئی طاقت نہیں ہے جو ہمارے علم و ہمت کا مقابلہ کر سکے گی۔ تو دیکھو گا کہ میں کس طرح تیرا اسکے تمام عالم میں قائم

کرتی ہوں۔

امین نے دوبارہ کہا اس لاش کو جلدی ڈھک دو۔ تھڑا نے بڑھکرا ایک کونے سے ذرا سی سیسی نکالی اور کپڑے بچا کر اس لاش پر الٹی کر دی۔ دقت لاش میں سے ایک دھواں اٹھا اور تین ہی چار منٹ میں چونک پر لاش کا نام و نشان نہ تھا۔ ابستہ جو نے جیسی سفید راکھ بھتر پندرہ بیس توڑے پڑی رہ گئی۔

ملکہ ہر دو کو ہمراہ لے کر واپس محل میں آئی اور کہا کہ تم بھی تیار رہنا میں رات کو تمام سامان لیس کروں گی اور صبح الصبح نکو زندگی کے سینا ریگٹ لے چلوں گی اور اس جلوہ زور میں غسل کرو گے تم ہمیشہ کے لئے موت کے خدشہ سے آزاد ہو جاؤ گے۔ اب اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔

حلیف کا بیان ہے

دوسرے دن کی صبح کو ہم سب تیار ہو کر ملکہ کے پیچھے پیچھے چلے گئے ہمارے ہمراہ سولے ملکہ کے تین چار گونگے دہرے غلاموں کے اور کوئی نہ تھا۔ رستہ میں ملکہ مجھے کہتی ہے کہ تو نے بچپن سے امین کو پالا پوسا ہے مجھے بھی اُس چشمہ حیات کا غسل دلاؤنگی اور تو بھی ہماری طرح دائمی زندگی کا لطف اٹھائے گا ہر کسی جگہ بیان نہیں کیا کہ حلیف کی شکل و صورت بھدی اور غلیظہ

نا پسند سی تھی (مولف

حلیف (ملکہ سے) میں آپ کا نہایت مٹون و مشکور ہوں کہ آپ مجھے اس درجہ مہربان ہیں لیکن میں اول و اتنی وسیع زندگی کا نسخہ ہی ماننے پر تیار نہیں اور خیر وہ نواب آپ دکھلا ہی دیں گے مگر مجھے اپنی عمر کو لا محدود و بڑھانے کی ضرورت نہیں اور نہ خواہش! ہر گز شستہ کے تجربے اور موجودہ وقت کی راحت نے میری ضمیر و نظیر میں دنیا کو ایک دلپذیر نہیں کیا کہ میں اس کشش (دنیا) میں عرصہ دراز تک موجود رہنے کی آرزو کروں۔ ایسی ذلت و تکالیف و مصائب کی ناقابل برداشت زندگی کو طویل کرنا۔ میرے خیال میں تو سخت جہالت ہے۔ مادر گیتی عجیب سنگدل ہے کھوت اپنی اولاد سے بھی لوہے کے چنے چبواتی ہے اور زہر ہلہل پینے کیلئے دیتی ہے رنج و الم کے گوارے میں بھٹلاتی ہے اور گناہوں کے کھلمتے سے کھلاتی ہے۔ پھر فرمائیے کہ ایسی کسے کیسے محبت ہو تو کیوں! کس کی مصیبت آئی ہے کہ وہ لا محدود زمانے تک غمزدہ تفتیش کی حسرت۔ موجودہ حالت کے مصائب و مشابہات کے جنون عشق بڑھانے کی مجبوری کا ناگفتہ بہ بوجھ اٹھائے۔ پڑاوسیوں کو تڑپتا دیکھے اور بددہ کر کے عقل رکھے اور گمراہ رہے اور اگر یہ نہ ہو تو جنگل کے وحشیوں نے دوستی بنائے اور گھاس پات کھا کر زندگی کو دن پورے کرے۔ موت اگرچہ نہایت تلخ چیز ہے لیکن اُسی وقت جب تک خیال موت ہوا اور جہاں وہ نازک وقت گزر رہا ہے کہ نہیں بلکہ سانپ کی پکھلی کی طرح کی مثال ہے کہ جب تک پکھلی نہیں اُترتی سانپ کو تکلیف رہتی ہے جب اُتتا پکھلی آسائش اور اطمینان میں آ گیا۔ میرے خیال میں تو ایسے ہمیشہ زندہ رہنے اور دنیا کے دکھ بھیلنے سے اس جسم سے الگ ہو جانا لاکھ درجہ بہتر ہے پڑے پڑے دل خوش کن کاموں کی تکمیل میں لوگوں نے اپنی جانیں لٹا دیں جب وہ حاصل ہو گئے تو ان ہی لوگوں کو اس میں کچھ لطف نہ آیا اور اکثر دن کو خیال آیا

کہ خواہ مخواہ محنت و بردباری کی خیال حصول میں جو لطف ہے وہ دستیابی نہیں۔ انتظار میں جو رہا ہے وہ اصل میں نہیں امیدیں جو لذت ہے وہ اس کے پورا ہونے میں نہیں۔ بچپن میں جو جوانی کے خواب اور دلچسپی نظر آتے تھے وہ بہ نسبت جوانی کے زیادہ لطف دیتے تھے جوانی میں بڑھاپے کے زہر و آفتاب پر ہیز محسوس کی کا خیال زیادہ مزید اڑھٹا مگر جب یہ دونوں باتیں حاصل ہو گئیں تو اپنی حرکات طفلانہ پر ہنسی آئی۔ ایسے ہی اگر میں اس ہمیشہ زندہ رہنے والی آگ میں کود جی پڑا تو میرا تمام لطف اڑ جائے گا اور آئندہ تمام عمر اپنی نادانی پر افسوس کرنا پڑے گا۔ اس لئے مجھے معاف ہی کیجئے۔

عذر! حنیف! عذر کرے ہمیشہ کی زندگی۔ دائمی شباب از جوئی احسن عقل اور علم عجائبات عالم وہ چیزیں ہیں جن کو انسان جان و دل کے بدلے میں بھی سمجھتا ہے۔ میں تیرے ایک ایک فلسفی کا جواب حرف بحرف معقول و لائق سے دے سکتی ہوں تو اپنے متقی لوگوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ لیکن تو یاد رکھ آج کا وقت تجھے ہاتھ نہ آئے گا اور تو بچپانے کا۔ یا تیری آنکھ اُس وقت کھلی گی جب بڑھاپے کے تمام عیب چھپر حلقہ کر بیٹھے چلتا پھرتے دو بھر ہو گا۔ بات کرنی تجھے مشکل ہو گی کان اور آنکھیں اور دانت بھی جتن سے نفرت کر چکے ہونگے اور تو اپنی حاکم پر افسوس کرے گا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کو جو کچھ بے منت (مفت) حاصل ہوتا ہے اُس کو کبھی خوشی سے قبول نہیں کرتا اور اُس سے اعلیٰ ادارے چیز و پیر نظر رکھتا ہے۔ اسٹاروں کے پکڑنے کے لئے دوڑتا ہے اور چراغِ نجوم آسانی سے مل سکتا ہے چھوڑ دیتا ہے ستارے اُسکو دُور سے کھڑے کھڑے چراتے ہیں اور چراغ کو پیتے ہوئے اُسے شرم آتی ہے جس اُسے پسند نہیں آتا کہ اُسکو وہ تابش کہاں عقل کو وہ اختیار نہیں کرتا کہ اسیں وہ بلندی کہاں نام اور بتنا نہیں چاہتا کہ اس میں وہ شہرت کہاں دولت وہ حاصل نہیں کرتا کہ اس میں وہ ہمیشگی کہاں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سارے رنگ اُس کو دسترس نہیں ہوتی۔ اور چراغ اُسے اب ملتا نہیں پس اندھیرے میں کھڑا رہتا ہے۔ نتیجہ! حنیف بھی طویل طومار باتوں کے جادو میں آکر اُس دائمی زندگی کی آتش میں غلس کر پڑے تیار ہو گیا۔

کئی مشکلات کی گھائیاں اور غاریں عبور کر کے ملکہ حنیف اور امین کو اُس روشنی کے سینما کے پاس لاتی ہے۔

حنیف کہتا ہے کہ پہلے تو ہمیں کچھ معلوم نہ ہوا مگر تھوڑی دیر بعد کچھ آواز آئی شہر شروع ہوئی رفتہ رفتہ آواز بڑھنے لگی اور ایک روشنی سی نمودار ہوئی اور ساتھ ساتھ آواز زیادہ پر خوف ہوئے لگی اور وہ آج کالا ایک لڑعلیٰ و زحلہ فشاں ہو کر ہمارے طرف بڑھنے لگا۔ ہم نے اتنا دیکھا کہ وہ روشنی نہایت صاف اور تیز قزح کی طرح کے مختلف رنگ اس میں چمکتے تھے۔

عذر!۔ ترقی سے (امین سے) اور قریب ہو جاؤ یہی روح کا جوہر ہے اور تمام موجودات عالم اسی کے عرض ہیں یہ فلاح ہے اور کائنات اس کی تفصیل یہ عطر ہے اور دنیا اُسکا قصہ اس کے بغیر کہ ارض و سما کو قیام نہیں ہو سکتا۔

جب ہم قریب جا کر کھڑے ہوئے تو حقیقت میں طبیعت پر ایک عجیب و غریب فرحت بخش اثر محسوس ہوا۔

۱۷ اس قصہ کا اصل مصنف حنیف ہی ہے اس واسطے جا بجا اُس کی ہی ذہانی مفرود ادا کیا جاتا ہے ۱۷

تمام اعضاء و قوا میں ایک نئی قوت سی پیدا ہو گئی۔ تمام ٹھوکی باتیں یاد آگئیں معلوم ہوتا تھا کہ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل چونکا کھیل میں حنیف کا حلقہ اقرار ہے کہ اس وقت صوری اور معنوی اپنی زندگی کا کوئی واقعہ نہ تھا جو مجھے حفظ نہ ہو گیا تھا عجیب و غریب سہرا بچہ کھل گئے۔ قصہ مختصر طاقت فہم فراست اور فرحت اس قدر حاصل ہوئی کہ میں اپنے آپ کو بالکل اور کا اور سمجھنے لگا۔

دور سے پھر وہی آواز سنائی دینے لگی اور روشنی آگے بڑھنے لگی گرج کی آواز زور شور سے ہو رہی تھی اور لمحہ بہ لمحہ روشنی آگے کو آرہی تھی ہم پیچھے ہٹنے لگے۔ مگر چند ہی قدم ہمارے پیچھے ہونے پر ہمارے دو پروردہ روشنی کا سینہ مار کھڑا ہو گیا مگر اپنے ہی مرکز میں چکر کھارہا تھا۔

عذر اس روشنی کی طرف ہاتھ پھیلا کر کھڑی ہو گئی پھر تھوڑی دیر میں روشنی غائب ہو گئی بلکہ دھڑکنے لگا تو ترطیس تم اسکا یہ دنی لطف تو محسوس کر ہی چکے ہو اب اس کی خاصیت بھی آزمائو اب تھوڑی دیر میں یہ روشنی پھر آئے گی تم بے تامل اس کے اندر چلے جانا اور دل تل کر بے خوف ہو کر غسل کر لیتا کھڑے اتار دو کیونکہ کھڑوں میں آگ کے شعلے پلٹے ہیں لیکن تمہارے جسم کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ ذرا سی دیر میں تم اور کے اور انسان بن جاؤ گے اور ہمیشہ کے لئے تمام بوجھ و فکروں سے آزاد ہو جاؤ گے۔ روشنی میں کھڑے ہو کر شعلوں کو اپنے سانس کے ساتھ اندر کھینچنے کی کوشش کرنا اور یہ بھی خوب یاد رکھنا کہ تمہارے جسم کا کوئی حصہ روشنی کی پاک تاثیر سے خالی نہ رہ جائے۔

امین۔ میں خوف تو نہیں کھاتا مگر جلتی آگ میں بدوں کچھ آزمائش کے چلا جانا خطرناک سا معلوم ہوتا ہے لیکن خیر تم کہتی ہو تو میں چلا جاتا ہوں۔

عذرا! اچھا میں پھر ایک دفعہ اس آگ میں نہا کر از سر نو پاک ہونا چاہتی ہوں مگر آزمائش بھی نظر آ جاوے گی۔

چنانچہ پھر وہ آواز آنے لگی عذر نے فوراً کھڑے اتار دئے اور روشنی کے قریب آنے پر آستہ میں جا کھڑی ہوئی اور ہاتھ پھیلا دئے چشم زدن میں آگ نے اُسے آلیا۔ عذرا بار بار پانی کی طرح اس روشنی کو اپنے جسم پر ڈالتی تھی اور بدن ملتی جاتی تھی۔ منہ کھول کھول کر شعلوں کو اپنے سانس کے ساتھ اپنے اندر کھینچتی تھی۔ اور ہنسی خوشی سے آگ کی لپٹوں میں غسل کر کر کے خوش ہو رہی تھی۔ ہر آن شعلے اس کی زلفوں سے ٹکراتے تھے مگر اس کے جسم کو تل بھر سیلا نہ کرتے تھے۔ حنیف اور امین دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اُن کو یقین ہو گیا کہ حقیقت میں یہ آگ دائمی زیست و جیون بخشنے والی ہے۔ اور اب ہم بھی عذر کے باہر آئے پر اسکی جلوہ ذات پاک میں نہا بیٹے۔

لیکن یہاں تک کہ جسم پر ایک تغیر سا نظر آیا اُن کی وہ نورانی صورت خوف و ہراس کا فوٹو بن گئی۔ عذر کی مسکراہٹ اور دلفریب فرحت آن کی آن میں کاخور ہو گئی۔ پیشانی کی خوشنمائی اور جسم کی در باری مسنوں میں اور کی اور ہو گئی آنکھوں کے نیچے حلقے پڑ گئے۔ عذر آگ سے باہر نکلنے کو تیار ہوئی مگر اسے پاؤں ڈنگا کر رہ گئے اسکا چہرہ لمبو ترہ سا ہونے لگا اعضا تشنج کے مریض کی طرح کھینچنے لگے جسم کی آب جاتی رہی تمام گوشت پر شہاب کا نور مبدل ہو گیا چہرے پر بزار سال کے انسان کی طرح کی گہری اور دل دار جریاں پڑ گئیں۔ امین نے یہ حالت دیکھتے ہی دہریں

قدم پیچھے ہٹ کر گھڑا ہونا پسند کر لیا۔

عذرا دہرائی ہوئی آواز میں انا قرطیس ہائے یہ کیا ہو گیا۔

”اُن زرا سی دیر میں وہ آواز کی دل کشی کا فوراً تھی۔“

عذرا! قرطیس! یہ معلوم نہیں وجہ کیا ہے شاید آگ کی تاثیر بدل گئی یا مجھ میں آگے ہی اس نور کا اثر تھا اس واسطے میں متحمل نہیں ہو سکی!!! قرطیس مجھے اب کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

یہ باتیں کہتے ہی کرتے عذرا کو اُن کے شعلوں نے پیٹ لیا اور اُس کی شکل کئی ایک اجسام مخلوق میں تبدیل ہوتی رہی آخر کار وہ جل کر راکھ کا ایک تودہ رہ گئی۔

حنیف اور امین گہرا گئے اُنکے ہوش و حواس متغیر ہونے لگے۔

عذرا نے مرتے وقت چند الفاظ امین سے مخاطب ہو کر کہے جن کا یونانی زبان سے ہوں ترجمہ کیا جاسکتا ہے
”پیارے امین“! دیکھنا! مجھے بقول نہ جانا میں ایک دفعہ اپنے حسن کو لے ہوئے پھر آؤنگی اور تم سے ملو گی!!! ہاں یاد رکھنا اور سیکر قصور معاف فرمانا۔ اب کے کچھ اور بات ہوئی میں نے یہ راز بھجھا!.....

”قصہ ختم ہوا سمجھو! اگر ہم حنیف کی زبان سے آخری اُن کے خیالات درج کر دینا واجب سمجھتے ہیں
حنیف کہتا ہے عذرا کی لاش کو دیکھ دیکھ کر کئی طرح کے خیال سپرک دل میں پیدا ہوئے اُنکے جسم سے اندازہ لگتا تھا کہ اگر کسی شخص کو کسی ترکیب سے دو ہزار برس تک جلا یا جلے تو اعظا اُس کو گھٹا گھٹا کر تنہا ہی بڑا اور اُسی صورت کا کر دے گا جو اُس وقت عذرا کی حالت ہوئی۔

انسان اپنے فعل سے اپنے لئے نیک نتائج پیدا کرنا چاہتا ہے مگر تقدیر تمام مخلوق پر غالب ہے اسی عذرا کو ایسے اُسی اور اُس کی مختلف قوتوں کا اندازہ لگائیے یہ اگر دنیا کے اس مذہب حصہ پر عمل آتی تو کیا کیا آفت ڈھائی اور کیسے کیسے فتنے برپا کرتی اور ان موجودہ خود سر لوگوں کا جنہوں نے اپنی لوگوں پر سکھایا ہوا ہے نہ معلوم کیا کیا افترا کھڑا کرتی مگر شہنی بات ہے وہ اسی خیال میں ہی کہ اپنے دشمن کو اپنی طرح کا مکمل بنا کر دنیا کی طرف رجوع کرے گی! وہ بلا کا حسن۔ وہ قیامت انتہائی علم و عقل اُسکے کچھ کام نہ آیا اور آخر وہ جو تمام دنیا کے بادشاہوں کو حقیر کر کے اپنے قدموں میں گرا نا چاہتی تھی ریگڑ لوگوں کی طرح ہی بعد حسرت و اندوہ اس ناپائدار دنیا سے چل دی۔

”اب آخر میں امین و حنیف کا جو خیال ہے ہم اُسکے چند حروف لکھ کر یہ قصہ ختم کرتے ہیں۔ نہ معلوم نہیں اس آگ میں کیوں تفر ہوا یہ تو ہم حلقہ کہہ سکتے ہیں کہ عذرا دو ہزار برس تک اُسی آگ کی برکت سے ضرور زندہ رہی ہے اب یا تو اس آگ کی خاصیت میں کوئی تغیر واقع ہو گیا ہے۔ جب یہ آگ ایک دفعہ عذرا کے جسم پر اثر کر چکی تھی تو اُسے دوبارہ اس میں غسل نہیں کرنا چاہئے تھا یا خدا معلوم آگ کی وہ تاثیر ہی نہ رہی ہو۔ بہر حال ہم تو یہ نتیجہ ضرور نکالیں گے کہ اگر یہ مستحکم جسم حیات واقعی انسانی زندگی کا ایک مکمل اور مضبوط بنانے والا ہے تو کوئی وقت ضرور غریب ہی آئیگا ہے جبکہ دنیا میں عوام الناس کو یہ نسخہ معلوم ہو جاوے گا۔

گو حنیف اور امین صد ہا تکالیف بھی بکھروا سکتے تھے ہیں تو بھی ایک دفعہ وہاں جانے کی ہیں

رکھتے ہیں یہ نیا قصہ ہے۔ فقط

(مصنف دیوبند)

اشولنی

اشولنی جنگل میں رہنے والے سوہرت نامی مہی کی بہت درناہستری تھی جب یہ بہت کسین تھی اسی وقت سے اسکو پڑھنے لکھنے کا بہت شوق رہا کرتا تھا اسکے نیک عادات کو دیکھ کر ہر گورشی نے اپنے پاس رکھ کر دید۔ اتم گیان و پوران وغیرہ کی تعلیم دی عقل نیز دیکھ بوجھ اچھی تھی تھوڑے ہی دنوں میں اُسے سارے علوم پڑھ لئے۔ اور روحانی مضامین کو بہت اچھی طرح سمجھنے لگی جب وہ سن بلوغ کو پہنچی۔ رشی نے سوہرت مہی کے ساتھ اُسکا بیاد کر دیا۔ شوہر کے یہاں آکر اُسے اپنی علم و دہر کی بہت شہرت حاصل کر لی۔

اشولنی۔ اپنے گھر کی اکیلی مہی گر وہ اس توجہ و محنت کے ساتھ گہرست اشورم کے فرائض پائی دیتی تھی کہ لوگوں کو حیرت ہوتی تھی۔ اُسکے مکان میں پھو کوٹکے لئے اناج۔ پیاسوں کے لئے پانی۔ تنگے آدمیوں کیلئے کپڑے اور بیماروں کے واسطے ادویات وغیرہ ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جب کبھی کوئی بیمار آجاتا وہ اپنے ہاتھ سے وہاں علاج کرتی۔ اور وقتاً فوقتاً اپیشس سنا کر نہ صرف اُسکی جسمانی مرض کا وافیہ کرتی بلکہ اُسکی اخلاقی زندگی کو ہلکا دے دیتی۔ آرمو ویدک ویدتہدیم زمانہ میں صرف دو اور تشخیص مرض ہی کا کام نہیں کرتے تھے بلکہ اُن میں اور بھی خوبیاں تھیں جو آج کل کے ویدراکھیوں میں کہیں نظر نہ آتیں ہیں۔ قدیم ویدوں نے انسانی امراض کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ”جسمانی“ ”دماغی“ اور ”روحانی“ اور اُسکے لئے اُنکو ضروری تھا کہ وہ جہاں اور ویدک شاستر سے آگاہ ہوں وہاں آتک و دیا سبھی واقفیت رکھیں۔

اشولنی جانتی تھی کہ اُن تمام مرضوں کا علاج کیا ہے اور اسوجہ سے جیسا موقعہ دیکھتی تھی عمل کرتی تھی عورتوں میں شروع سے ہی یہ مادہ قدرتی طور پر موجود ہے کہ وہ اپنے خیال کا اثر طبیعت کو کبھی کبھی اُسی وقت ڈال سکتی ہیں اور جبیر اُنکا دل سے تاثیر پڑتا ہے اُس کی طبیعت میں فوراً ہی تھوڑی انقلاب سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اشولنی نے ایک سمجھا سیں و یا کھیاں دو غلطی کے سلسلہ میں ہندو نصاب کا ایک نہایت قابل قدر اپیشس دیا ہے۔ جو مختصر الفاظ میں یوں ہے کہ وہ شخص نفس امارہ پر قابو پاسکتا ہے جس کو اپنے خواہش پر کامل طور سے قبضہ ہو۔ کزود جسم میں بھی طاقتور آگاتا شجاع نہیں ہو سکتی۔

برائی اور فیض کا سبق صندل سے سیکھو۔ صندل (چندن) کا درخت کاٹنے پر کھارے کو بھی خوشبودار کر دیتا ہے تمام لوگ صندل کو مانتے پر لگاتے ہیں اُس کی خوشبو کی صفت کرتے ہیں۔ نیز صندل میں یہ بھی صفت ہے کہ وہ جہاں پر ہو اُس کی صحبت دنیس سکونت سے اُسے اور اُسے خاندان کے درخت بھی اُسی کے ہم رشت ہو جاتے ہیں ایسے ہی نیکیوں کی صحبت کے فیض سے گرمے ہوئے انسان بھی سدھر طے چاہتے ہیں۔

علم کی دیوبند دوم میں ہم ان امراض کا ماحقہ علاج و تشخیص علم ہند کریں گے

جب تک بابا پ خود نیک اور پرتز نہ ہوں اُن کو یہ خیال بھی نہ کرنا چاہئے کہ اولاد ہماری فقط سمجھا نہیں
اچھی ہو جاوے گی اولاد تو صرف بابا پ کے نقش قدم پر چلتی ہے۔ اس واسطے اگر تم بچہ نمونہ کا اور بار بار
خیال بنانا چاہتے ہو تو اول خود نیک افعال کے حامل بنو۔

نادان انسان سوچتا ہے کہ لذات میں لطف (دوستی میں مسکند) ہے لیکن وہ سرکش گھوڑوں
سوار کی طرح جب اپنے نفسانی جذبات کو روک نہیں سکے یعنی حواسِ موقوفات میں نہیں کر سکتے تو
سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اور جس طرح ہوشیار کو چوان گھوڑا ڈھکی باگیں اپنے ہاتھ میں رکھ کر سبقت
کو ٹھکاتا ہے ویسے ہی جو انسان اپنے حواس و قوا قبضے میں کر کے دنیا میں ایام بسر کرتا ہے وہ پہلا
مسکند حاصل کرتا ہے۔ جس طرح بھی ہیں ہوا کی لہروں آتی ہیں و پانی سکون کی حالت میں نہیں رہتا بلکہ
مستذبذب شکل میں دکھلائی دیتا ہے ویسے ہی جس شخص کا آئینہ دل پاک و صاف نہ ہو یعنی جسکے
دل سے سیسے میں پے در پے نئے نئے خیالات موجزن ہوں ہنسنے عسوسات کی آندھی چل رہی ہو
اُس کو کبھی چین نہ لینا۔ دیکھو بس میں کرو۔ بدھی کو تہنیدہ بناؤ اور تم ہمیشہ مسکند رہو گے۔

اچھے پاکیزہ کام کرو خواہ تم مفلس ہو جاؤ تنگ بد اذغال تو بھر بننے کی ہرگز قنات نہ کرو جو کچھ تم بودا
وہی پیدا ہو گا اس واسطے وہ بہت ہی نادان انسان ہے جو آک بکر اہم کھانے کی اور جو بکر لکھوں
کے خرمن اٹھے کر کے کی آرزو رکھتا ہے۔ جب یہ ناممکن ہے کہ ہم اسے تخم بکر اسطے پھل نہیں
پیدا کر سکتے تو یہ قانون قدرت کے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے کہ بکر کے کاموں سے راحت اور ہمیشہ
کی شادمانی ملے۔

نجات (آزادی) علم سے حاصل ہوتی ہے۔ محنت۔ ربط۔ اور ایشور پر بھروسہ کرنے سے راحت
و آزادی ملے گی۔

جب تک اچھے کاموں کا ربط نہ ہو ایک طرف خیال نہیں لگ سکتا جب تک لگس ہو کر محنت نہ کی جائے
خیالات کی لہریں نہیں تھمتی۔ جب تک خدا پر صدق دل سے ہمت نہ آئے ہرگز بھائی ان (علم)
حاصل نہیں ہو سکتا۔

جیسا تم بننا چاہتے ہو ویسے کام کرو۔ ایشور میں سننے یا بالفاظ دیگر خدا بننے کا سبق ہی ہے کہ تم
اس قسم کے کام کرو جو الہی صفات میں موزوں اور سرورزا ہیں پھر آپ سے آپ تم دتے ہی
بن جاؤ گے۔
نقطہ

لوپ مدر

یہ نیک سیرت دیوی اگست مہنی کی استری تھی۔ اسکے والد کا نام مدر براجا تھا یہ بہت بڑے
ملک کا حکمران تھا بچپن میں اس (لوپ) کی بہت ہی اعلیٰ تعلیم و تربیت ہو ا جب یہ جوان ہوئی تو والد
کو شادی کی فکر ہوئی مگر وہ زمانہ موجودہ زمانہ نہ تھا بلکہ ایسوقت عورت مرد کے حقوق یکساں شمار
ہوتے تھے۔ لوگ عورت کی نہایت اعلیٰ و تکریم کرتے تھے۔ اپنی عورت سے بد زبان کی کیسکو مجال نہ
تھی کوئی جرات نہ کر سکتا تھا کہ عورت کو غلام و خدمت گار بنا کر رکھوں۔ اگر محبت میں ہر ایک
انسان اپنے حبیب کی خدمت کو جائز سمجھ لیتا ہے مگر یہ دن الفتنہ کسی بڑائی کے خیال کو

نہی
ہیں
نہیں
نہیں

نہیں
نہیں

نہیں
نہیں
نہیں
نہیں

نہیں
نہیں
نہیں
نہیں

نہیں
نہیں
نہیں
نہیں

غلام بنانا اور سنے رکھا ہے۔

جب یہ دیوی بالغ ہوئی سیکڑوں شاہزادے اُسکے عقد کی نیت کر کے آئے مگر اُس نے کسی کو نام اوصاف میں کال نہ پایا۔ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی نقص اُسے ثابت ہو گیا۔ کوئی عالم تو تھا مگر خود عمل کرنا پسند نہ کرتا تھا کسی راج کنور میں طبیعت اور مردانگی تو تھی مگر رعیت نوازی نہ تھی بعض بہادر اور عا پرور اور پڑھے لکھے بھی تھے مگر اصول کے کچے تھے۔

اُن دنوں راجاؤں میں یہ رسم عام تھی کہ وہ ایک درجن تک بھی شادیاں کر لینا عیب نہ سمجھتے تھے لوہ مدر اپنی والدہ سے جو بہت بڑا اعتراض بیان کیا وہ بھی تھا کہ جس پریش (مرد) کے یہاں ایک سے زیادہ ہستریاں (منکوحہ) ہوتی ہیں وہ گھر و رنج کی طرح بیجا ہے۔

اُسے کہا کہ انات و ذکر میں یہ جہلی خواہش ہے کہ ہم دونوں ایک ہی ہو جائیں اور جب ایک ہی گھر میں کئی عورتوں کا تعلق ایک ہی مرد سے ہو تو وہ رابطہ ہرگز قوی نہیں ہونے پاتا ایسے گھر میں ایک عالم اور شریف عورت کے گزارہ کر نیسے دو ہی طریقے ہیں یا تو وہ فقیر و بی طرح نفس کش بن کر رہے جی ہی مرد ہے یا دوزخ لڑائی جھگڑے میں مگر وہ زندگی بسر کرے۔

افزون لوہ مدر نے کئی سال ہی کے منتخب کرنے میں گزارے ایک دن راجہ کے دربار میں ایک خوبصورت نوجوان رسی کا ززند آیا اُسکے جسم پر کوئی زبرد یا قیمتی لباس نہ تھا اس کی باتوں سے طبیعت اور خوب حیات ٹیکتا تھا اُسکے ذرا سی چہرے پر پاکیزگی اور نیک سیرت کی شمع روشن تھی۔ اُس کی طبیعت سے سکون مسانت اور سنجیدگی کا اظہار ہوتا تھا ایسے سادہ مزاج اور نیک خاندان اُس کو دیوی چمپسز کیا اور تمام راج پاٹ چھوڑ کر خیل کی فقیرانہ زندگی پسند کی۔ اپنے تمام قیمتی پارچات اور زیورات جسم سے جدا کر کے اور نیک اعمال رسی کے ساتھ سادگی کا جیون پسند کیا۔ اُس نے تمام شاہی بناؤں کو لازم اور پہنچ کر راجہ کی لذات کو فریاد کہہ دیا شاہی محل خواب و خیال کو دے دینی سارے حیوانوں و درختوں کی چھال سے روی سمجھ کر تار پھینکا اور قدرتی منظر کو بہشت کا بنا کر سمجھ کر شاہی سے ایام کاٹنے شروع کئے۔

یہ کہہ دینی بات ہے کہ جب انسان فروعات کی غلامی چھوڑ کر اپنی ضروریات محدود بنا لیتا ہے۔ یعنی جب وہ بکثرت ہشیاء کی غلامی سے بالا ہو جاتا ہے تو اُسکو آپ سے آپ سچی راحت اور شائستگی محسوس ہوتی ہے۔ ایسی ہی رسی اور رسی ہتی (لوہ مدر) کے دن نہایت لطف و آئندہ کے کہتے تھے۔

لوہ مدر کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام درڑھیسہ مشہور ہوا یہ نہایت عالم و فاضل باکمال دشمنی ہوا ہے۔

اسی والدہ کے کرم و تربیت سے یہ لڑکا اپنے زمانہ کا نامور تاجپوی ہوا ہے اُسے کسی گوریل یا پانڈے شالامیں تعلیم نہیں حاصل کی تھی۔ صرف والدہ نے درس تدریس کا مشغلہ بنا کر ہی چند سال میں تمام عقلی و فنی علوم میں استاد بنا دیا تھا۔

مس یسنگ

”علم کی دیوی میں چار زبانیں لکھی گئی ہیں ان ہر ایک زبانوں کے نیک اعمال زن و مرد کے مذکر کے لکھنا فرض ہے۔ ہندوؤں میں یہ فرق ہی ہم نے نظر انداز کر دیا ہے۔ بیٹے بنگلہ۔ گجراتی۔ ہندی گورکھی ان چاروں کے ساکنان کو غلط ملط کر دیا ہے اور یہ الگ نہیں دکھلایا کہ فلاں قصہ بعض فلاں کے لوگوں کے لئے مخصوص ہے ہم تو صدق دل سے چاہتے ہیں کہ تمام ہندوستان ایک مذہب ایک خیال اور ایک شک میں ایک ہو جائے۔ اس واسطے ہم جدائی کے دشمن ہیں۔“

پیر اور رروں کے عہد راض دور کرنے کو اور کتاب کا سرورق حسب اعلان پورا کرنے کو مٹی مسلمانوں انگریزوں دوسری تین زبان کے حبیب الوطنوں کا احوال بھی بیان کیا ہے۔ ان میں بھی جسے الوسع ہم نے یہی کوشش کی ہے کہ خواہ عورت ہو یا مرد جسے تو خاص ہندوستان سے اس رکھا ہی سب سے پہلے اسی کا قصہ بیان کریں اگر ہماری شخصیت میں کوئی ایسا شخص اُس ملک میں نہ نظر آیا تو ہم اور کا ذکر کریں گے۔“

جس مبارک فرشتہ سیرت دیوی کا نام عنوان میں درج ہے یہ خصوصاً ہندوستان کی مادر مہربان انگلینڈ میں پیدا ہو کر دین عیسوی کی تعلیم حاصل کر کے ایک غیر قوم غیر مذہب غیر خیالات اور مطلقان مذہبی رہنمایان وطن غیر انسانوں بلکہ وحشیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا ہمارے لیے تو اُس کو ایک پاک دیوی کا درجہ بھی دیا جائے تو کم ہے۔

وہ تمام عمر ہندوستان بادل کی لپیٹ میں شریک رہی کسی کو بچر نکا تر دو ہوتا ہے کسی کو عزیز و اقارب کا خیال ہوتا ہے کہ انکا حشر کیا ہوگا۔ خاوند کو بیوی کی فکر ہوتی ہے اور بیوی کو خاوند کی کیسکو محب اور حسن کا خیال سنا ہے کیسکو مال و دولت کا۔ کیسکو جاہ و حشمت یا ناموسری کی ہوس بے چین کے دیتی ہے لیکن اس پاک نفس فرشتہ سیرت دیوی کو فقط اہل ہند کی بیوردی و راحت کا عشق اور انکی رفاقت کی آرزو تھی۔ تمام عمر ہندوستان کی بہتری میں تھی۔

یس مس یسنگ کو خدا نے فانی الہائی دی تھی مگر اُس کو دولت سے محبت نہ تھی تمام مال و ثروت رفاہ عام کے کاموں میں بھینٹ دیا۔ جب کسی شخص کو اُسے مصیبت دولت میں دیکھا اُس کا دل پانی پانی ہو گیا۔ ہندوستان کے لئے ایسی نیک نہاد انگریزی قوم کی عورت کا پیدا ہونا نہایت خوش قسمتی تھا۔ اُسے نہایت آزادی سے ہند کی بہتری کا ساتھ دیا۔

”انڈین ایسوسی ایشن“ میں اُس کی جان لکھی ہوئی تھی۔ اُس کی سوتیلی ماں نے اُس کو یہ سبق دیا تھا جس مذکورہ مجلس میں انڈین ایسوسی ایشن کی انگریزی سکرٹری کے ذرائع انجام دیتی تھیں تمام ہندوستانی جو بغرض تعلیم یا سروس یا سیاست یا کسی اور مقصد کے لیے لندن جایا کرتے تھے اُسکے ہاں اپنے ہوطنوں سے ملتے تھے۔ وہ اپنا یہ فرض شوق سے ادا کرتی تھی اور لوگوں کو اسی طرح ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملتی تھی کہ یہ کام اُس کا ذاتی کام بلکہ تھا اُس کا دروازہ ہندوستانی کے لیے کھلا تھا خواہ وہ کسی مذہب کا ہو کسی صوبہ سے آیا ہو کسی پوشیل پادری کا ساتھی ہو یا بہتری

ان کا
مل
ہواد

مجھے
ہاں

ایک
سے
نہر
رکھ

ی ایک
سے

مٹی
نہان

م فتنی
نہ کیا

خیال
بیش

نا ہی
اور

نہ کے

و خیال

ورسل
ہند

رہتا ہو۔ اُسکے لئے سب یکساں تھے جمعہ اور اتوار کو بعد دوپہر ہمیشہ گھر بیڑتی تھی اور صداائے عام تھی کہ جو چاہے آوے اور طرہ یہ کہ اُسکی طبیعت ہمدرد ہر ایک حالات سے خاص دل چسپی رکھتی تھی وہ خوبیاں جانتی تھی کہ کس شخص کو کس کام سے دلچسپی ہے اُسکو جیسے مزاج کا پانی ویسی بات چیت کرتی تھی کسیکو سفارشی چٹھی لینے کی ضرورت ہوتی تو اُسکے ملاقاتیوں کے وسیع دائرے میں یہ عرض بھی فوراً پوری ہو جاتی یا کرتی تھی۔

کئی نوجوان اپنی مالی حالت سے کمزور و پریشان ہو کر مس مرحوم کے پاس مدعا ظاہر کرتے تو وہ مبالغہات ان کو در پر وہ ہی کافی امداد زر کی دید یا کرتی تھی۔ ہمیں یاد ہے مس کی عمر شریفہ سال سے اوپر تھی ایک دن آپ نے سنا کہ فلاں شخص ہندوستانی سخت بیمار ہے اُسکا کوچہ تلامذہ کرتی کرتی گئیں اور اُسکو راحت و اساتش کے تمام سامان مہیا کر دئے۔

برہم سماج کے مشہور کارپرداز جب مس ینگ کی سوتیلی ماں کو سسرٹری مقرر کر کے موضعہ میں انہی فوتیدگی کے بعد کا تمام انصرام مس مذکور نے سب انجام دیا۔

مس موصوف اول اول جب ہندوستان میں تشریف لائیں ان دنوں موضعہ میں انکی پہلی دفعہ کی تشریف آوری پر عجیب طرح سامان خیر مقدم مہیا ہوئے بعد ازاں دنوں سال کے بعد دوبارہ رونق افروز ہوئیں بہت سے شرفاء کے گھروں میں انکی بہت عزتیں سے محبت پیدا کی۔

ان کی طبیعت باطل رنگ و کدورت سے صاف تھی کسی مذہب کے تعصب کا سایہ بھی اُسکے نقش و پرنہ پڑا تھا۔ پاکیزہ طبیعت رکھتی تھی خدا نے واحد کی مقرر تھی اُسکے ہاتھ سے ایک رسالہ نکلتا تھا جس سے ہندوستان میں اکثر لوگ آشنا ہیں یہ یعنی انڈین میگزین اس میں گذشتہ سالوں میں کئی نہایت دلکش مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء کا پیرچرہ اُنکے مرے کا پیغام لیا ہے عجیب متفقہ خبر ہے بھلا ہندوستانی اور ایسے ہم خیال ہو جائیں۔

ایں خیال بہت و محال بہت و جنوں
اکتوبر نہیں اُسکی زندگی کے مختصر حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ اُس کی بغرض بے لاگ زندگی پر روشنی ڈالنے والی کوئی چیز نہیں کہ مختلف مذاہب اور مختلف پولیکل جماعتوں کے لوگ اُسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

اکتوبر نہیں ذیل کے مضامین نگران کے اسمائے گرامی یکجا درج ہوئے کہ ان کا فخر اگر کسی کو ہے تو فقط اس میں شک کو حاصل ہو ورنہ کسیکو نہیں۔

سدا یم۔ ایم بھاؤنگری (ممبر پارلیمنٹ) سید امیر علی سی آئی۔ ای سر جارج برڈوڈ۔
یڈی لائل مسٹر دادا بھائی نوروجی عبدالقادر۔ مسٹر بیٹ۔ مسز نات۔ مس بل مس ڈیوڈ
مس موصوف نے اپنا کام مس آر نڈ کے سرپرڈ والا ہے۔ اُنکے خیالات مرحوم سے ملتے جلتے
ہیں۔ یقین ہے خدا کرے کہ شہنشاہ جارج پنجم کی رعیت تمام تالیف سے آزاد ہو کر اپنے ملک
کی خدمت گزار ہو۔

ہے ہی جینا وہ جینا جیسے آنا شک ہے اور اسی رنے پر ہم کوئی بہاتا شک ہے

دیوی رانی

ہنگال کا گذشتہ سو سال ماقبل کا زمانہ سخت بربادی اور مصیبت کا زمانہ تھا۔ مسلمانوں کی حکومت کا انجام اور انگریزوں کی عملداری کا شروع رعایا کے لئے ہر قسم کی تباہی اور بربادی بخش مایوسی سے لرز رہے اس منحوس اور قیامت خیز زمانہ کی تصویریں مشہور نیپالی مصنف بابو حکم چند رجڑی نے اپنے متعدد ناولوں میں ایسی دلاورنا اور عبرت انگیز کھینچی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے اب بھی جسم کے رونچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ مصنف مدوح نے بکمال خوبی و خوش اسلوبی یہ امر ثابت کیا ہے کہ بقول مشہور انگریزی مقولہ کے ”ضرورت ایجاد کی بان سے اور ضرورت کے بطن سے ایجاد پیدا ہوتی ہے“ اس زمانہ میں تاریخی اور جوہر و ظلم دور کرنے کے لئے ایسے ایسے نامور عجیب و غریب و فدا یاب قوم ہوئے ہیں جن کی نظر موجودہ تہذیب و ترقی کے زمانہ میں مشکل سے نظر آ سکیں۔ اس زمانہ کے مرد و ایک طرف عورتیں بھی ایسی ایسی عقلمند ذی علم اور صاحب ہمت گذری ہیں جنکے نقش قدم ہمارے زمانہ کی مستورات کے لیے چراغ ہدایت کا کام دے سکتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کی ایک اولوالعزم اور بلند ہمت خاتون کا حال ہم موجودہ دیویوں کی ضیافت طبع کیلئے قلب بند کرتے ہیں۔

اس مشہور بلند پایہ دیوی کا نام والدین نے پر پھل رکھا تھا اور وہ ایک معزز مگر افلاس زدہ والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ اس کی پیدائش ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ دشمن بنی آدم مشہور ظالم اور سفاک دیوی سنگھ نے کمپنی سے ملک کا ٹھیکہ لے رکھا تھا، ایک چھوٹے سے موضع دگرگواں نام میں ہوئی۔ اسکے والدین باریندر قوم کے برہمن اس حصہ ملک میں اپنی سوسائٹی میں محنت و حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے حسب رواج ملک جبکہ بڑے بڑے شہروں میں تعلیم نسواں کا کوئی چرچہ نہ تھا وہاں میں غریب پر پھل کی تعلیم کیا خاک ہوئی اور طرہ یہ کہ اسکا والد بھی اسکے بہت ہی کم سنی کے ایام میں جنت کو سدھا گیا اور اپنی اکلوتی بیٹی کے پرورش کا بار اسکی معصوم اور بے وسیلہ والدہ کے سپرد کر گیا۔

ماں نے اپنے بچے کے بچرے کو بھوگی کے مصائب برداشت کرتے تا جب امکان ہر طرح سے آرام و آسائش میں پرورش کیا۔ خود فاقہ کئے لیکن اپنی فوجی کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی۔ زمانہ گذر گیا اور پر پھل نے طفلی سے ٹھکڑے سے شعور میں قدم رکھا۔ ماں کو شادی کی فکر ہوئی ایک بچہ خاندان اونچا تھا دوسرے پر پھل شکل و صورت خانگی سلوہ میں دور دور تک مشہور تھی۔ خواستگار کی کیا کمی تھی متواتر درخواستوں اور تقاضوں کے بعد پر پھل اپنے گاؤں سے دس بارہاں کوس پر ایک قصبہ بھوت ناتھ میں ایک بڑے رئیس و سبندار برہمن کے ہاں بیاہی گئی۔ اس کا خسر ہر ہفتہ نامی بہت ہی سادہ آدمی تھا اسکے پاس ہر قسم کی جائداد کافی تھی اور صرف اسکا ایک ہی اکلوتا بیٹا برجیش ناتھ تھا جسکی قسمت میں پر پھل جیسی بچی برتاؤ خوب صورت و خوش سیرت دیوی کا خاندان ہونا ہوا تھا۔ لیکن تقدیر سے کسی کی پیش نہیں چلتی اور پیشانی کی تحریر پیش آ کر رہتی ہے۔

شادی کے بعد پرپھل کی والدہ کے چند شریرانہ نفس اور حاسد ہمارے بی بی کی محنت اور بدگوئی سے جنہوں نے انتقام لینے کی بھانجری اسکی والدہ کو شکوک چلن اور چاری بتلایا تھا، اُسکے شہسرنے جو ایک کیمہ توڑا اور بزدل و خندی آدمی تھا برادری کے خوف کو مد نظر رکھ کر یہ حکم ناطق جاری کر دیا کہ نہ تو اس چھاری ہو کر گھر میں داخل ہونے دیا جائے اور نہ اُسے کوئی لین دین کا تعلق رکھا جاوے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں ماییاں گھر میں فاقہ کشی اور مصیبت کی زندگی برداشت کرنے پر مجبور ہوئیں۔ کچھ عرصہ تک تو پچھاروں نے ہر طرح کے دکھ اٹھائے۔ لیکن ایسی حالت میں کب تک بسر ہو سکتی تھی اگر بی بی نے ماں کو مجبور کیا کہ اُس کو وہ اُسکے سسرال کے گھر پہنچا دیوے۔ ماں جانیدہ اور زانا بھو برادری کے رسم و رواج سے بخوبی واقف تھی اور جانتی تھی کہ کوئی شریف زادی کسی طرح بن بلا سسرال کے گھر نہیں جاسکتی اسلئے انکاری ہوئی لیکن بی بی کے اس اصرار نے کہ ایسی فاقہ کشی اور اُسے دن کی غیرت اور عنایتی کے مقابلہ میں بھوئی لوک لالچ کچھ وزن و حقیقت نہیں رکھتی۔ اُس پچھاری مجبور و معذور کو آمادہ کر دیا کہ سوسائٹی کے روجہ دتو کو توڑ کر خود لڑائی کو اُسکے سسرال پہنچا دیوے اور اُسکی بار کفالت سے سبکدوشی حاصل کرے۔ چنانچہ یہ صلح ہو کر ایک دن یہ دونوں ماں بیٹیاں صبح کو بے نان و آب بھوکھی گھر سے روانہ ہو کر پانیادہ ہزار رینج والہ شام کیوقت موضع بھوت ناٹھ میں پہنچیں اور پرپھل اپنی بے کس والدہ کی معیت میں اپنے سسرال کے گھر داخل ہوئی۔ اُسے حسب رواج ملنے لکھن گٹ نکالا ہوا تھا لیکن اُسکی والدہ بہ تقاضائے سن بے نقاب تھی زانا خانہ میں جا کر دونوں معنوم و متفکرہ کڑی ہو گئیں کہ اتنے میں پرپھل کی ساس نے جو ایک خادمہ سے پاؤں دبا رہی تھی انکو دیکھا کہ تو اندھے کے سبب اُنکو اچھی طرح شناخت نہ کر سکتی اور کچھ اسوجہ سے بھی کہ پرپھل اور اُسکی والدہ کو اُسے صرف ایک ہی دفعہ پہلے موقعہ شادی پر دیکھا تھا تا واقعہ کے لیے میں پوچھا تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو۔ اس سوال نے بی بی کی بے کس بیوہ پر دل شکن اثر پیدا کیا اور بڑا بد رفت وہ اپنے جذبات پر قابو پا کر بولی کہ میں حواہ کوئی ہوں یہ بتا رہی ہو ہے اور اپنے گھر آئی ہے میں اسکو پوچھنے کیواسطے چلی آئی تھی تم اپنی اس امانت کو نبھالو۔ میں اپنے گھر جاتی ہوں۔ سمجھن کو یہ جواب سن کر گدگدشتہ واقعات یاد آئے اور اپنے خاوند کی ممانعت کا خیال کر کے اُسے لگا کہ کوئی ہو اس طرح بن بلائے کیسی سسرال کے گھر جاسکتی ہے! اور جب ہم نے اس کو طلب نہیں کیا تو وہ کیوں آئی ہے۔ اگرچہ یہ الفاظ ایسی حوصلہ شکن تھے کہ ایسی مصیبت زدہ عورتوں کے دل گزاری کی بازو میں دیاسلائی کا کام کر گزرتا لیکن پرپھل پرپھل جو قدرت سے ایک مضبوط دل اور فہم دماغ نے کروڑوں بتوں کی والدہ کی بجائے خود اپنی ساس سے غیظ ہو کر گھونگٹ اودھن کر کے اُسکے پاؤں میں جا بیٹھی اور بدلائل معقول اُس سنگدل عورت کو سمجھانا شروع کیا کہ اب میری والدہ کی حالت اس قابل نہیں ہے کہ وہ میری مزید پرورش کا پوچھ اٹھائے اسواسطے وہ برادری کی ریت و رسم سے لاپرواہ ہو کر مجھے اپنے گھر چھوڑنے لگا آئی ہے۔ پرپھل کی ساس اول تو اُسکی موہنی اور پیاری پیاری دل کش معورتی شکل ہی دیکھ کر مغلوب ہو چکی تھی اُسپر اُسکی دل نہیں اور رحم آیز باتیں سن کر بہت کچھ نرم ہو گئی اور پہلی کرخت گفتگو ترک کر کے محبت سے اپنی سمدھن کو کہنے لگی کہ گو جگہ و ایسی عقلمند ذہین اور

من سوہنی ہوو گھوس رکھنے سے خزا اور چاہ ہے الا وہ اپنے خاوند کے حکم کے برخلاف عمل کرنے سے معذور ہے البتہ وہ ان کو تنہائی میں اس معاملہ پر دوبارہ عذر کرنے اور اپنا پہلا جابرانہ فیصلہ واپس لینے پر مجبور کرے گی۔ یہ کہہ کر اُسے اُن دونوں ماں بیٹی کو مناسب جگہ دی اور خود اپنے خاوند سے بات چیت کرنے چلی گئی۔

سین دوم

اسی اثنائے میں یہ اظہار کر دینا ضروری ہے کہ جب سے ہر پہلے نے پر پھل کو اپنے گھر میں رکھنے کا مہتمن نامی حکم جاری کر دیا تھا تو اُسکے اپنے بیٹے کی دیگر دو جگہ شادی ہی کر دی تھی اور برجیشہ رکا کی نئی استریوں میں سے ایک کو عمدہ قبول صورت حسینہ پچاس سالہ ساگر بھونامی تھی جو اپنی ظاہری شکل و صورت کی مانند ایک ہمدرد دل اور روشن دماغ رکھتی تھی لیکن برخلاف اُسکے دوسری از حد مغرور اور عزم پندہ ایک سیاہ فام عورت تھی جسکو اُسکے رنگ اور ڈھانچے کی مناسبت سے نین ہو کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اُس موقع پر جبکہ پر پھل اپنی ساتھی باتیں کر رہی تھی ساگر بھونے اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے پر پھل کو گزرتے دیکھا تھا اور اُس کی معقول گفتگو سے فکر دل ہی دلیں اُسکو سہرا رہی تھی جب اُس کی ساس اپنے خاوند کے کمرے میں پر پھل کا فیصلہ قسمت کرانے گئی اُس وقت موقع پاکر ساگر بھونے پر پھل کو تنہا اپنے کمرے میں بلا لیا تو پر پھل یہ تو سن چکی ہوئی تھی کہ اُسکے برجیشہ کی دو شا دیاں اور بچی ہو چکی ہیں لیکن وہ ابھی یہ نہ جانتی تھی کہ اُسکو بلانے والی اسکی سوت ہے بہر حال وہ اُسکے پاس جا کر کچھ شک سی گئی اور ساگر بھونے کی صورت و شکل اور اُسکے کمرہ کی آرائش نے اُسکے دل میں ابھی کوئی فیصلہ کن خیال پیدا نہ کیا تھا کہ ساگر بھونے نہایت محبت بھرے الفاظ میں اُسکو اپنے پاس بٹھا کر مزاج پر سی کی اور اُسکے دریافت کرنے پر صاف کہہ دیا کہ وہ ہرگز چاہے سوت تو ہے لیکن ہر طرح اُسکے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار ہے اب اس طرف تو یہ دونوں ملکر اپنی تیسری مشترک قسمت سوت کے حسن بے مثال کی تعریف اور اپنے خاوند کے اس شغف کا جو وہ اُس حسن کی پری پیکر (برعکس نہند نام زنجی کا فورم) کے ساتھ رکھتا تھا ذکر کرنے میں معذور تھیں اور دوسرے طرف اُس کی ساس اپنے خاوند کے کمرہ میں جا کر پر پھل کی آمد کا معاملہ اپنے خاوند کو سننا ہی تھی اور کوئی شک نہیں کہ اگرچہ پر پھل کی ساس نے ہر طرح کوشش کی کہ کسی طرح پر پھل کی قسمت کا فیصلہ اُسکے حق میں صادر ہو۔ لیکن کڑا کا دل نرم نہ ہوتا تھا نہ ہوا۔ اور انہوں نے غمی کر نہایت برا فرد خجی کے عالم میں فرمایا کہ اس کو بھارڈو مار کر گھر سے نکال دو۔ اُس پر جب سوال کیا گیا کہ وہ کھائی کی کیا بات اخفرت نے ارشاد کیا کہ ”چوری کر کے ڈاکہ مار کر کھائے“ اہم کہ کیا غرض ہے ہم تو اُسکے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھیں گے۔ نیک بخت عورت نے جواب دیا کہ بھارڈو مار کر نکالنا سیدہ شہنا سے بعید ہے جب شریف آدمی غروں سے ایسا سلوک ناروا سمجھتے ہیں تو میں اپنی بہن کو بھارڈو مار کر نہیں نکال سکتی۔ آپ خود ہی ایسے مبارک کام کو اپنے ہاتھ سے سماں انجام فرمادیں۔ اُس پر کرنا بابو نے اپنے برادر وار بیٹے کو یاد کیا اور برجیشہ کے ہونچنے ہی نہایت غصہ بھرے حکم میں کہا کہ عذر ملے اہل ہنود جگہ لیوں میں صاحب خانہ کرنا اور گئی اُسکی بیوی کا لقب مجوز ہے اسے ۱۲ سنہ

”آج وہ چھاری ہو دنگ پور والی آئی ہی تھو ایسی فی لیل عورت سے کوئی واسطہ نہ رکھنا چاہئے تم اُس کو جھاڑ مار کر ابھی نکال دو گئی بولی ناں بیٹا مارنا یا بے عزت کرنا بھلے آدمیوں کا کام نہیں! اُس کو پیار دلا سہ دیکر سچا بھلا کر واپس بھیج دینا۔“

برجیشہ رائے نے باپ کو کہا جوار شاواں کو کہا بہت اچھا۔ اور باہر چلا آیا اُسکے جانے ہی ساگر ہونے دروازہ کھولا اور اپنے ہتی کو اندر داخل کر کے باہر نکھر مکان کو قفل لگا کر چلی گئی۔ برجیشہ نے جب خالی مکان میں ایک جوان عورت گھونٹ ڈالی صدم و غم بیٹھے دیہی۔ سمجھ گیا کہ یہ دیہی چھاری ہو ہے جسکے نکال دینے کا اہم کام اُسکے سپرد کیا گیا ہے۔ کچھ دیر باہن میں دل ہی دل بات کرنے کی تجویز ہوئی اتنے میں پرپھل نے ہمت کر کے دونوں ہاتھ جوڑ کر برجیشہ کو پرنام کیا۔ برجیشہ نے پرنام کا مناسب جواب دیکر پرپھل کو بازو سے پکڑ کر چارپائی پر بیٹھا لیا مگر ہاتھ پکڑتے ہی پرپھل کا گھونٹ کھل گیا اور برجیشہ نے نہایت رنج و افسوس سے دیکھا کہ پرپھل اور ہی ہے چنانچہ برجیشہ نے نہایت محبت اور الفت سے تسلی اور اطمینان کی باتیں کر کے اُسکے باپوس اور شکستہ دھڑھارے دلائی۔ اور جب پرپھل کا ہچکیاں لینا بند ہوا تو یکمال حسرت و افسوس اُسکو اپنے باپ کا نا واجب التعمیل حکم سنایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ فی الحال تو وہ اپنے باپ کے اس جاہلانہ حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہے البتہ چند روز تک وہ مناسب فکر کر کے آئندہ اُسکی طرف سے غافل نہ رہے گا اور خود اُسکی پرورش اور آسائش کا مناسب انتظام کر دے گا مگر اس دفعہ پرپھل کو واپس چلا جانا مناسب ہے۔ پرپھل نے اس حکم کو بلا چون و چرا منظور کیا اور اپنے خاوند کا شکریہ ادا کر کے صبح واپس جاسے پر تیار ہوئی۔ برجیشہ نے روانگی کی وقت اپنی سونے کی انگشتی اُسکو دیکر کہا کہ ابھی اُسکو بچکر چند روز گزارہ کرے پھر جلدی کوئی انتظام کر دینگا۔ پرپھل نے وہ انگشتی پہن لی اور جواب میں کہا کہ خواہ وہ فائدہ کرے ہوئی جان سے کیوں نہ گذر جاوے لیکن انگشتی کو اپنے خاوند کی دائمی یادگار محبت تصور کرتے ہوئے اپنی جان سے عزیز رکھیتی اور اگر برجیشہ کہی اُسکو بھول گیا تو کسی موقع پر اُسکو یاد دلانے کی واسطے اُسی انگشتی کو وسیع دینا لے گی۔ برجیشہ نے غم نہ کیا کہ خواہ وہ تمام دنیا کو بھول جاوے مگر پرپھل کو کبھی نہ بھولے گا اس قول و ازار سے مطمئن ہو کر پرپھل اپنی ماں سمیت گھر کو روانہ ہونے لگی اُسوقت ساگر بہتے جاتے جاتے صرف اس قدر بات ہوئی کہ میں کبھی نہ کہی تم کو تمہارے میکہ میں ملو گی۔

الغرض دونوں ماں بیٹی گھر کو واپس آئیں۔ اُس کی والدہ کچھ تو کوفت سفر سے اور کی قدر اس داغی چوٹ سے یعنی کہ اُس کی جوان اور عقلمند و خوبصورت بیٹی یوں باپوس و نامراد ہو کر راسخ سے پٹی ہے بیمار ہو گئی بیچاری اور افلاس کے غم میں علاج تو کیا ہونا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز کے بخار نے سراسر کی صورت خستہ کر لی اور ایک ہی ہفتہ میں اُس بیچاری حسرت بھری بڑھیا نے اس بیوفاس نا پائدار اور اس رنج و کلفت بھری دنیا سے کوچ کر لیا۔ پرپھل بہت رونی بیٹی اور آخر ہمسائوں کی امداد سے اپنی ماں کی کربا کرم سے فانی ہو کر اس فکر میں ہوئی کہ وہ اکیلی کس طرح رہ سکیگی۔ بہت سی سوچ بچا کے بعد ایک عورت پھول بنی نام کو جو بیوہ نائن اُس کے بڑا دس میں رہتی تھی اپنے ہمراہ مشب گذاری کے لیے تجویز کیا۔ عورت مذکور ایک جوان اور چھی

شکل کی بیوہ تھی اور سوائے ایک اور بیوہ بہن کے اسکا بھی کوئی وارث نہ تھا اس واسطے بڑا ہمدردی اور
 مہربانی کے لحاظ سے اسے پر پھل کے ہمراہ رہنا منظور کر لیا لیکن بیچاری معصوم اور زمانہ کی رفتار
 سے ناواقف پر پھل کو اسکی اصلی ہمدردی اور نیز اس کے چال چلن سے مطلق آگاہی نہ ہوتی تھی۔ اور
 اپنی معصومیت کی وجہ سے اسے کسی قسم کا شک و شبہ پھول مہنی کی نسبت نہ کیا بلکہ اپنے سنے
 خانماں ہونے کی حالت سے پھول مہنی کی رفاقت غلبہ سمجھ کر اپنے مصیبت کے دن گزارنے لگی۔
 چند روز کے بعد پھول مہنی کے ایک بڑے اسنے آشنا نے جسکے ساتھ وہ عرصہ سے مانوس تھی اور
 وہ گاؤں کے ایک چودہری کا زندہ سنے در لہجہ نامی ایک بدچلن اور آوارہ مزاج آدمی تھا اور پر پھل
 کی حالت تنہائی اور بے کسی کے ساتھ ہی اس کے حسن و لہجہ اور جوانی کے عالم سے پورا واقف تھا
 پھول مہنی کی مدد سے اس کے باغ حسن کا محل چین بینا چاہا اور پھول مہنی کو سہاوت پر آمادہ کر لیا کہ کسی طرح
 وہ پر پھل کو کسی دوسری جگہ کا بھرے چلنے میں اس کی مددگار رہے۔ پھول مہنی جیسی آوارہ
 اور بدچلن عورت کو اس اپنے عاشق ویرینہ کی ایسی پلید خواہش کے بر لاسے میں کیا تاں ہو سکتا
 تھا جب راضی ہو گئی اور بالآخر یہ تجویز ہوا کہ نصف رات کے وقت در لہجہ ڈولی کہاں لیکر آجائے
 پھول مہنی دروازہ کھول دے گی۔ اور بیچاری بے خبر سوئی ہوئی پر پھل کو قبل اس کے کہ وہ شور و بجا کر کر
 بر قیاد ہو سکے منہ ہاتھ بند کر کے ڈولی میں سوار کر لیا جاوے اور جہاں در لہجہ کی مرضی ہو لیجاوے
 چنانچہ ایک اندھیری رات اس شیطانی منصوبہ کی تکمیل کیواسطے مقرر ہوئی در لہجہ آدھی رات
 کے وقت ڈولی کہاں لیکر خفیہ طور پر پر پھل کے غریبانہ مکان پر پہونچ گیا پھول مہنی حسب وعدہ چشم براہ
 مستنظر بیٹھی تھی جھٹ اسنے دروازہ کھول دیا اور در لہجہ نے بے چاری سے مددگار غریب و سستیم
 لڑکی کو ہاتھ پاؤں باندھ منہ میں کپڑا اٹھوٹ کر بالکل فریاد اور مقابلہ کے ناقابل بنادیا اور پھر ڈولی
 میں سوار کر کے ایک طرف کی راہ لی۔ پھول مہنی پایادہ ہر کا بے چہرہ وہ زمانہ سخت مخدوش
 تھا گاؤں گاؤں میں چور ڈاکو موجود تھے اس واسطے نہ تو دادر یا داکا کوئی ٹکر تھا اور نہ سزا کا خوف
 بہتہ اگر در لہجہ کو ڈر تھا تو صرف یہ تھا کہ کہیں راہ میں ڈاکو نہ مل جاوے وہ قافلہ جنگل کی طرف چپ چپ
 جا رہا تھا کہ اتفاق سے دو آدمی دور سے آتے ہوئے نظر آئے انکو اتا ہوا دیکھ کر کہا روں سنے
 خوف زدہ ہو کر آپس میں چہ میگوئیاں شروع کیں۔ ہر ایک کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شرور ڈاکو اگر
 اب جا ہی خیر نہیں ہے۔ در لہجہ کے ہی ہاتھ پاؤں پھول مہنی کے کہ اس آشنا میں آنیوالوں نے ازار
 دل لگی ایک گرفت لہجہ میں کس کر آواز دی کہ "کون جا رہا ہے" بس اس آواز کا سننا تھا کہ۔
 کہا روں نے ارے باپ سے بے کہکر ڈولی کو زمیں پر پھینکا اور جنگل کی طرف چپست ہو گئے۔
 در لہجہ ہی انہی اس ہمدردی سے جوش میں آگیا اور سر پر پاؤں رکھ کر بے حاشا بھاگا اور پھول
 مہنی اس کے عقب میں جان کے خوف سے اسکو امداد سے واسطے پکار رہی ہوئی چلی۔ در لہجہ نہایت
 ڈر گیا تھا کہ اسنے پیچھے نہ کر دیکھنے کی قسم کھالی اور خوف جان نے عاشق مزاجی کے شوق کا خاتمہ
 کر دیا۔ اسنے پھول مہنی یا پر پھل کا خیال تک بھی نہ کیا۔
 پر پھل بے چاری اسی طرح ڈولی میں بندھی پڑی ہوئی تھی اور زمین آدھونکے خوف سے یہ سارے
 شیر مرد اس طرح ہمت و شجاعت سے میدان صاف بیچ بچے تھے وہ بے چارے راہ گذر سنا

تھے نو کو کی تلاش میں ہر بدر خاک چھانتے پھرتے تھے انہوں نے اس طرح اس قافلہ کے ہمدردوں کو
 بدحواس بھگتے ہوئے دیکھ کر خوب تہقہہ لگایا اور ان کی اس قابل عقین رستہ نہ ہمت پر آفریں کرتے
 ہوئے اپنے رستہ چلے گئے اندھیکر کے باعث یا جان بوجھ کر انہوں نے ڈولی کا خیال تک کیا
 آخر پر پھل کو اپنے حال پر آگاہی ہوئی اور اُسے اپنے ہاتھ کو لئے شروع کئے بمثل تمام گھنٹہ
 کی محنت کے بعد اپنے ہاتھ پاؤں کھولے اور ڈولی سے باہر نکل کر دیکھا کہ صبح قریب ہے اور جنگل کا
 واسطہ نہ کوئی راہ ہے نہ راہ ناسخت متفکر ہوئی لیکن پھر اس خیال پر آخر کس طرف رہتے کی تلاش
 کرنی چاہئے ایک طرف کو روانہ ہو پڑی جنگل میں جا رہی تھی کہ دن نکل آیا کھوٹے فاصلے پر جا کر
 دور سے ایک بلند اور عظیم الشان عمارت کے گھنڈر نظر پڑے بے چاری اسی طرف چلی گئی آگے
 دیکھا تو ایک قلعہ نما مکان غیبہ آباد سا پڑا ہے ایک دو کمروں کی چھت دکھائی دے۔ دیکھو
 مضبوط کر کے اسی جانب کا رخ کیا تو ایک مکان سے انسان کے کراہنے کی آواز سنائی دی آگے
 بڑھ کر دیکھتی ہے کہ ایک بوڑھا ضعیف العز آدمی حالت جان کنی میں چار پائی پر پڑا ہے اور کوئی
 آدمی اس کا غیر موجود نہیں ہے بوڑھے نے جب ایک جوان عورت کو قریب آئے دیکھا تو ہاتھ
 کے اشارہ سے پانی مانگا پر پھل لے کر گھڑے سے جو پاس ہی رکھا تھا پانی اندر لے کر پیر فرقت کو
 پلایا جب اُس کو کچھ سکیت گفتا رہی تو اس نے ایشور کا شکریہ ادا کیا کہ آخری لمحہ میں ایک انسان کی
 صورت نظر آئی نصیب ہوئی ہے اور پر پھل سے عطا طیب ہو کر گناہ پر تاقا سے نکو میری مرگ کی
 تکمیل کیو اسطے بھیج دیا ہے اسٹون میں ایک بیٹھنوی برہمن ہوں عرصہ سے اسی جنگل میں ایک بیٹھنوی
 استری کے ساتھ رہتا تھا۔ میری بیماری پر وہ عورت میری دیکھ بھال کرتی رہی آخر جب اُس کو میری
 زندگی سے مایوسی ہو گئی تو وہ اسباب ضروری اور کچھ نقد و زیور وغیرہ لیکر چھپت ہو گئی ہے لیکن
 میری ہدایت کے مطابق دوسرے کمرے میں اُسے قہر تیا کر رکھی ہے کیونکہ بیٹھنوی جلا یا نہیں جا
 سکتا۔ قبر کے پاس کدال وغیرہ پڑے ہیں میری یہ التجا ہے کہ جب میرا دم بھجائے مجھے اس قبر
 میں تپنے دفن کر دینا سولے اسکے ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ مجھے ایک بھاری خزانہ بھی
 معلوم ہے بیٹھنوی عورت کو اس کی خبر نہ تھی ورنہ بھجوا سکے بے وہ نہ جاتی بہر حال وہ خزانہ نکلو تھلا
 دیتا ہوں ورنہ میری روح بے چین رہے گی یا

عورت سے سنو میرے بستر کے نیچے فرش کو کھودنا اسکے نیچے تختے چھوٹی پڑے ہیں ان کو اٹھاؤ
 تو مجھے ایک سیڑھی نظر آئے گی اس سے نیچے اتر جانا اور درخت خانہ کے بائیں ہاتھ کو کھود کر دیکھنا
 وہاں بہت بڑا خزانہ موجود ہے یہ سب تلقین کر کے برہمن دیوتا کی روح اُسے جسم غصری سے
 عالم بالا کو سدھار گئی۔ پر پھل نے بحال ہمت اُس کی لاش کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں جہاں
 بڑھادی تھی پہنچایا۔ یہ کام چندال دشوار نہ تھا بیٹھنوی راج بیماری اور ضعیفی کے باعث مکمل گھٹکر
 صرف ہڈیوں کی تنگی رہ گئے تھے۔ پر پھل نے قبر میں ترتیب و پیرائی وغیرہ دیدی بعد ازاں اسی مکان
 کے احاطہ کے گوشے پر جا کر ہشتان کیا پھر خزانہ کی تلاش میں مصروف ہوئی۔ بوڑھے کا بیسرا
 اٹھانے اور تھوڑی سی مٹی ہٹانے پر عورتی کے تختے اٹھ کر کھال سے بدشواری اٹھا کر ایک
 طرف کیا اور سیڑھیوں سے اتر کر نہ خانہ میں پہنچی۔ اور کچھ دیکھو اپنے ٹکڑے چٹاق سے دھن کے

اور حسب نشت مذہبی برہمن دیوتا بائیں جانب کھودنا شروع کیا تھوڑی سی محنت کے بعد بے سولہ کسی برتن پر
 پڑا جس سے ملنے کی آواز ہوئی اب تو پریچل نے کمال جستیا طومست سے دیکھا کہ بچے ایک اور گنبد و
 پھوٹا سا خانہ ہے جس میں بس بیکے شہر فیوں اور موتی جواہرات وغیرہ قیمتی پتھروں اور طلائی اینٹوں
 بھرے پڑے ہیں یہ سب کچھ دیکھ بھانکر ایک شہرئی وہاں سے اٹھالی اور حسب دستور سابق منی مٹھ
 سے ڈھانپ کر اوپر چڑھ آئی۔ چونکہ رات بھر کی بیداری و کوفت سے تھک گئی تھی آتے ہی اس
 دالان میں پڑا کر سو گئی بیدار ہوئی تو دیکھا دو پہر ڈھل چکی ہے مکان میں ادھر ادھر دیکھا کسی قسم کی
 کوئی چیز دکھانے پینے کی نہ لی کیونکہ بیشنوی عورت سب سامان پر ہاتھ پیر چکی تھی لہٰذا دوسرے حصہ
 مکان میں دو تین گائیں بندھی تھیں پر پھیلنے ایک کا دودھ نکال کر پیا۔ بعد ازاں انکو پانی پلا یا چار
 ڈالا۔ اب سوچنے لگی کہ کس طرح وہ اس کثیر دولت کو اپنے ساتھ لے جاسکتی ہے۔ بینڈیری بھونڈی
 سوچیں لیکن کوئی منصوبہ درست نہ بیٹھا آخر یہ بتویر پھیری کہ مکان پر واپس جانے سے ممکن ہے پھر
 ڈاکو پڑے جائیں اور ویسے بھی زر کثیر دیکھ کر گاؤں میں اُسکے پاس کون رہنے دیکھا بہتر ہے کہ اسی جگہ
 اپنی رہائش اختیار کرے۔ ویسے بھی اسی بے کس اور لاوارث تنہا عورت کے لیے دنیاوی
 افکار سے نجات پانے اور باسائش بسر کرنے کے لیے اس سے بہتر کونسا تنہائی ملنا ناممکن تھا
 اس واسطے وہیں رہنے کا عزم بالجبرم کر کے مستقل اقامت پذیر ہو گئی اور شہر فی ہاتھیں لیکر اس
 خیال پر کہ کسی قریب کے گاؤں سے آٹا دال وغیرہ خرید لائے ایک سمت کو جلدی۔ رہستہ کا کوئی
 پتہ نہ تھا تو کل جھڑا جا رہی تھی کہ جنگل میں کچھ فاصلہ پر ایک برہمن دیوتا نظر پڑے انکی طرز ظاہری وغیرہ
 کی سبب و بچ دیکھ کر پریچل نے انکو پر نام کیا برہمن مہاراج ایک ایسی حسینہ دیوتا عورت کو بیک
 مینی دو دو گون ایسے پر خطر مقام میں یہ کہ تنہا دیکھ کر سخت متوجہ ہوئے اور انکی دریافت پر پریچل نے
 جواب دیا کہ وہ اسی جنگل میں رہتی ہے اور سامان حوزہ فی خریدنے جاتی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ
 سودا کہاں لے گا۔ برہمن دیوتا نے بحال انساہت اور خندہ پیشانی فرمایا کہ بیٹی یہاں تو قریب
 کوئی بستی نہیں ہے لہٰذا تم اگر چاہو تو میری دوکان سے جو اسی جنگل میں قریب ہے واقعہ ہے
 آٹا دال خرید سکتی ہو پریچل نے غرضی منظور کیا اور چونکہ اُسکے برتاؤ نے بھی ملنے کو دیا تھا اس
 واسطے بلا خوف و خطر رہنے کے پیچھے ہوئی۔ برہمن دیوتا ایک اور گھنے جنگل میں گھسے اور تھوڑی دُور
 جانے پر پریچل نے کمال حیرانگی سے دیکھا کہ اُس ویران اور ہولناک بیابان میں ایک کھیت
 کو ٹھامو جو دہے جس میں قفل لگا ہوا ہے برہمن نے قفل کھولا اور اندر لے جا کر آٹا چاول دال سب
 چیزیں دکھلا دیں اور کہا جو چیز چاہتی اٹھا سکتی ہو لے لو۔ جب پریچل نے سب اشیاء بقدر ضرورت
 دھوئی میں باندھ لیں تو قیمت دینا چاہی برہمن نے ایک آنہ مانگا پریچل نے شہر فی اُسکے ہاتھ پر
 رکھی۔ برہمن دیوتا بولا اس کا روپیہ تو میرے پاس نہیں ہے چلو مجھے گھرا پنا دکھلا دو پھر کسی پیسے
 لوں گا۔ پریچل نے کہا گھر میں بھی پیسے کہاں سے آدیتے اور میں کچھ کرنا بھی خریدنا ہے مجھے تو
 بازار ہی جانا پڑیگا۔ برہمن مہاراج شکر اکر بولے اکیا تمہارے پاس پیسہ بھی نہیں ہوا اور تمہارے
 گھر میں سب ہی اشیاء ہیں۔ پریچل نے سوچا کہ چالاک برہمن کو اس کی بہت سی اشیاء فیہ کارا
 ملنے لگا ہے اور ایسے جنگل میں چھپاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ پریچل نے کہہ دیا کہ ہاں اُسکے پاس

سولے ہش فیو کے کچھ بھی نہیں ہے۔ برہمن نے پوچھا کہ اندازاً کس قدر ہش فیو ہونگی پھیل نے
 کہا میں کسے بھڑے ہوئے ہیں۔ برہمن اسکی راست گفتاری اور سادہ پن پر جس سے کہ اُس نے اپنا
 ایسا رازوں ظاہر کر دیا نہایت متاثر ہوا اور پھیل سے پوچھا کہ چلو پھر مجھے اپنا مکان تو دکھلا دو۔
 پھیل اس درخواست پر ذرا جھجک سی گئی جیسے برہمن دیوتا ہنس کر کہنے لگا کہ شاید تم کو یہ خیال پیدا
 ہو گیا ہے کہ اگر یہ شخص میری جائے رہائش سے رافت ہو گیا تو میری دولت چھین لیگا سو میں تم کو
 بتاتا ہوں میرا نام بھوانی پانٹھک ہے اور میں ڈاکوؤں کا سردار ہوں۔ اس سارے خیال کے
 گرد و نواح میں میری پوری حکومت ہے اگر میں تمہاری مال و دولت لے لیتا چاہوں تو خواہ تم ساوا
 پاتاں میں لے جاؤ تو بھی بچا نہیں سکتی لیکن میں نے تم کو اپنی زبان سے بیٹا کہہ دیا ہے اور اب مثل والد
 کے ہی تمہارے ساتھ سلوک کر دیتا اور تم کو نہیں کہ میری موجودگی و مدد سے تم کو کوئی تکلیف
 پہونچا سکے۔ پھیل بھوانی پانٹھک کا نام سن کر کانپ گئی کیونکہ اس علاقہ میں دور دور تک اس کے
 نام کا ذکر نہ ہوتا تھا وہ اس حصہ ملک میں سب سے بڑا زبردست ڈاکو تھا بارہا کپنی کے مسلح
 سپاہیوں کو جو اسکی گرفتاری کیواسطے گورنمنٹ نے مامور کئے تھے سخت شکستیں دیکر نام حاصل
 کر چکا تھا بھوانی نے اس عرض سے کہ اسکی بات کا پھیل کو پورا یقین ہو جاوے اُس کو بڑی سے
 ایک نقارہ نکالا اور باہر کھڑا سکون بجا یا بہ مجر و نقارے پر چوڑا لٹکنے کے پچاس ساٹھ لٹھ بند
 جوان ادھر ادھر سے نکل آئے اور آستے ہی اپنے سردار کو نہایت ادب سے جھک کر سلام
 کیا اور پوچھا کہ ہمارے یہ حکم فرما دیں۔ بھوانی پانٹھک نے پھیل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بھو
 یہ نو جوان لڑکی میری بیٹی ہے تم سب اس کو بچان لو اور خبردار رہو کہ کوئی شے یا اور دوسرا شخص
 اسکو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچاوے۔ پس جاؤ یہی بات تھی اب رخصت۔

سین سوم

سب ڈاکوؤں کی آن میں گویا پھر زمین میں دھس گئے۔ اسکے بعد پھیل اُسے اپنے مکان پر لائی
 تمام مال و شمت دکھلا دی۔ بھوانی نے پوچھا کہ اب وہ کس قسم کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔
 پھیل نے جواب دیا کہ وہ زمانہ کی حالت سے ناواقف تھیں تھیں جس طرح آپ ہدایت کرینگے وہی عمل
 کرنے پر تیار ہے بھوانی پانٹھک نے کہا ہدایت کے لیے کئی سالوں کا عرصہ درکار ہے پھیل نے
 مان لیا۔ بھوانی اول تو اُس کی تسلی کر دی کہ اُس کی تمام دولت کو وہ ہاتھ نہ لگائیگا بلکہ اپنے
 ہاتھ سے ہی پھیل جس طرح چاہے بیچ کرے گی مگر پانچ چھ سال تک اُسکو بھی وہ دولت ستم حال
 کرینگے اجازت نہیں ہے۔ سب ضروریات بھوانی مہیا کرینگا۔ جس مرض ڈاکو برہمن نے پہلے رکھا
 مریت کرادی بعد اُسکے دو عورتیں پھیل کی ہمراہی اور خبرگیر کو سپرد کر دیں چند روز بعد پھیل
 کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوا۔ اول اُسکو رسمی تعلیم دی گئی بعد ازاں اپنشد اور گیتا وغیرہ
 روحانی پستکوں پر عبور کروایا۔ پھیل کا حافظہ بلا کا تھا اُس نے پانچ سال کے عرصہ میں اپنی جو تالیف
 اور رسائی ذہن سے جہاں سنسکرت کی کافی ودائی تعلیم حاصل کر لی۔ وہاں اپنے نفس پر غلبہ
 حاصل کرنا اور ریچ و خوشی میں یکساں رہنے کا سبق بھی بدرجہ کمال سیکھ لیا۔ بھوانی نے اُسکو

ریاضت اور ورزش اور جنگ و جدال کے صیغوں میں بھی ماہر کر دیا اسنے یقین دلایا کہ کمزور جسم میں کبھی اعلیٰ زور آور پاک روح نہیں رہ سکتی اور جب تک اعضا و قوا مضبوط نہ ہوں ہرگز نفس امارہ پر قابو نہیں ہو سکتا۔

اُسکے بعد حسب تجویز بھوانی پاٹھک پر پھیل دیوی رانی کے نام سے مشہور کی گئی اور تمام فوج کی کان اُسکے سپرد ہوئی بھوانی خود بھی اُسکے ماتحت انہی کی حیثیت سے کام کرنے لگا اُنہوں نے اس بات کو اپنے ذہن میں داخل کر لیا کہ مظلوم اور بے کس غیب رعایا کی مدد کرنا اور ظالموں کو ہم سے اُنہی نجات دلوانا اور ظلم کرنے والوں کو اُنکے انحال کے مطابق سزا دیکر پاداش اعمال کو پہنچانا اپنا پہلا اور سچا دھرم بنا لیا۔ غرض کہ اس فیاضی سے تمام ملک میں پھوٹے ہی عرصہ میں دیوی رانی کے نام کی دھوم مچ گئی اور گورنمنٹ کی طرف سے اُسکی گرفتاری کیلئے ہتھیار شاخ کئے گئے چونکہ علوم رعایا کے لوگ جنکے ساتھ دیوی رانی نے وقتاً فوقتاً لاتعداد سلوک کئے تھے بچان دول اُسکے معتقد اور خیر خواہ تھے اس واسطے افسران سرکار کو بھی اُس کی جائے رہائش کا مطلق پتہ نہ ملتا تھا اور محب راہ دانت پس پیکر بجاتے تھے۔

سین چارم

جب پر پھیل اپنے گھر سے اس طرح بچر و سختی نکالی گئی تو پھول منی جو کہ جنگل میں خواب و خستہ حال ہوتی ہوئی وہاں اپنے سکن پر پہنچی۔ دلیں یہ منصوبہ سوچ کر کہ پر پھیل کی عدم حاضری کی نسبت کیا عذر کرے گی اُسے ایک عجیب قصہ ٹھٹھایا جس کو گھر میں جا کر پہلے اپنی بیوہ بن کی دریافت پر بنایا مضمون بیان کیا کہ پر پھیل کی ماں بہشت سے رات کو آئی تھی اور اپنی لڑکی کو بان میں بٹھا کر اپنے ساتھ لے گئی ہے مگر یہ ذکر بیان کر کے ہمیشہ کو سخت تاکید کر دی کہ کسی سے اس بات کا اظہار نہ کرنا۔ اُسکے بچے رازی عورت نے اڑوس پڑوس کے تمام گھر و نہیں ہی قصہ جا جا کر سنایا مگر ہر ایک کو بعد میں سمجھا دیا کہ خبردار اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اُن سنی سنائی عورات نے بھی بوں ہی تمام برادری میں یہ عجیب و غریب روایت بیان کر دی اور سب کو تنبیہ ہوئی گئی کہ خبردار اس خاص راز کھینے نہ پائے۔ رفتہ رفتہ یہی خبر اور لفظوں میں ادل بدل ہو کر پر پھیل کے سسرال میں جا پہنچی کہ پر پھیل مر گئی ہے وہاں اور تو کسی کو کوئی رنج و افسوس نہ ہوا مگر برجیشہ کے دل کو سخت پھینس لگی بلکہ چند سے اُسکا خواب و خور بھی حرام ہو گیا۔

اب زمانہ نے تبدیل ہوتے ہوئے مختلف رنگ و نغمیں ترقی و تنزل پاتے ہمو ان ابتدائی واقعات سے دس برس آگے پہنچا دیا ہے ملک میں دیوی رانی کی فیاضیوں اور لوٹ مار کا شہرہ عام تھا۔ دیوی سنگھ ٹھیکہ دار کے ظلم و ستم کا دور دورہ اٹھا اور اُسکی دلوڑ پٹا پادینے والی خبریں پختستان تک پہنچ چکی تھیں۔ برجیشہ کا والد اسی دیوی سنگھ کے علاقہ میں بستا تھا۔ اُسکے بھی اب وہ متول دامیری کے دن نہ تھے۔ برجیشہ (والد برجیشہ) زمیندار بکا لگان نہ بھرسکا تھا اور دو تین سالوں کا لگان بطور قرضہ ادا کیا تھا اب اُس کی حالت بہت تنگ تھی۔ دیوی سنگھ

ہر بلبل کو ضروری پروانہ لکھا کہ اگر دس روز کے اندر واجب الادا رقم اُسکے پاس پہنچی تو ہر بلبل کو چل
کی ہوا کھانے کیلئے طیارہ بنا چاہئے۔

اب ہر بلبل کو کوئی صورت روپیہ پیدا ہونے کی نظر آئی تھی آخر لاچار ہو کر اُسے بیٹے برجیش کو
یہ کہہ کر کہ وہ اپنے متول سے سسرے چچا سے ہزار روپیہ قرض لے آوے تاکہ دیوی سنگھ کے دست
نظم سے نجات حاصل ہو ساگر کے والد کے پاس بھیج دیا۔ ساگر کا والد بہت مالدار آدمی تھا مگر وہ بلبل
کی فضول خرچی سے متفرق تھا اُسے برجیش کو کہا کہ میری صرف ایک ہی لڑکی ہے اور میرا تمام مال دولت
تھا اسے مگر تم اس وقت باپ کو دیکھ اپنا روپیہ برباد نہ کرو۔ برجیش سعادتمند بیٹا تھا اُسے کہا میں تم سے
بچاؤ نہ کر پاپ کو روپیہ کے لئے قید نہ ہونے دوں گا۔ اُمی داماد و خسر کی بہت تیز تیز باتیں ہوتیں۔
آخر خالی جواب پاکر برجیش سخت ناراض ہو گیا ساگر نے اپنے سوا می کو اپنے کمرے میں طلب کیا اور
بہت منت سماجت سے عرض کیا کہ رات رہ جاؤ میں کوشش کر دوں گا اگر والد مان جائے تو صبح کو
روپیہ لیکر جانا۔ مگر برجیش جوش کی حالت میں اسی وقت جیسے آیا تھا واپس گھر کو روانہ ہو پڑا ساگر کو جانے
ہوے کہہ گیا کہ تمہارے والد نے ایسا سلوک کیا ہے اس واسطے میں اب خوشی سے کبھی تکونہ فوٹو گا۔
ساگر نے کہا کہ میں تمکو محبت یا اور کسی طاقت سے پکڑ مٹاؤں گی۔ غرض کہ اسی تکرار میں جوں ہی برجیش
تھکا دیوی رانی ساگر کے کمرے میں داخل ہوئی۔ آگے ساگر رو رہی تھی دیوی کو دیکھ کر اُس کا رعب
اور شاہانہ جلال دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئی اور جب نام پوچھا اور پوچھل نے دیوی رانی بتایا تو جسم کا پو
لگ گیا کیونکہ اس تمام قرب و جوار میں دیوی رانی کا نام بچہ بچہ جانتا تھا۔ یہ نام اس قدر خوفناک تھا کہ
ماتا میں روئے بچہ کو "وہ دیوی رانی آئی" کہہ کر چپ کرایا کرتی تھیں۔ قصہ مختصر ساگر اور دیوی دمی
سوت سوت بن گئیں دیوی نے کہا تم روتی کیوں ہو میرے ساتھ چلو میں تمہارے سوا می کو آج
ہی رات کو پکڑ مٹاؤں گی وہ گاؤں دریا کے کنارے پر تھا برجیش بھی اپنے گھر سے گشتی پر سوار ہو کر
آیا تھا دیوی رانی کا بڑا عظیم الشان بچہ تھا جس کو ایک ساتھ ساتھ ڈانٹ کہتے تھے۔ اُن دنوں
کوئی شخص رات کو دریا یا خشکی کا سفر نہ کرتا تھا اور اب شام کا وقت ہو گیا مگر برجیش نہایت دلیر اور
شہ زور جوان تھا اُسکے پاس خود بندہ وں تھی اور آٹھ چوکیدار مسلح پھرے والے ساتھ تھے وہ اسی
وقت روانہ ہو پڑا۔ اُسکے بعد فوراً ہی دیوی رانی ساگر کو لیکر اپنے بچے پر آئی اور برجیش
کی کشتی سے فوراً ریل کی طرح کٹی ریل آگے بڑھ کر ایک جنگل کے کنارے بچا کھڑا کر کے چچا سے
ڈاکر روانہ کر کے آدمی رات برجیش کو اُسکے ہمراہیوں سمیت گرفتار کر کے اپنے پاس منگالیا۔
برجیش کو معلوم ہوا کہ اُسکو دیوی رانی کے گروہ نے پکڑا ہے اور اُسکو دیوی کے حضور میں لا کر
ہیں۔ برجیش بچے کی حیثیت دیکھ کر ڈنگ رہ گیا اُسے آگے نام عمر میں ایسا بچہ نہ دیکھا تھا۔
غرض کہ دیوی رانی نے عجیب طرز سے برجیش پر یہ ظاہر کیا کہ ساگر اُس کی کسی رشتہ میں ہیں لہذا
ہے اور اُس کی تعجب پر دیوی رانی نے آپ کو بچہ منگایا ہے۔ اب تم ساگر سے صلح کر لو اور یہ
چچا سے ہزار روپیہ بھی لے لو۔ برجیش نے کہا یہ روپیہ میں نہ لوں گا دیوی بولی بہ ذہینتی کا مال نہیں ہے
بلکہ یہ دولت کا روپیہ ہے اور میں تمکو بطور قرضہ دیتی ہوں۔ برجیش نے روپیہ ادا کر کے کا وعدہ
لے جب پچھ دن سسرال میں ساگر سے پوچھل لی گئی تو ایک دن اُس کے میک میں ایک وعدہ کیا تھا آج وہی ایک کیا گیا ہے۔

کر کے دیوی کا بہتہ مقام پوچھا۔ دیوی نے ایک تاریخ مقرر کی کہ کچ سے چھ ماہ کے بعد تمہیں فلاں گھاٹ پر آجے رات کے روپیہ لیکر آ جانا۔ جب روپیہ وغیرہ برجیشہ کی کشتی پر پہنچا یا گیا اور ساگر بھی معہ ملازمان کے کشتی پر پہنچ گئی تو دیوی رانی نے خلوت میں بلا کر برجیشہ کو کہا کہ ایک انگشتی میں نگو ساگر کا سودا می ہونے کے سبب اپنی طرف سے انعام دیتی ہوں یہ کمکروہ انگوٹھی دیوی خود برجیشہ کی انگلی میں پہنانے لگی اور اُس کے منہ کی طرف غی طرب ہو کر غور سے دیکھنے لگی برجیشہ بھی اُس کی شکل صورت دیکھتا حیران رہ گیا اُسے کہہ قدر شک تو پڑتا تھا کہ یہ پڑ پھل سی شکل و صورت کی ہے۔ مگر دیوی رانی کے کارنامے اُسے یہ جرات نہ دیتے تھے کہ وہ اسپر پہل کا شبہ کر سکتا۔

انقض دیوی نے اُس کی انگشت میں انگشتی پہنا دی اور اُسے بدلتا رات کو نو آ تا ہی برجیشہ سو گیا صبح اُٹھتے ہی سلگے جب اُس کو انگشتی کی یاد دلائی کہ یہ نیا تختہ کہاں سے لائے ہو اُس وقت اُس کو اپنی وہی پرانی انگوٹھی کا ملنا اور پہل کا دیوی رانی بننا یقین میں آ گیا۔ وہ دل ہی دل میں کہی تو نہایت خوش ہو جاتا تھا کہ ایسی پڑ پھل رانی ہو گی کہی پر پھل کا ڈیکتی جیسا کمکروہ ناقابل نفرت کام یاد کر کے دل میں افسوس کرتا تھا وہ سوچتا تھا کہ اپنی شریف عورت ڈاکہ ڈالنی کا شغل کیوں پسند کرتی ہو گی پھر سوچتا تھا کہ شاید غریبوں کو بٹانے کے لئے امروں کا روپہ لٹوتی ہی خیر یہ باتیں جسدن اسکے خفاقات ہو گئے تھیں کر لوں گا۔

وہ روپیہ لے کر گھر آیا اور باپ کو واضح کر دیا کہ یہ دیوی رانی نے پچاس ہزار روپیہ قرض یا آج سے چھ ماہ کے بعد روپہ ادا کرنا ہو گا۔ جیسے یہ بیٹھنے بٹھا ہوا کہا کچ بات نہیں ملت کافی ہے۔ مقام معبودہ پر روپیہ ادا کر دینگے لیکن دل میں یہ منصوبہ سوچا کہ اب دیوی رانی کے گرفتار کر لیتا عہدہ موقوفہ ہاتھ آ گیا ہے حکام کو خبر دیکر اسکو گرفتار کر دینا السبب ہے کیونکہ ایک تو پچاس ہزار دینا نہ پڑے گا دوسرے دس ہزار روپیہ جو اُس کے پورے ملنے کا انعام ہے وہ بھی وصول ہو جاوے گا۔ اور تنیک نامی انگریزوں کے گھریں علیحدہ ہو گی۔ چہ خوش بود کہ برآید تنیک کرشمہ دو کار۔

آخر وہ دن آئے جب روپیہ ادا کرنے کا اقرار تھا برجیشہ نے باپ کو یاد دلایا کہ ادائیگی کا انتظام جلد کرنا چاہئے فلاں پوم کو دس بجے رات کے دیوی رانی فلاں گھاٹ پہاڑے گی۔ اسکو والد نے کہا سو پیہ کا انتظام کر لیا ہے میں بھی خود دیوی کے درشن کو تمہارے ساتھ چلوں گا تم نیکیا کرو۔ برجیشہ اس جواب سے مطمئن ہو گیا اور رانی کی فکر میں مصروف ہوا۔ ہر لہجہ تاریخ معینہ سے دو مین پوم پیشتر یہ کہہ کر کہ وہ روپیہ لینے جاتا ہے اور برجیشہ کو سیدھا اسی گھاٹ پر دیوی کے پاس ہی آ کر ملے گا یہ کہہ کر خود تو سیدھا رنگپور کے کلکٹر کے پاس جا کر نہایت فخریہ لہجہ میں کہا کہ میں دیوی رانی کو گرفتار کر سکتا ہوں بشرطیکہ دس ہزار انعام مجھے ملے گا وے۔ صاحب کلکٹر ہر دین اسی فکر میں غلطان تھے اس نوید جاں بخش کو مبارک سمجھا اور رانی انقدر پانچ سو سپاہی مسلحہ زیر کمان ایک پودہ پین لٹشت کے ہر لہجہ کے ہمراہ چائیکا کھلے یا۔ چنانچہ ہر لہجہ تمام فوج سواری کشتی ہائے یسے ہوئے دیوی کے مقرر کردہ مقام کو روانہ ہوا۔ ادھر برجیشہ ایک مکھن کشتی میں سوار ہو کر دیوی رانی کی طرف آ رہا تھا دور سے اُسکو اس تیلانے ہوئے مقام پر دیوی رانی کا بچھا نظر پڑا اور وہ جوش مسرت سے اُسکی طرف بسرعت روانہ ہوا۔ اور دیوی رانی سے ملکر نہایت

خوشی خوشی اپنے والد کے ہشتیاق درشن کا اور خود اُس کے روپہ لیکر آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ معلوم نہیں کیوں اتنی دیر ہوئی اب تک آنکھ اُجانا چاہئے تھا دیوی رانی کے ولیں برجیش کے دیکھنے سے ایک تکمیل بخش خوشی پیدا ہوئی۔ لیکن اپنے جذبات کو دبا کر اُسے جواب دیا کہ آپ کے والد اُتورہے ہیں مگر وہ تو ایک اور سی ٹھاٹھ باٹ سے نشریف لارہے ہیں۔ برجیش کی مزید درخواست پر دیوی نے اپنے کمرہ سے دو ڈربین منگو کر برجیش کے ہاتھ میں دی۔ برجیش نے غور سے دیکھا تو اُسکا والد ایک کشتی میں سوار اُس کی طرف چلا آ رہا ہے اور اُس کے پیچھے پانچ کشتیاں سپاہیوں کی بھری ہوئی آتی ہیں اس ناقابل یقین اور بعید از گمان نظارے کو دیکھ کر برجیش سخت نادم ہوا۔ اور کہا کہ اُن یہ انعام کے لالچ اور روپیہ نہ ادا کرنے کے خیال سے ہی آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں کیا آپ کو پہلے سے اس منصوبہ اور سپاہیوں کے آنے کی خبر تھی دیوی نے کہا مجھ کو قبل اس کے کہ تمہارے والد صاحب کلکٹر کے پاس پہنچیں۔ میرے مجزوں نے مجھ کو اُن کی اس نیک تجویز کی اول ہی خبر دیدی تھی۔ برجیش نے کہا جبکہ آپ کو اس سارے راز کی خبر تھی تو پھر آج کیوں اپنے کو اس مصیبت میں ڈالنے کی بلا لگے ڈالی۔ دیوی بولی میں خود موجودہ طرز زندگی سے تنگ آچکی ہوں اور صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم کو حسب وعدہ ایک نظر جی بھر کر دیکھ لو اور تمہارے سامنے اس فانی جسم کو تیاگ دوں۔ سو اب یہ خواہش ایشور نے پوری کر دی ہے یہ باتیں کرتے ہوئے دیوی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہو گئے۔ برجیش سے بھی ضبط نہ ہوا اور اُس نے اُسی بھری ہوئی آواز سے کہا کہ اب تو آپ کو ہرگز ایسا کرنا واجب نہیں ہے خصوصاً جبکہ آپ نے ایسی محبت سے مجھے نواستگی میں بلا یا ہے اور اُس قابل قدر اصلیت سے جس کا مجھے خواب و خیال بھی نہ تھا واقف کیا ہے تو کیا آپ ایسی سنگدل ہیں کہ میری اُن تمام خواہشات کو جو مجھے بقیہ زندگی آپ کے ہمراہ باطنیان و فراغت بسر کرنے کے متعلق ہیں یک لحظہ تک نہ سمجھ کر مجھے بھڑوا لیں اندوہ و حسرت کی رات نازل کرنا چاہتی ہیں برائے خدا اپنے اس ارادے سے باز آئیے اور جس طرح ممکن ہو اپنی جان بچائیں فکر نہ کیجیے۔ دیوی رانی بولی کہ مجھے زبردستی بکڑنیکی کسی میں ہمت نہیں ہے لیکن میرے بھاگ جانے میں آپ کے والد پر تباہی آجاوے گی۔ جو انگریز فوج مجھ بیکریوں پر فوج ہمراہ لائے ہیں۔ میری یہاں تک عدم موجودگی میں اُن کی غلط بیانی ثابت ہوا تو آنکھ انگریز سخت مسزادوں۔ اس واسطے میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے سبب سے مبتلائے مصیبت ہوں ہاں اگر ایشور کو منظور ہے (آسمان کی طرف دیکھ کر) تو شاید کوئی اور صورت بن جاوے گی ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ادھر سے انگریز لفٹننٹ معہ فوج کے چاروں طرف سے گھیرا ڈال کر آمچڑھوا لیکن اُسی اثناء میں بھوانی پانٹھک بھی اپنے شجاع اور سوریر جرنیل سمے رنگ راج کو لے کر معہ ایک ہزار برقداروں کے (یہ دیوی کے ڈاکو چیلے برقدار کہلاتے تھے) لیکر بلائے بے دریاہی طرح انگریزی سپاہ کے مقابلہ کو ڈوبو ہو گیا۔ دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی۔ دیوی

لے اُن دونوں ہندوستان میں پہلے پہل ہی دور نہیں آئی تھیں اور صرف ایک آدھ کسی بڑے ہماراج کے پاس ہی ہونگے تھی۔ سچہ حقیقت میں جب تک تائیں ہرٹھ صرف یہی کرتا چاہتی ہیں غاہ اُن کے ساتھ کوئی کیسی ہی بدی سے پیش لائے وہ کبھی اپنے پاک اور بھلائی کے خیال کو نہیں چھوڑتے! ہر پلیر کا سلسلہ کار دیوی کی جان نثاری دیکھئے۔ ۱۲

یہ رنگت دیکھ کر فوراً اپنے ایک ہمراہی کو سفیر نشان دیکر حکم دیا کہ اگر یہ انسر کے رد پر وے جاؤ لفظت
فے نشان صلح کا دیکھتے ہی لڑائی بند کرادی اور دیوی نے بھوانی پاٹھک کو بلا کر کہا کہ میں سرگنیں
چاہتی ہوں ایک ناچر جسم کے لیے ناحق اس قدر ہندوگان خدا کی جائیں تلف ہوں۔ بھوانی بولا آپ کے
سبب سے لاکھوں ہندوگان خدا کا پیٹ پلٹا ہے موزیو کو سزا دیں دی جاتی ہیں پس آپ کی
جان بچانے میں اگر سوچاں آدمی مارے جائیں تو پرواہ نہیں ہے۔ اور آپ کے لیے تو مزید
آدمی جو سنی اپنے جسم و جان صدقے کرنے پر تیار ہیں ہم نے کہنی کے ایسے سچا ہی پچاسوں نعم
گیدڑ دھکی طرح بھگائے ہیں۔ دیوی نے غصہ کے لہجہ میں کہا۔ بس آپ یہ منطق رہنے دیں اور ابھی
اپنے برقتدار و نکل دیکر بھاگ جائیں اگر سہاوت کو ماننے میں توقف کیا تو میں ابھی دریا میں کود کر جان
دیدوں گی۔ دوبارہ بھوانی پاٹھک اور رنگ راج ویر جیش کے کہنے پر کہ آپ کو جان اپنی ضرورت چاہی
چاہئے دیوی رانی نے تینوں کو کہا کہ آسمان کی طرف دیکھو! ایشور نے میرے بچاؤ کی تجویز کر دی تھی
اور صفت میں یہ ہنگامہ چانا میرے انتشار کرن کے خلاف ہے تم فوراً چلے جاؤ ان تینوں نے
دیکھا تو آسمان کے شمال کی طرف تار یک گھٹا اور سخت آندھی کے آثار نظر آئے بھوانی یہ نقشہ
دیکھ کر اپنی اولوالعزم سپاہ کو لیکر چل دیا۔ دیوی نے کپتان ولفنٹ کی طرف رنگ راج کو
روا کر کے پیغام بھیجا کہ دیوی رانی خود گرفتار ہو ناخوشی سے منظور کرتی ہے اور وہ مفت میں کل
عام کرانا نہیں چاہتی اُس نے بحرے پر اپنا کوئی اٹھیا رہند آدمی نہیں رہنے دیا آپ خود چکر
دیوی رانی کو معذرت کے خاص اسباب کے پکڑ لائیں۔ چنانچہ کپتان صاحب حکومت کے جوہر
بھٹ پٹ دیوی کے بحرے پر آگئے وہاں تین عورتیں تھیں دو تو دیوی کی ہمراہی میں رہتی تھیں
وہ بھی نہایت حسین تھیں اور اس وقت دیوی تو بالکل سادہ لباس فقیرانہ میں تھی مگر وہ دونوں نہایت
قیمتی پوشاک و جواہرات میں لدی تھیں۔ کپتان اول تو بحرے کی زیب و زینت ہی دیکھنا شہد
رہ گیا ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیہ کا سونا چاندی کرسیوں اور چوکیوں میں جڑا تھا۔ یہی طلسم
زربفت کے فریش اور مکلف سامان بھرے پڑے تھے کپتان صاحب نے وہی قیمتی پوشاک
اور زیورات سے زمین اور سند پر بیٹھی دونوں عورتیں دیکھیں اور اُس نے کہا دیوی رانی کوئی
ہے ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا کہ دیوی رانی میں ہوں لیکن دوسری نے اپنی
طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں یہ بھوانی ہے دیوی تو میں ہوں اُس پر پہلی عورت نے کہا کہ یہ میری
ہن ہے محبت سے مجھے پچا نا چاہتی ہے حقیقت میں دیوی رانی میں ہی ہوں پھر دوسری بولی
یہ ہنسی بخول کا وقت نہیں ہے دیوی تو میں ہوں۔ کپتان یہ تیار دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا دوسرے
کرہ سے اتنے میں دیوی رانی نکل آئی اُس نے کہا کہ کپتان صاحب اصل میں دیوی رانی براہ نام
ہے یہ دونوں میری جان بچانے کے لحاظ سے آپس میں تھوڑا کر رہی ہیں آپ لباس وغیرہ پر نہ
بھولے۔ ہاں مجرا آپ کے ساتھ ہے۔ اسکو جلدی بلوا کر تصدیق کر لیجئے۔ کپتان نے اسی وقت بھیج
کو بلا بھیجا جب وہ بھی اُس بحرے پر چڑھ آیا تو دیوی رانی کو اطمینان ہو گیا۔ اب پہلی صاحب یو کو
پہچاننے لگے مگر انہوں نے بھی کبھی دیوی کو دیکھا تو تھا نہیں یوں ہی سے سٹ پٹا گئے۔ ابھی اکی تو بغیر
دیوی ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک دم زور شور کا طوفان اٹھا دیوی نے مسکھ بجا یا طاعون نے جو پہلے کی

ہی دیوی کے سسکے کی آواز کے نقطہ تھے اور اُسے کاٹ دئے۔ بچا ہوا کے رخ ایسی تیزی سے اڑا کہ
کپتانی کے سپاہی ابھی آنکھوں سے مٹی ہی بھاڑ رہے تھے کہ وہ چشم زدن میں دو چار سو گر پر جا پہنچا
کپتان صاحب اس ناکہائی بل چل پر مطلع ہو کر کھڑا ہٹ میں کمرے سے باہر آئے تو ادھر ہی عالم نظر آیا
زور شور کا طوفان تھا اور ان کی فوجی کشتی ایک بھی نظر نہ آئی تھی بلکہ قوی یقین تھا کہ اگر چہ منٹ ادھر ہی
طوفان رہے گا تو یہ بچا ابھی ضرور غرق آب ہو گا۔ اتنے میں دیوی کے جرنیل رنگ راج اور چند ادیبوں
نے کپتان اور ہر بلجہ کو باندھ کر ایک طرف ڈال دیا۔ کپتان صاحب بحر خجالت میں غرق ہو گئے کہ آئے تو دلوں
پر کھڑے تقدیر سے خود گرفتار ہو گئے۔ آخر خدا نے یہ قصائے خاموشی سے صبر کر کے بیٹھ گئے۔
ساری حکومت کی شیخی کر کر ہی ہو گئی اور بہ عجز و انکسار ملاحوں سے پوچھنے لگے کہ میرا گو بڑا کہاں کو
چارہا ہے ایک طرح سے جو پہلے سے پڑھا یا جا چکا تھا جواب دیا کہ عذرا ایک خوشی سان آ دینا
وہاں لے جا کر ٹکڑے ہر بلجہ کے پھانسی دیا دینی۔ ہر بلجہ تو سننے ہی جان کے خوف سے رونے اور
ماتم کرنے لگ گیا لیکن صاحب بہادر نے یورپ کی لاج رکھ لی ہر بلجہ سے کہنے لگے کہ دل بڑ دل کا
آدی آخر ایک دن مرنا تو پڑے گا ہی چلو گج ہی سہی۔

اتنے میں دیوی کے برقعہ اندوں نے ہر بلجہ کو بکلیا اور ایک کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند
کر دیا۔ کمرے میں وہ دونوں دیوی کے ساتھ رہنے والی عورتیں بیٹھی تھیں۔ ایک نے کہا کہ سننے
کچھ مشکل صبح نکلا اور تمہارے کپتان کو پھانسی دیا دینی اگر کسی اپنے رشتہ دار کو کوئی پیغام دینا ہو
یا کچھ کھانے پینے کی آرزو ہو تو بتلا دو ناکہ تمہاری آخری مراد پوری کرانی جاوے۔ یہ لفظ سننے ہی ہر بلجہ
کا خون رگوں میں جم گیا اور ان کی طرح ان عورتوں کے زور و دروے چلانے لگ گیا اور بڑی عاجز
بڑی بہن کے پروں پر سر رکھ کر کہنے لگا کہ ایشور کے واسطے کی طرح اسکی جان بخشی کرادو۔ دہلے
جواب دیا کہ تمہاری رانی از حد رحم دل اور خدا ترس ہیں اور ہر ایک بضرر خواہ اسکا کیسا ہی نقص
کیوں نہ ہو بخش دیا کرتی ہیں۔ لیکن تمہارے جیسے عورتیں پانی کے واسطے اُسے کوئی سفارشیں
کر سکتے ہیں تھو اندوں نے پچاس ہزار روپیہ دیگر قید سے بچا یا اور تم نے اسکا بدلہ انگریزوں سے
خجری کر کے انکو پکڑا لانا چاہا۔ تمہارے جیسا احسان فراموش اور کینہ انسان اس قابل نہیں ہے کہ
کسی طرح کا رحم کیا جاوے۔ ہر بلجہ یہ باتیں سن کر سخت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میں بچے دئے
تو یہ کرتا اور معافی مانگتا ہوں اگر کسی طرح میری جان بخشی کرادو تو جو حکم آپ یا دیوی رانی صادر فرمائی
میں بسر و چشم قبول کروں گا۔

دو پہلے کہا اگر تم میری ایک شرط پوری کرنے کی قسم کھاؤ تو بہتہ تمہاری جان بخشی کے لیے خوش
کر سکتی ہوں ہر بلجہ نے کیوں پوچھا (جنینو) ہاتھ میں ٹیکر لگا جی کی قسم اٹھائی۔ دیوا بولی میری ایک
بہن ہے جو اب تک کھولدی ہے دج یہ ہے کہ ہم اعلیٰ خاندان کے برہمن ہیں اس واسطے اچھے گھر کا برہمن
ملنے کے باعث اس کی شادی کا کوئی انتظام اب تک نہیں ہو سکا۔ تم اس کے ساتھ شادی کرنا منظور
کر لو تا بہتہ تمہاری زندگی بچ سکتی ہے یہ شرط سن کر ہر بلجہ کی ہاتھیں کھل گئیں اور کچھ سوچ کر دست
بستہ کہنے لگا کہ میری عداوت شادی کے قابل نہیں ہے چراغ سحری اور آفتاب لب بام نہ ہوں
لیہ یہ دونوں رشتہ میرا ہی نہیں تھیں ایک کا نام شیخی اور دوسری جو پوچھا تھا دیوا بڑی ہی ۱۶

اندیشہ ہے کہ شاید تھاری ہیں پھر کھوسٹ کو پسند نہ کرے۔ میرا بیٹا برصغیر اس کے نہایت خوبصورت
 لوجوان ہے تم اجازت دو تو میں اس کو حکم دوں گا وہ خوشی سے شادی کرنا منظور کرے گا اور میں دوبارہ
 قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری بہن کی تمام زندگی عزت و آرام سے گئی گی اور میرے کنبہ کے تمام بڑے چھوٹے
 اس کی دیوی کی طرح پوجا کریں گے۔

(اسی جواب کو دیا ہر بیچہ کے منہ سے سننا چاہتی تھی)

آخر یہ امر فیصل ہوا کہ دیو کی بہن سے ہر جیشہ شادی کر کے اس کو اپنے گھر لے جاوے تو ہر بیچہ کو
 پھانسی نہ دیا جاوے اس ناطق کے طے ہونے کے بعد دیو اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی۔ جہاں
 دیوی رانی اور ہر جیشہ سب باتیں سن رہے تھے اور دیو کی حسن تقریر اور رشتہ داری پر حش سے
 تھے۔

ہر جیشہ کو یہی وقت ہر بیچہ نے بلا بھیجی اور کہا کہ ایک بڑی خاندانی برہمنی ملتی ہے تم اس سے فرو
 شادی کرو اس نسبت سے میری جان بھی بچ سکتی ہے اور یہ بھی یاد رکھو اس کو ہمیشہ خوش رکھنا۔
 ہر جیشہ کو باب کے حکم کی تعمیل میں عذر نہ ہوا۔ چنانچہ حسبِ تجویز دیو ہر بیچہ کو جس کے غیر مقدم کیلئے
 اول گھر پر روانہ کیا گیا اور کہا گیا کہ کل کے روز ہو آ جاؤ گی۔

کب پستان کو پانہ زنجیر قیدی کی حیثیت میں دیوی کے رد و پیش کیا گیا۔ دیوی رانی بولی تم بہنو
 گرفتار کرنے آئے تھے لیکن نقدیر کے کرشمے دیکھو کہ خود گرفتار ہو کر زندگی سے ناامید ہو چکے ہو
 اب میں چاہوں تو ایک منٹ میں تمہاری زندگی کا خاتمہ ہو سکتا ہے لیکن اس دفعہ تمہاری جان
 بخشی کیجاتی ہے بلکہ ایک سو روپیہ نقد ملے دیوتا کی طرف سے دھستہ کے خرچ کے لیے عطا ہوتا ہے
 کیونکہ تم اپنے ہیڈ کو اثر سے بہت دور آچکے ہو اور یہ پیشکش اشارہ روپیہ کرایہ بھر کر واناں ہو جو گ
 لیکن خردار ہو آئندہ کبھی دیوی رانی کے پکڑنے کا عزم نہ کرنا پستان صاحب اس مہربانی اور جان
 بخشی کا شکریہ ادا کیا۔ اُن دونوں کو رحمت دیکر دیوی رانی نے اسی مقام پر قبضہ میں سب سے
 پہلے ہوائی پانٹک کو بلایا کہ اب ملک میں انگریزوں کا تسلط ہوتا جاتا ہے اور یہ لوگ نئے نئے لٹے
 ہیں اور دوسرا کروڑ بھی ہیں اس واسطے رعایا کی بہتری اور آسائش کی جانب بدل و جان معروض ہیں پس
 بہتر ہے کہ تم بھی بقایا زندگی عبادت الہی میں پسند کرو۔ نشئی۔ دیو اور رنگ راج جنرل ہر ایک کو
 بہت کچھ مال و سہا پ و بچوں ہی تلقین کر کے دیوی نے ہر ایک کو ایک ایک مقام سپرد دیا
 بچا اور تمام بقایا زرو مال توڑا پھوڑ کر بائیں تقسیم کر دیا۔ اور خود تنہا اپنے پیار سے ہی کو دیکر
 معمولی سامان کے ساتھ گھر پر آئی۔

گر ہر جیشہ اس کے نئے نئی ذلن مشہور کر نیکی اپنی عزیز بہوی کو ڈولی میں سوار کیا اور نہایت
 تزک و احتشام سے گھر میں لایا پھر دیوی کو کسی نیا دیوی عزت و جاہ و شہمت کی ہوس نہ تھی سو
 ہر بیچہ کی تکید و ایک سے تمام گاؤں اور نا حقیق نے نئی ذلن کی نہایت عزت کی سب سے دیوی رانی
 کو خوشی خاطر ہاتھوں ہاتھ لیا۔

بقیہ زندگی اپنی علییت اور وسیع تجربہ کی بنا پر دیوی رانی نے بیعت و اطمینان بسر کر کے مناس
 وقت پر عالم جاودانی کو کرج کیا۔

کاش اس بھارت ویش میں ایسی جی برتا اور عالم فاضل دیوان ای بھی کثرت سے پیدا ہوں اور اپنی جے
مثیل طاقتوں سے ہماری کشتی جیات کو کنارہ حایت پر پہنچا دیں۔ آمین ثم آمین۔
نقطہ

درویدی سومیر

ذیل کا دلچسپ مضمون منشی سویرج نرائن صاحب مرد دیوی کے جاوید قلم کا رقم شدہ مضمون
گراس کی زبان قدرے دقیق ہے مگر پاکیزہ اور شستہ ہونے کے سبب علم کی دیوی کے
لئے تم مبارک و موزوں سمجھتے ہیں۔
بد بعض جگہ مکمل الفاظ بدل گئے ہیں۔
اس مضمون کے مطالعہ سے آج کل کی دیویوں پر یہ بھی واضح ہو جاوے کہ اس زمانہ میں اونچے
خاندان کی لڑکیاں کس شان سے بیاہی جاتی تھیں۔ اور سوئیر کی رسم کیسی پورا اور علی
رسم تھی۔

مؤلف

آج ہمارا چہ پانچال کی راج دہانی شہر کام پلہیا میں بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام ہے۔
شاہی محلوں سے سنگھ۔ دامہ اور شہنائی کی صدا آتی ہے۔ اہل شہر کے گروں میں بھی اکثر سنگھ
محکا تاہور ہا ہے۔ شہر میں دیکھو تو آئینہ بندی کے سامان ہیں۔ کوچہ و بازار میں کہیں قناتیں کھڑی ہیں
کہیں شامیائے ہستادہ ہیں۔ کوٹھوں اور بالائے خانوں پر نئی رنگ آمیزی اور گلکاری ہوئی ہے۔
دکانیں بڑے بچل (زیبا نش) سے آراستہ ہیں سائباؤں میں گلبدن۔ کھواب اور زربفت کے
تھان بینی زرق و برق شان دکھا رہے ہیں۔ جا بجا سینہ پتوں اور رنگ برنگ کے پھولوں کی بندھن
داریں بنی ہوئی ہیں۔

اہل شہر مکلف لباس زیب و تن کئے اور ہر گشت کرتے پھرتے ہیں۔ مرد۔ عورت۔ بچے۔
بوڑھے۔ جوان جسے دیکھو شان دان و فرحان نظر آتا ہے۔ خوشی کی آنگلیں دلوں میں نہیں سماتیں تھڑا
ریزہ نگر لوگوں کے منہ سے باہر نکلی چلی جاتی ہیں۔ ایک ایک کو دیکھ کر خوشی پیدا ہوتی ہے اور ایک
دوسرا اپنے دوست کو مبارک باد دیتا ہے۔ یوں تو ہر کوچہ و بازار میں مرد و زن کا ازدحام دیکھا
ہے مگر چوک میں اور بھی انہو کثیر ہے۔ غلطی خدا ہے کہ بڑے بازار کی سیر کرتی ہوئی شہر کے بڑے
دروازہ پر سے باہر چلی جا رہی ہے۔ سوار ہیں۔ پیادہ ہیں۔ رتھ ہیں۔ ہیلیاں ہیں۔ ہتھوچکی صدائیں آتی
ہیں۔ غول کے غول بے کاری بولتے چلے جاتے ہیں آؤ ان کے ساتھ ہم بھی چلیں اور دیکھیں شہر کے
باہر کیا ہوا ہے۔

آہ۔ باہر تو ایک نیا شہر بنا ہوا ہے۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے جگہ و خگاہ شامیائے
اور زرد نگاہی نظر آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بڑا شکر آتا ہے نہیں نہیں ایک
شکر نہیں ہے۔ علیحدہ علیحدہ دل کے دل پرٹے ہیں سپاہیوں کی وردیاں جدا جدا ہیں۔ ول
بال۔ تراش خراش اور وضع و لباس میں بھی فرق عظیم نظر آتا ہے۔ شاید زمین کے کچے باجے ہمارا چہ

یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور یہ اُنکے کہو ہیں۔ یہاں بھی دور وید بازار لگا ہوا ہے اور خرید و فروخت کا بازار گرم ہے۔ دیس دیس کا آدمی پھر تانظر آتا ہے کبھی کوئی راجہ اپنے جلوس کے ساتھ بازار سے گزرتا ہے کبھی کوئی امیر کچھ سواروں کی جمیٹ کے ساتھ نکلتا ہے بازار گشت کرتے کر رہے ہیں۔ بخومی اصطلاب پیسے اور پونجی کھوٹے بیٹھے ہیں۔ خرابچے والے دھنش صبا میں لگاتے ہیں۔ آریاب موسیقی (راگ) لوگ (راگ) گئی کے بیٹھے سروٹے دلو بھاتے ہیں۔

کہو وینیں اور بھی ہمارے جیسے سر بفلک کرٹے ہیں مٹا میں کچھی ہوئی ہیں ہر ایک راجہ کا جلیو اپنی شان علیحدہ رکھتا ہے دروازہ دہر چاندی کے عصا پیسے دربان کھڑے ہیں۔ ہتھیار بند سپاہی کسرت کر رہے ہیں۔ جنموں میں مکلف سامان ہیں اور دربار باب جاہ و مناصب اپنے اپنے مرتبوں کی جگہ پر بیٹھے ہیں۔ راجہ کے چیمے سب سے بڑے تھلے اور ممتاز ہیں۔ انکے پاس بے اجازت کوئی پہنچنے نہیں پاتا ہر کہو میں باضی گھوڑے کا بھی ہجوم ہے۔ ان کی ہڈیاں جھلی کی جھولیں اور درزق برقی ساز و سامان دیکھنے کے لائق ہیں۔ رتھوں کی وضع جدا جدا ہے۔ شکاری جانور مثلاً باز چیتے وغیرہ بھی ہر کہو میں ہیں۔ اور میرٹھ کاہوں کے باہر چار پائیو پتر بیٹھے ہیں۔ بعض راجہ اپنے ہمراہ گھینڈے۔ شیر باؤر عجیب و غریب جانور بھی لائے ہیں ان کے دیکھنے کو بروقت خلعت کا ہجوم رہتا ہے۔

غرض جنگل میں مغل ہو رہا ہے سولہ روز سے برابر ہی دھوم دھام اور نزک و احتشام جاری ہے۔ ہمارا جہ پانچال کی طرف سے مھاؤں کی خاطر مدد رات میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہوا روز محفلیں اور جشن ہوئے ہیں۔ کبھی شکار کو جاتے ہیں کبھی فنون سپاہ گری کی آزمائش کا دھل جھٹا ہے۔ پنڈتوں کے مباحثے ہوئے شہر کے مشاعرے ہوئے۔ موسیقی میں لوگوں نے اپنے جوہر دکھائے۔ شہدہ گروں نے اپنے کمال دکھائے۔ ہر دن دُسرے کا مبارک دن رہا اور ہر رات دیوالی کی خوشی کی رات۔

سولہ روز سے یہ راجہ ہمارا جہ یہاں آئے ہوئے ہیں ہمارا جہ پانچال راج کاری دروہی کا سولہر ہے ان سب کو مڑا پیسے پوچھے تھے مگر مڑا سلوں سے پہلے دروہی کے حسن و صورت و سیت کا آوازہ سنیں چکے تھے۔ سب اسی دھن میں ہیں کہ اس گویہر کیتا کو ہم اپنے از و واج۔ (نکاح) میں لائیں۔ چنانچہ اسی شوق میں کچھ چلے آئے ہیں ان میں بڑے بڑے سور بہر ہیں اور انہیں اپنے زور بازو پر بڑا بھروسہ ہے کیوں نہ ہو

جو کام کہ از باب ہم کرتے ہیں

سعی بازو سے بیش و کم کرتے ہیں

لے تھر مقولہ ہے ہی بہت کا لو

اپنے سے جو ہو سکے وہ ہم کرتے ہیں

آج ستر ہواں دن ہے یہی دن سولہر کا ہے ہر ایک کشتری سورما اپنے اپنے وطن کی سچ و سچ سولہر میں جانے کی تیاری کر رہا ہے بیش ہا جواہرات سے بازہ اور ٹھکو کو سجاتا ہے۔ ان سے بھی بیش قیمت بیش قبض اور ٹھکو اگر سے نامدھت ہے مکان پاٹھ میں اٹھاتا ہے اور فرو نماز سے آئینہ دیکھتا ہے اگر کچھ بڑھکرا دے کو نسا سورما ہے۔

لوہہ شمشک - شمنائی اور دماغے دیکھ اور اُن کی صدا سے تمام کپڑے گونج اٹھا۔ یہ اس بات کا صدقہ ہے کہ سوئیکر کا وقت قریب آیا۔ ہر ایک راجہ اپنے خیمے سے باہر آیا۔ جلوس پہنچے ہی سے تیار ہے۔ کوئی ہاتھی پر سوار ہو کر غزوہ نازنگے ساتھ چلتا ہے گھوڑے پر چڑھتا ہے کوئی رتھ میں سوار ہوتا ہے نقیب ہتھیار کی صدا میں بلند کرتے ہیں اور راجاؤں کی سواری سوئیکر کے احاطے میں پہنچتی ہے۔ اوہو اکیا بڑا احاطہ گھیرا ہے۔ گرد بائسوں اور رسیوں کا بڑا ہے وہ عالی شان دروازے ہیں جنہیں سبز پتوں اور پھولوں سے آراستہ کیا ہے۔ ایک جانب دل بادل کا شامیا ناکڑا ہے اسکے نیچے چوڑے پر مکلف فرش ہے۔ گاکوٹیکے ٹپے ہوئے ہیں سنگھاسن پیچھے ہیں راجہ آتے جاتے ہیں اور سنگھاسن پر تمکین ہوتے جاتے ہیں۔ گرد و پیش مصاحب قالیڈوز بیٹھے ہیں۔ احاطے کے گرد خلق خدا کا اثر و پام ہے۔ رہبر باغیچہ کے سجاسی بھی انتظام کو متعین ہیں احاطے کے بیچ میں ایک نہایت اونچی پل گڑی ہے اور اس پر ایک سونے کی بھنی ہے پھلی کے ذریعے ایک چکر ہے کار بگرنے پر کمال کیا ہے کہ چکر برابر چرے جاتا ہے اور اس پر نگاہ نہیں ٹھرتی بھڑکی کے برابر ایک نہایت سخت کمان دھری ہے۔ سوئیکر کی شہرہ یہ ہے کہ جو راجہ پہلے نشانہ میں اس کوئی کمان سے ایسا ترنگا ہے کہ چکر میں سے ہو کر پھلی کی آنکھ میں جھلکے وہی درویدی کا خاوند ہے۔

لو۔ اب سب راجہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ وہ راجہ کمار بھی اپنے بھائی کے ساتھ احاطے میں آئی۔ اسکے داخل ہونے ہی پر بہن ہون میں آہنی ڈالنے ہیں اور وہ دھول بلند ہوتی ہے۔ سام وید کا مٹا شہرہ شروع ہوتا ہے منتر اور چائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اُن کی شہرہ پل آواز سنکر بانوں میں کیسا دس پڑتا ہے اور دل میں کیسی شمنائی آتی ہے۔ درویدی بھائی کے پاس احاطے میں کھڑی ہے لباس فاخرہ زیب تن پیش ہمارے ضروریوں سے لدی ہوئی۔ ہاتھ میں پھونکا ہار کہ جو سورما سوئیکر کی شرط ادا کرے۔ اُسی کے لئے ہے۔ ڈالے۔ راجہ کمار بھی بھائی کے پاس کھڑی ہے تمام راجہ اور ہمارا راجہ اور خلق خدا اسکے حسن خدا داد کو دیکھتی ہے اور بے ساختہ سب کے منہ سے تحسین و آفریں نکلتی ہے۔

صورت تمام نور کے ساچنے میں ہے ڈھلی

ساما بدن ہے شوخ خوبی کا انتخاب

تاب و جمال کس کی کرانگشت۔ کے

اس انتخاب میں نہیں اک حرف ناصواب

عالم ہے اسکا عالم تصویر کا شبام

وقتِ نظر رہ محو میں حیرت میں شیخ شاپ

اس کو بتا کے صانع مطلق کو ناز ہے

اور کیوں نہ ہو کہ صانع محو ہے مثل و لا جوب

شایاں ہے وہی کہ گراپنے ہاتھ

صانع کون ہوا صنعت میں کامیاب

برہمن چپ ہوتے ہیں اور وہ پدی کا بھائی راجاؤں کو سوہر کی شہ طسنا تاپی۔ اور پھر باوانلند
 کتا ہی کہ ہاں بھائیو۔ آریہ ورث کی زمین سورماؤں کی سوزمین ہے اپنے اپنے جوہر دکھاؤ اور انعام
 میں درو پدی کو لو۔ کڑی کمان اور اس سے بھی کڑی شہ طیرا نازی کو ستر تمام راجہ جرن راجاؤں
 ہیں۔ بچا یک کسی کا جو صلہ نہیں ہوتا تاکہ سبقت کہے اور نشانہ ملاحت و فحکہ بنے۔ اس عرض میں
 راجا کمار کا بھائی اُسکے کان پہنچے ہر ایک راجہ کا حسب و نسب اور اوصاف بیان کرتا
 آخر ایک راجہ ہمت کر کے کمان کے پاس آتا ہے اور ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔ اوہ کیا بھاری
 کمان ہے۔ راجہ کے سینھانے نہیں سنبھلتی۔ ہاتھ پاؤں ڈگدگاتے جاتے ہیں کھینچ کر کیا خاک۔ بے چارہ
 شہ مندہ ہو کر بھنی بگر واپس چلا آتا ہے اسکی ناک سیاہی اور راجاؤں کے لیے ایک سبق ہے۔
 وہ اپنے کپڑے اور زور و اتار کر رکھتے ہیں اور مردانہ وار زور آزمائے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔
 باری باری سے ایک ایک آتا ہے اور زور آزمائی کیا قہمت آزمائی کرتا ہے مگر نام سچی بے سود
 ہے۔ ہمتوں سے کمان اتھتی تک نہیں بہتوں نے اٹھانولی ہے مگر کھینچ نہیں سکتے۔ دو چار نے
 کھینچی بھی۔ مگر زینٹ سے پر نہیں لگا۔ راجاؤں کے جرگہ میں ہمارا راجہ دریو دھن بھی ہیں اور
 مصاحبوں کے پکڑ گوسٹیاں کر رہے ہیں۔ خود دریو دھن کی قہمت نہیں ہوتی مگر کرن اٹھ کر کمان
 کے پاس آتا ہے یہ شخص جیسا سخی اور دانی شہور ہے ویسا ہی سورما بھی ہے اسکے زور و قہمت
 اور زن پیرا نازی کے کمال سے تمام دنیا واقف ہے اور سب کو کمان سے کہ باری سے جائے گا۔
 مگر درو پدی کا بھائی بہن سے پکڑ گوسٹیاں کرنے کے بعد باوانلند کتا ہے اکرن اگر تو نے
 سوہر کی شہ طاد ابھی کر دی تو بھی میری بہن تجھ سے شادی کرے تو امداد نہیں۔ کشتیوں کی
 لڑائی نہ کرے مگر اس نے میں نہیں بیا ہی جاتی۔ کرن یہ ستر پیر و تاب تو بہت کھاتا ہے مگر کمان کو
 ہاتھ سے رکھ کر احاطہ کے باہر نکل جاتا ہے۔

تمام راجہ کچھ تو پہلے ہی شہ مندہ ہیں اسپر یہ واقعہ سب میں ایک سننا ٹاسا بٹھ جاتا ہے۔
 دو چار اور ہمت کر کے اٹھتے ہیں مگر بے نیل رام واپس چلے آتے ہیں۔ خلق خدا کھڑی تماشا
 دیکھ رہی ہے کہ سوہر کا انجام کیا ہوتا ہے ایک جانب بہت سے برہمن کھڑے ہیں ان میں باہم
 سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔ ان پلٹے فوجوالوں کو دیکھنا حقیقی بھائی معلوم ہوتے ہیں شاید کسی دہشی کو
 بیٹے میں صورت سے جلال پرستا ہے اور پیرے سے آثار عظمت و امارت عیاں ہیں۔ سب
 بڑا بہت سنجیدہ اور متین شخص معلوم ہوتا ہے اسکے برابر ایک نہایت فوجی سپیکل سا جوان کھڑے
 مگر اس تیسرے بھائی کو دیکھ کر قہار سے بڑھا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ دخل میں اتر کر پیرا نازی
 کے جوہر دکھائے۔ دیکھنا اچھنا۔ وہ دور کر گلائیں گے پاس پہنچا اور کس آسانی سے اٹھالی۔
 مگر برہمنوں کی صف میں گھلبلی جی ہوئی ہے۔ کوئی ٹھنڈے کتا ہے جو کام کشتیوں سے نہیں
 ہوا اٹھلا اٹھنے دست نگہ برہمن سے کب انجام کو پہنچے گا۔ کوئی کہتا ہے۔ برہمن کے لڑکے نے
 پکڑ بچھڑائی حوصلہ کیا ہے۔ بعض بھول دے برہمن آگے بڑھ کر اس کہتے ہیں۔ بھائی تیری کشتی
 سے کشتی راجہ ناراض ہو کر کہیں ہمارا کھڑا بندہ کر دیں۔ جائے دے ابھی کچھ نہیں گیا۔
 واپس آجا۔ وہ شیر مرد باتیں تو سبکی سناتا ہے مگر ناشا ایک کی ہی نہیں۔ لودہ اسنے چلا چڑھا

اور شست باندھ کر تیر مارا۔ واہ کیا چکر سے گذر کر عین پھل کی آنکھ میں جا کر لگا ہے۔
اب کیا ہے تماشا یوں گئے اور رہنوں کے چرگ سے ایک دفعہ واہ واہ کا شور اٹھتا ہے۔ کوئی چاد
بلاتا ہے کوئی تالیاں بجاتا ہے۔ شور ذرا کم ہوتا ہے تو راجہ کمار سی مار لیتے آتی ہے۔ اور رشی کمار کے
گلے میں ڈال دیتی ہے۔ مگر رشی کمار کو دیکھ کر وہ کیا تمام تماشا فی حیرت میں ہیں۔ کیا میدان میں شیر
کھڑا ہے۔ عضو عضو سے مترشح ہے کہ فرسپاہ گری میں کال آدی ہے۔ ایسی قبول صورت لڑکی کو
ایسا ہی خاوند زیبا بھی ہے۔ پھر سے پیت کیا نشان مردی برس رہی ہے۔

دیکھنا مرد کھڑا کون ہے یہ شیر صفت
شبان مردی کی جیسے کینے مجسم صورت

واہ کیا رعب برستے ہے پڑا پھر سے
واہ کیا رعب سے نمایاں ہے جلال و مولت

آنکھ سے آنکھ ملتے ہوئے جی ڈرتا ہے
کس بلا کی مترشح ہے نظر سے ہولیت

اس کے سر سے عیاں سروری و سروری
اور یہ قد کشیدہ پر ہے سر کی حالت

جیسے میدان میں کھڑا ہو کوئی سینا رطبند
اسے پہنچ کوئی باعث زیب و زینت

جننے تماشا فی اس شیر مرد کی صفت و شاہیں تر زبان ہو رہے ہیں اتنے ہی راجہ ہمارا جہ فیظ و
غضب سے لال پیٹے ہوئے جاسے ہیں۔ ہائیں ابر ہنوں کا یہ عرصہ کہ کشترو سنے گئے سبقت
لے جائیں۔ انہیں مار مار کر ابھی فنا کر دو۔ اور ساتھ ہی اس پانچال کے راجہ کو بھی وہ سبق سکھا
کہ تمام عمر نہ بھولے۔ درویدی کا باب اور بھائی بھی لڑکی کو برہمن کے گھر جانا دیکھ کر بیٹ کبھی غلط
ہو رہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ سویر میں کہیں قساوند نہ ہو جاوے۔ مگر اس جسد میں شری کرشن
ہمارا ج بھی شامل ہیں۔ ان کے فصاح اکثر راجاؤں سے پہلے بھی گوش ہوش سے سنے ہیں اور اپن
عمل کیا ہے۔

اس طوفان بے تیزی میں وہ سرود کھڑے ہو کر راجاؤں سے یوں خطاب کرتے ہیں۔
راج بھاکیا تم لوگ بھول گئے کہ یہ سویر ہے اس جلسہ کی دیوی سستی ہے جو یہاں قساوند کرتا ہے
اسکا دین دونوں میں بھلا نہیں پس قساوند کر کے تم کیوں مقہورہ اریں بیٹے ہو۔ اور کیا
کشتروں کی بیٹیاں برہمنوں کے پیٹے کبھی نہیں پیاسی گئیں۔ اپنشدوں میں ذکر آتا ہے کہ راجہ
ہمارا جاؤں نے اپنی لڑکیاں خود آتشوں میں لجا کر برہمن رشیوں سے پیاسی ہیں۔ ادھر تو ہمارا
راجاؤں کیوں سمجھاتے ہیں ادھر درویدی بھائی کے کان میں کچھ سرگرمی کرتی ہے۔ وہ دوا کر
درویدی اور ان پانچوں نوجوانوں کے ساتھ ہولیتا ہے۔ راجاؤں کو عرصہ دھما ہوا جاتا ہے تو وہ اپنی
فروتنی ہیں واپس آتے ہیں۔ اور درویدی ان نوجوانوں کے ہمراہ جاتی ہے۔ محلوں میں درویدی
کا باب بیٹھا انتظار کر رہا ہے کہ برہمن کے ساتھ بھائی کیا ہے۔ دیکھتے کیا بھر لاتا ہے کچھ عرصہ بعد

وہ واپس آتا ہے تو اس کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار جو شمسِ سرت سے بدلے ہوئے نظر آتے ہیں باپ جبران ہے کہ بیٹا درودِ پدی کو کنگال برہمنوں سے ہاں جاتا دیکھ کر ایسا خوش کیوں ہے! مگر وہ باپ کو خوشخبری سننا تا ہے کہ درودِ پدی برہمنوں کے گھر نہیں گئی۔ بلکہ یہ باغیوں بھائی مہاراجہ پانڈو کے بیٹے یہ ہشت۔ جہم۔ اور جن۔ کل۔ سہدیو ہیں۔ ان کے ذہن کو رگوں نے موقع پا کر انہیں دیکھنے کا لہا پا کر اور برہمنوں کے عیس میں چھپے چھپے پڑے ہیں۔ مہاراجہ آپ لی بیٹی نے ہاراجن کے گلے میں ڈالا اور جسکے مقابلہ کا شور ماکج کشتہ لوں میں نہیں ہے۔ یہ سنکر راجہ کی باجیس کھجانی ہیں۔ کہتا ہے "ہم فوج جہار سے پانڈو بھی امداد کریں گے اور ان کا ٹلک دلوادینے اُسوقت درودِ پدی کی نشانی بھی اس دھوم دھام سے ہوگی کہ سب دیکھینگے!"

Checked
1987

اخلاقی لطیفے

زندگی زندہ ولی کا سے نام !

مردہ دل خاک چسپا کرتے ہیں

ایک حکیم کہتا ہے "ہنسو اور تم موٹے ہو جاؤ گے" اور حقیقت میں ہنسی خوشی زندگی کے دن گزریں تو انسان عموماً تندرست رہتا ہے۔ سارے دن میں ایک دو گھنٹے دل ٹکرا پنے عزیزوں دھچوں بھائیوں بہنوں سے سنجیدہ طرافت میں بات چیت کرنا نہایت مفید ہے۔

بروقت پیشانی پر ٹسکن ہی ڈالے رکھنا اور نوکروں درشتے داروں سے بات بات میں تلخ نہی ہوتے رہنا طبیعت کو چڑھا جڑا اور سبیل بنا دیتا ہے۔ اسلئے راج کو مستقل و مفرج بنانے کیلئے بھی یہی اخلاقی لطیفے پڑھنا سننا ایک مقوی غذا کا کام دیتے ہیں۔

طرافت کی کتاب عام دستیاب ہوتی ہیں مگر ایسی کتاب پڑھو جسکے لطیفے اخلاقی و خیالات کو سنو! دالے معنی خیز ہوں۔ جسے کچھ نہ کچھ سہجی ملے۔

ہم ادراقِ ذیل میں ایسے ہی لطیفے لکھنے کی کوشش کریں گے جو ہر ایک عیب سے پاک ہونگے اور حتی الوسع ہم یہ بھی سعی کریں گے کہ ایسے لطیفے قلمبند کریں جو بچوں اور دیویوں کے لئے کسی نہ کسی پرانے میں ضرور سبق آموز ہوں۔ اور باتیں بھی انہیں کے متعلق ہوں۔

اچھی خاموشی

ایک نوکری کی امیدوار دایہ سے ہم صاحبہ نے پوچھا کہ تمہارے بچے آقا نے تمہیں کیوں برخواست کیا۔ دایہ حضور صرف اس تصور پر کہ میں کہی کہی بچوں کو نہلا نا بھول جاتی تھی۔ یہ سنکر ہم صاحبہ کے بچے یک زبان ہو کر چلائے۔ ماں! ماں! اسکو ضرور نوکر رکھ لو۔

بلندی تو دیکھو

ایک دفتر کا لکڑ جب کبھی موقع ملتا ہمیشہ اپنے باغ کی تعریف کی از حد سنجی مارا کرتا۔ دوسرے لکڑ

اُس کی ڈینگ سننے سننے تنگ آ گئے۔ آخر ایک روز تعطیل کے دن تمام کلرک اُس کے مکان پہنچے اور اُس باغ کو دیکھنے گئے وہ اپنے باغ کے پل باندھا اُنکو اپنے مکان کے چپے ایک چھوٹے سے زمین کے ٹکڑے پر لے گیا۔ جہاں پر پانچ چھ درخت (بول سب کے) اور چند ٹکڑے لٹے ہوئے تھے اُس شاہی باغ کا رقبہ چار گز میں تھا۔ آخر ایک کلرک سے نہ رہا گیا۔ اُسے کہا میں اُسی باغ کے گھنٹوں آپ روزمرہ موچھونہرنا دیا کرتے ہیں۔ شیخی باز کلرک نے جواب دیا۔ کہ یہ کیا کہتے ہو کہ بڑا نہیں ہے۔ اس کی لٹیائی چوڑائی پر نہ جاؤ (اسان کی طرف اشارہ کر کے) ”ذرا اس کی بلندی تو دیکھو“

قدرت کی تعیل

والد (بیٹے) جو نصیحت میں تم کو کرتا ہوں تم ایک کان سے سنتے اور دوسرے سے نکال دیتے ہو۔

لڑکا۔ (بڑی سنجیدگی سے) اچھا تو اب آپہنس قدرت نے دو کان کیسے دیئے ہیں!

ناک کا کام

اُسٹا (دینگ لگائے ہوئے) اچھوٹے مخاطب ہو کر اچھا یہ تو نگو معلوم ہو چکا کہ آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں۔ لیکن تم میں سے کوئی بنا سکتا ہے کہ ناک کا کیا کام ہے! ایک چھوٹا لڑکا (جلدی سے) عینک کو ٹھونکنے لگا۔

اچھا کام بگاڑنے والے

جسٹس (چور سے) دھو چھدی کرنا کیسا بڑا ہے تم نے کئی دفعہ قیدی سزا پائی اب یہ کام کیسا خوب ہے چور دھو کر کام تو بہت اچھا تھا مگر آپ لوگوں نے اور پولیس والوں نے اس کام کا لطف بگھاڑ دیا۔

بچوں کا سادہ پن

ایک رئیس ایک روز ٹھٹھا ہوا اپنے اسطبل میں آیا وہاں اُس کے سائیں کا چھوٹا سالو کا بچہ رہا تھا اُس سے بات چیت کر کے رئیس نے دریافت کیا! لڑکے تم مجھے جانتے ہو میں کون شخص ہوں۔

لڑکے نے جواب دیا! ہاں میں ٹکڑی بیچنا ہوں تم وہی ہو جو ہر روز میرے باپ کے گھوڑے سوار ہوتے ہو۔

جاندا کی چہنستا

ڈاکٹر۔ افسوس ہے کہ تمہارے لڑکے کا ایک پاؤں بفر کاٹ ڈالے اچھا نہیں ہونے کا۔ لڑکے کی ماں۔ ہائے ہائے تو میں اُسکی ایک جوتی کیا کرونگی۔

ڈاکٹر کا سچا الہام

نانک - ڈاکر بھی نے کہا تھا کہ تم دو تین ہفتے کے اندر ہی اپنے پاؤں سے چپتے دکھائی دو گے۔
راہاں - تو کیا یہ بات غلط تھی۔

نانک - نہیں غلط کیوں تھی۔ اُن کی فیس ادا کرنے کیلئے بائیسکل چھنی پڑی۔

ایک تو آپ بھی سیکھ لو

محمد طاہر بیٹے اخبار میں پڑھا ہے کہ آلوؤں کے پکانے کے آٹھ سو طریقے ہیں
بیوی - ہاں ہاں اس میں کیا شک ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہونگے۔
محمد طاہر - پیاری اگرم ذرا سی محنت کرو تو کیا یہ ممکن نہیں کہ کم از کم ایک طریقہ تمہیں بھی آجاوے
اور ہمیں یہ روزمرہ نمیبہرشت آلودہ کھانے پڑیں۔

پڑھنے کی عینک

خریدار - (عینک فروش سے) آپ کی دوکان پر پڑھنے کی عینکیں ہیں!
دوکاندار - جی ہاں بہت۔

خریدار - دکھائیے۔

دوکاندار - نے کئی بکس عینکوں کے آگے ڈال دیے خریدار نے دوکان پر سے ایک چھپا ہوا غذا کھا کر
آگے رکھ لیا اور ایک ایک عینک پر لگا کر پڑھنے کی کوشش کی۔

خریدار - ان میں تو ایک بھی کام کی نہ تھی اور دکھائیے۔

دوکاندار (تجربے سے) ہیں آپ کو پڑھنا تو آتا ہے۔

خریدار - کیا پڑھنا آتا تو آپ کی دوکان کیوں بھانکتا۔

اگر پسند نہ ہو تو روپیہ واپس

ایک شخص نے دوکاندار سے گہری خریدی اور دوسرے روز واپس لایا کہ یہ پسند نہیں ہے

دام واپس کر دو کیونکہ تمہارا ہشتہار ہے کہ اگر پسند نہ ہو تو روپیہ واپس

دوکاندار لیکن وہ تو پسند ہیں آپ کے روپیہ بالکل خالص چاندی کے اور سرکاری ٹکسال کے تھے
اسلئے وہ پسند کئے گئے۔ واپس کرنے کی ضرورت نہیں۔

دووں طرف

کسی نے ایک طرف سے پوچھا۔ آپ کا مکان سڑک کے دائیں طرف ہے یا بائیں
وہ بولا۔ دونوں طرف۔ اُسے شجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیونکر فرمایا اس طرح کہ ادھر سے جاؤ تو دایا
طرف۔ اُدھر سے آؤ تو بائیں طرف۔

وعظ کا اثر

ناصر تم انوار کی صبح کو کتنی درت تک سوئے ہو!

جلد المسیح - یہ تو عطا کی طوالت پر منحصر ہے۔
راوی - یعنی جتنی دیر تک گرجا میں دعا ہوتا رہے آپ اونگھتے رہتے ہیں۔

نکاح آدمی

استاد - ایک نئے لڑکے سے جو مدرسہ میں داخل ہونے آیا تھا
جان - تمہارا باپ کیا کام کرتا ہے۔
جان - جناب وہ کام تو بچہ نہیں کرتا۔ پولیس میں سپاہی ہے۔

کفایت شعاری کا

اسند سرور نے اپنے والد سے کہا کہ آپ نے اس روز پر نصیحت نہیں کی تھی کہ بھوکفایت
شعاری کا ہمیشہ خیال رکھنا واجب ہے۔
والد - بیشک کفایت شعاری انسان کے واسطے بڑی اچھی شے ہے اور فضول خرچی تمام مصیبتوں
میں سے ہے۔
اسند سرور تو پھر آپ مجھے ایک گھوڑا کیوں نہیں خرید دیتے تاکہ جو تھے اسقدر جلدی نہ ٹوٹا کر۔

دیاستدار آدمی

پتہ (دلم سے) کیا کوئی شخص اور بھی از کتاب حرم میں تمہارے ساتھ تھا یا تنہا چوری کی۔
قیدی - حضور میں بالکل اکلا تھا۔ آپ جانتے ہیں آج کل زمانہ نازک سے اور اس قسم کے کارروائیوں
میں کسی پر اعتبار کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت کم آدمی دیاستدار ہوتے ہیں۔

دروغ گوراء حافظہ نیا شد

ایک جوانیدہ پیر فوت جسکے سینے پر جنگ اول افغانستان کا تمغہ لٹکتا تھا ایک ریل گاڑی پر
مسافرؤ کو جنگ کی تکلیفوں کی داستان سنا رہا تھا۔ اُس نے کہا ایک دفعہ پورے چار مہینے تک ہم نے
جاری شکل تک نہ دیکھی بلکہ بھول ہی گئے تھے کہ چار کیسی ہوئی ہے اور تمہارا کو تو ایسا نایاب تھا کہ چار
کے پتے نہا کو کی جہم میں رکھ کر پیا کرتے تھے۔
بڑھاپا اچیراں ہو جبکہ نام سننے والے اُسکے آخری فقرہ پر ہنستے ہنستے اڑ گئے اور وہ نہ
سمجھا کہ یہ کیوں ہنستے ہیں۔

ناکام مصنف

ایک مصنف سے کسی دوست نے دریافت کیا کہ آج آپ اس قدر پریشان اور متفکر کیوں ہیں!
مصنف - مجھے اپنی تازہ تصنیف میں سخت ناکامی ملی ہوئی صفت پر محنت لاکھاں گئی ایک کتاب بھی فروخت نہ ہو
دوست - آپ کی کتاب کا کیا نام ہے!
مصنف - ”دولت کمانے کا طریقہ“

تیسری فصل

ہمارا راجہ راجندر

آج دنیا میں چھوت چھات کم ہو رہی ہے۔ اس نئی روشنی میں الگ تھلک رہنا کا فورہ ہوتا جاتا ہے تمام عالم میں انگریزی تہذیب اور طرز معاشرت و فتن کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی دنیا خیال کا آدمی پرانی تصویر کا پابند ہے تو اس کی عقل کا باغض ضعیف سمجھا جاتا ہے۔ پھر بھی تمام سطح عالم میں جو قوم چھوت چھات کی زیادہ پابند ہے وہ ہندو کی قوم ہے۔ ہندو جسکو اپنے ابا و اجداد کی عزت مطلوب ہے جسکو دھرم کرم سے حقیقی پید رہے اُسکو اگر لفظ لاکھ روپیہ دینے پر تیار ہو جائے اور اُسکو کہو کہ ہاں تم ایک عیسائی کے ہاتھ کا کھانا کھا لو تو وہ ایک ایک دس لاکھ روپیہ پر بھی ہتھوکتا نہیں۔

ایک پرانے خیال کے برہمن کو کہو دیکھو کہ ہم چھتری ہیں ہم راجپوت ہیں ہماری گھر میں بڑی شہدہ ہاتھوں کی رسوائی ہی ہوتی ہے چلنے نوش جان فرما ہے تو وہ برہمن چین مجبین ہو جائے گا آپ دادا جی کو کوئی دکھنا کا لالچ دلا دیں مگر وہ بھی رسوائی نہیں کھائے گا جب تک کہ اُنکے لئے خاص کیوان نہ ملے گا۔ لیکن وہی ہمارا راجہ راجندر جی کی مورتی پر سو سو دفعہ ایکٹ نہیں سو سو دفعہ پر نام کرتا ہے جب کھانا تیار کرتا ہے چلے راجندر جی کی پرما تا کو بھوک لگتا ہے۔ بعد ازاں اُنکا چوٹھا کھانا ہے۔ آج تک ہزاروں وید پاشی برہمن ہوئے مگر کسی نے ہمارا راجہ راجندر جی کو ایشور سے کم درجہ ہی مانا ہے۔

ہمارا راجہ راجندر جی کی انہی فضیلت اتنا ادب اور اتنا ادب

صرف اُنکے نیک اعمال (شہدہ کرموں) کے طفیل ہے۔ انہوں بادشاہی کو ترک کیا گھوسے جڑا پایا۔ جنگلوں کے رنج و الم حد ہا مصائب خوشی سے قبول کئے مگر آپ نے بابا آپ کے حکم سے غدر نہ کیا یہی وجہ ہے جسکے سبب ہمارا راجہ راجندر جی باوجودیکہ چھتری خاندان میں پیدا ہوئے مگر برہمنوں سے بڑا کڑا اور غصہ ی برہمن بھی اُنکو خاص پرانا کا اوتار مانتا ہے۔

سر راجندر راجو حیدر دادوہ) کے ہمارا راجہ جس وقت کے بیٹے تھے۔ ہمارا راج کی تہی رانیاں تھیں کوٹلیا۔ ٹیکٹی۔ سو مٹرا۔ کوٹلیا سے راجندر پیدا ہوئے۔ ٹیکٹی سے بھرت اور سو مٹرا۔ کے پلہن پر شترگن دو بیٹے ہوئے۔ رام سب سے بڑے تھے پہلے بھرت جی اور پلہن و شترگن سب سے چھوٹے تھے۔ لیکن ہر چار میں رام اور پلہن کی محبت آپس میں بہت زیادہ تھی۔

ہمارا راج کہ جب بہت عرصہ راج کر سنے گذرا۔ ایک دن ایوان میں آئندہ دیکھ رہے تھے کہ اتفاقاً ریش دواڑھی اسے وہ تین بال سفید نظر آئے۔ اُسی وقت خیال آیا کہ اب پیغام اجل قریب ہے اب دنیا سے جلدی چلنا ہوگا۔ اسلئے بہت سے کہ راجی کو راج گدی سوپ دیا جائے۔

لہ برہمن کو دادا جی کہتے ہیں۔

یہی عہد کے دربار میں آئے اور آتے ہی وزیروں امیروں سے راج چندر جی کے راج تلک کے بارے میں صلاح مشورت کی۔ تمام وزیر اور شہر کے لوگ رام کے حسن اخلاق اور نواز شوہنے گردیدہ ہو چکے تھے سب نے اس کار کے فی الفور سدا انجام کر دینے کی رائے دی۔ چنانچہ اسی وقت راجہ نے راج چندر جی کا گدی نشین کرنے کا اعلان کر دیا۔

ہر چار طرف شادیاں ہونے لگیں۔ رعیت خوش اور ملازمان راحت اور چین منانے لگے۔ سیتا کو شکیلا اور بھمن سب سے زیادہ خوش تھے۔

راج تلک سے ایک دن پہلے کیکنی کی ایک ٹھاوسہ (باندی) منترانے رانی کیکنی سے کہا کہ تم سے بھی ساڈہ لہجہ دوسرا کوئی انسان نہ ہوگا۔ رام چندر تھاری سوت کا بیٹا راجہ نیشا ہے اب تمہارا بیٹا اور تم اس کے غلام اور رعیت کی طرح کے بچاؤ گئے مگر تم کو سب بات کی سمجھ ہی نہیں ہے کیکنی کی کہا کہ یہ نہ ہوگا راج چندر ایسا سلوک کہی نہ کرے گا۔ تنہا بولی تم محض نادان پورا راج دیا و شاہی ایسی تھے ہے انسان اپنے سگے بھائی کو قتل کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ بھلا یہی ممکن ہے تمہاری سوت کا بیٹا راج گدی کا وارث بن جائے اور تمہاری اور تمہارے بیٹے کی شان ویسی بنی رہے آج راجہ پھر مران ہے اگر تم میری رائے پر چلو تو تمہارا بیٹا بھرت تخت و تاج کا مالک بچاؤ گے اور رام کو چودہ سال کے لیے بن باس ہو جائے۔ اتنے لیے عرصہ میں تمام لوگ بھرت کے صدق دل سے خادم بن جائیں گے اور پھر کسی صورت سے راج چندر کو سلطنت نہیں مل سکیگی۔ الغرض کیکنی کا دل بھی رام کی طرف سے بدظن ہو گیا۔ اور آتے خادموں کے کہنے پر جب کہ رات کو ماہراجہ جسٹھ کے آگے کا وقت تھا تمام زیور لباس اتار پھینکا اور رونی و پریشان صورت بنائی۔ راجہ نے ایسی بری حالت کا سبب پوچھا تو اسے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ میرے دو سوال پوری کر دے۔ راجہ نے عہد و پیمان کیا رانی بولی رام کو چودہ سال کے لیے محروم کر دی (بن باس) کا حکم ہو جائے اور میرے بیٹے بھرت کو راج تلک سونپا جائے۔ یہ الفاظ سنتے ہی ہمارا راج کے دلیر سخت چوٹ لگی رام سے بڑا حکمران کو تمام دنیا میں کسی شے کی محبت نہ تھی بارہا کیکنی سے التجا کی کہ رام کو بادشاہی کی ہوس نہیں ہے مگر اسکو بن باس دینا سدا سدا ظلم ہے۔ بھرت کو راج گدی دیدیتا ہوں مگر تم راج چندر کو محروم کر دی کا حکم واپس لے لو۔ مگر کیکنی اپنی ہٹ پر قائم رہی۔

تمام رات روناس میں کرام چار باجھ کو بجائے راج تلک کے رام کو بن باس بلا۔ رام چندر جی کی بیشمار رنجی اور سرداچی دیکھنے کے آنکھوں سے چہرہ دینا ہی خوش اور بھمانش رکھا اور وہ نہایت خوشی سے اپنا تمام شاہی لباس اتار کر سیتا سیتو کی پوشاک پہن کر منجھل کو تیار رہ گئے۔ انہوں نے کہا اسی آدمی کی زندگی مبارک ہے جو ماں باپ کا حکم سدا سمجھتا ہے منظور کرتا ہے۔ رام نے کہا اگر راجہ نہ بھی حکمران نہ کرنا کیکنی کا حکم ہے اور اسکو بھی جھکو منکر ناویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ اپنے بچے اور حقیقی والدہ کا۔ چنانچہ رام کے ساتھ ان کی پیاری سیتا اور بھمن بھی بن باس کو چلے گئے۔ اس کے کسی وقت ہمارا جہر نہ دے دو باتیں منظور کرنے کیکنی سے ہٹ مار کیا ہوا تھا۔ اسے کہا آج وہی دو سوال پورے کرو۔

بھرت اُن دنوں میں گنیمت اپنے نانائے ہاں گئے ہوئے تھے رام دلچسپ دسپنا کے چلے جانے پر راجہ جہر تھنے نہایت ریخ والہ کا صدمہ اٹھایا اور اُسی قلق سے متھوڑے دنوں کے بعد ہی سرگباں ہو گئے بھرت کو بلایا گیا وہ اُسے ہی سخت پریشان ہوا کیکنی نے سجا تھا کہ بھرت بڑا خوش ہو گا کہ گئے گدی ل گئی مگر بھرت جی کو اتنا افسوس و حسرت پہنچا کہ راجہ جہر اور اُس کے کسی عزیز کو اساریج نہوا ہو گا بھرت نے راجہ کی کرپا کر کے بعد تمام وزیروں سے صلاح کر کے جنگل کی راہ لی اور رام کو منگے لئے جا مارا راجہ راجی سے باپ کا اقرار دیا کہ نافرمانی میں نہایت ضروری سمجھ کر ۱۲- برس سے پہلے اور وہیں اُسے سے صاف اٹھا کر دیا۔ الغرض بھرت نہایت افسوس زدہ ہو کر راجہ کی نصیحتیں چلی تخت پر رکھ کر نوکر وئی طرح سلطنت کا کام کاج کرنے لگا۔ جنگل میں راجہ جہر اور دلچسپ کی عدم موجودگی میں رادوں لشکارہ جہر میت کو اٹھا کر لے گیا جس کا قصہ تمام قوم میں رد اور بچے جانتے ہیں۔ دوسرہ کا دلی ہر فرزند کو یاد ہے۔ اسلئے ہم اُسکا تذکرہ بے سود سمجھتے ہیں۔ رادوں

رادوں نے اپنے برے کم کی سزا موت پائی اور راجہ جہر جی نے چودہ سال کے بعد آکر اجداد صبا کے تخت کو زریب و زینت دی۔

حضرت محمد صاحب ثانی اسلام

۱۲- بیچ الاولیٰ مطابق ۲۵- اگست ۱۸۵۷ء کو حضرت محمد صاحب عرب کے ایک مشہور و معروف قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں پیدا ہوئے اہل اسلام کی بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اُنکی والدہ سے پہلے بچہ کا نام احمد رکھا تھا کیونکہ فرشتے نے اُسکو خواب میں یہ کہا تھا کہ تمہارے بطن سے بچہ پیدا ہو گا اور خدا فرماتا ہے ابو اُسکا نام احمد رکھو۔ چنانچہ ان دونوں ناموں سے وہ بچا کر جاتے تھے اُن دنوں دستور تھا کہ اہل ثروت اپنے بچوں کو دودھ پلانے کیلئے اناؤں کے سپرد کر دیا کرتے تھے اسلئے حضرت کو حلیمہ کے سپرد کیا گیا جب محمد صاحب کی عمر چھ برس کی ہوئی تو والدش قضا کر گئیں اس بیکسی کی حالت میں عبد المطلب نے یتیم ہونے کی پرورش اپنے شہر لی لیکن ابھی دو سال ہی اور بیتے ہوئے کہ دادا صاحب کو بھی پیغام اجل پہنچا اسوقت ابوطالب جو حضرت کے حقیقی چچا تھے اُنہوں نے اُن کو دایمان آغوش میں لیا۔

حضرت محمد صاحب آٹھ ہی نو برس کی عمر میں پہاڑوں اور بیابانوں میں اکیلے پھرا کرتے اور قدرت کے مناظر سے سبق حاصل کیا کرتے تھے۔ اپنے وقت کا بہت سا حصہ ایک غار میں کاٹتے تھے الا نکو ابوطالب سے بہت محبت ہو گئی تھی ایک دفعہ ابوطالب کو سفر درپیش آیا اور وہ رنجیدہ ہو گئے ناچار چچا کو انہیں ساتھ لے جانا پڑا۔ اور محمد صاحب اُنکے قافلے کے ساتھ بصرہ میں پہنچے وہاں ایک راہب سے عیرو سے اُن کی گفتگو ہوئی وہ بولی اُنکی اس کم سنی میں ایسی خبریں اور فصیح گفتگو سن کر شہر ہلکا اور اُسے ابوطالب سے کہا کہ یہ لڑکا آفتاب عرب ہو گا اور تمام لکے بت پرستی کا نام و نشان مٹاے گا ایسا نہ ہو کہ کہیں یہودیوں نے پھنسی میں پھانسی

اور وہ اُس کو مار ڈالیں۔

کچھ عرصہ بعد قبیلہ قریش اور بنی ہوازن میں لڑائی شروع ہوئی۔ یہ وہ لڑائی ہے جو عرب کی تاریخ میں حرب الجواز کے نام سے مشہور ہے اُس وقت حضرت کی عمر پندرہ سال کی تھی وہ ابو طالب کے ساتھ دو لڑائیوں میں سبک ہوئے اور اچھی واد شجاعت دی بعد ازاں وہ یمن عراق وغیرہ کی طرف سوداگری کیلئے جانے لگے اور ہر جگہ اُن کی دیانتداری سچائی۔ ایمانداری اور خوش معاملگی کی دھوم مچ گئی اور لوگوں نے اُنکو صادق اور امین کا خطاب دیا۔ اُن دنوں میں مکہ معظمہ میں ایک یونانی شخصہ نام رہتی تھی۔ اُس نے دو نکاح کئے تھے اسکا پچھلا خاوند بہت مالدار شخص تھا جب وہ مر گیا تو اُسے ایک کارندہ کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ اُسے حضرت محمد صاحب کو اپنا کارندہ بنایا اور اچھی تنخواہ پر رکھا حضرت نے اُس کی ملازمت منظور کر لی اور اُس کا تجارتی مال یمن کی طرف لے گئے اور بہت منافع کمایا بعد ازاں اور بھی اُنہوں نے اسکے کئی ایک بیوپار کئے جس سے اُسکو کثیر فیض پہنچا اور وہ اعلیٰ دیانتداری سے گرویدہ ہو گئی اُس نے اُن کو شادی ہر کے لیے پیغام بھیجا الغرض خوشی سے ہر دو کا نکاح ہو گیا۔ اُن دنوں حضرت کی عمر پچیس سال کے قریب تھی پندرہ برس بیاہی بی بی نے خوب آرام سے بسر کئے۔

اسی اثنا میں محمد صاحب نے اپنے ملک کی تاریک حالت کا معائنہ کیا اور حقے الوسع ہر قسم کا جور و ظلم کو ملک سے نکالنے کے لیے کوشاں ہوئے۔ آپ نے عرب کے چار اور احباب کو اپنے ساتھ ملا دیا وہ اپنے قوم اور ملک کے رومی خیالات دیکھ کر نہایت متاسف ہوئے لوگوں کو جہالت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر اُن کا دل بے انتہا کر دھتا تھا وہ بت پرستی کا دور دورہ دیکھ کر بہت گہرا رنے تھے۔ عورتوں کے حال زار اور مصیبت لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے دیکھ کر اُنکا دل و دھڑکنا دیکھ کر اُن کے دماغ میں سوچنے و بہنے تھے۔ آخر کار انعام الہی کا چشمہ اُن کے دل میں پھوٹا اُن کا دل اس درجہ پہنچا ہوا تھا کہ خدا کی مرضی معلوم کر سکتے تھے۔ اُن کو یقین ہو گیا کہ خدا نے مجھ کو اپنے ملک سے جہالت و اصرار پرستی کو دور کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

وہ اکثر طبی آوازیں سننا کرتے اور خواب و بیداری میں طرح طرح کے مشاہدات دیکھا کرتے وہ جو خواب دیکھتے ہمیشہ سچا نکلتا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے اُن کو خواب میں کہا کہ پڑھ حضرت نے جواب دیا کہ مجھ کو پڑھنا نہیں آتا تب وہ فرشتہ کہ پڑھ اپنے پروردگار کے نام نے زبان ہے پڑھ اُس خداوند کرم کے نام سے جو بہت کرم کر دیا ہے مجھے مجھے ہوئے خون سے انسان جیسی برکت مخلوق پیدا کی ہے جسے قلم کے ذریعہ علم سکھایا آدمی کو وہ حالات بتائے جو وہ نہیں جانتا تھا۔ حضرت محمد صاحب نے یہ تمام باتیں خدائی سے ظاہر کیں۔ خدیجہ نے کہا کہ بیشک تو حقیقی پیغمبر ہے اور میں تجھ پر ایمان لاتی ہوں۔ چنانچہ اُسے اُسی دن بت پرستی ترک دی اُس کے بعد خدیجہ کا چچا زاد بھائی سے ورقہ بن نوفل ایمان لایا۔ بعد ازاں زید نے اسلام قبول کیا اور پھر ابو بکر صدیق ایمان لائے۔ اسی طرح سو برس کی عمر تک حضرت محمد چپکے چپکے لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتے رہے اور دین حق کی دعوت دیتے رہے۔ جب عوام کو اُن کی تعلیم کا حاصل معلوم

ہوا تو بہت خلقت اُسے حسد کرنے لگی۔ ایک دفعہ بیت پرستوں نے اُن کو تنہا پا کر پکڑ لیا اور گلیے میں ٹپکا ڈال کر مروڑنا شروع کیا قریب تھا اُنکی روح نفسِ عنصری سے پرواز کرتی کہ اتفاق سے ابو بکر صدیق آنکھیں اُپر اُنہوں نے بڑی مشکل سے اُنکو چھوڑ دیا۔ لیکن ابو بکر صدیق کو بہت مار پیٹ کی۔ غرض کہ اُن دونوں میں اُن پر بہت بہت ظلم اور بُرے سلوک ہوا کرتے تھے لوگ اُن کے رفیقوں کو پکڑ کر بھٹک میں لے جاتے اور نئے جسم وھوپ کی پٹی ریت پر لٹا دیتے اور اُنکی چھاتی پر پتھر کی سلیں رکھتے ایسی دردناک حالت دیکھ کر حضرت نے دوستوں کو ابی سینا میں جا رہنے کی صلاح دی اس پر بہت لوگوں نے ترک وطن خستہ یار کیا جب قریش کو یہ خبر ملی تو اُنہوں نے وہاں تک اُنکا تعاقب کیا اور بنی شامہ بنی سہیل کے سلطان کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ یہ ہمارے بھائے ہوئے غلام ہیں شاہ نے اُن جلا وطنوں کو اپنے روپر و طلب کیا اور اُن کے دستوں کا بیان سنا یا اس وقت جعفر نسر ابو طالب آگے بڑھا اُسے باؤشاہ سے کہا کہ اے باؤشاہ ہمارا یہ حال تھا کہ ہم جاتے اور گراہی کے گڑھے میں پڑے تھے ہمیں کوئی انسانیت کی خوبی نہ تھی ہم بڑے کمزور تھے اور مروا رکھا کرتے تھے گندمی اور خش بایں بکھنے تھے خداوند تعالیٰ نے ہمارا یہی بہتری کیلئے حضرت محمد صاحب کو رسول روانہ کیا ہے اُنکی تعلیم ہے کہ صرف ایک خدا پاک پر ایمان لاؤ۔ عورت ذات کی عزت کرو۔ جھوٹ اور مکاری کو چھوڑو۔ صفت کا مال نہ کھاؤ۔ خدا کی عبادت کرو۔ بیت پرستی سے شرم اٹھاؤ۔ اور راہِ خدا میں غریبوں کی مدد کیا کرو جعفر نے اسے سوز دل سے یہ تقریر کی کہ باؤشاہ پر اس تعلیم کا بہت ہی اثر ہوا اور اُسے رسولِ خدا کی اور تعلیم سے کئی آرزوی۔ جعفر نے اُن سے اُن شریف کی چند آیات پڑھ کر سنا لیں۔ انرض اس باؤشاہ کو اس دین سے کمال دلچسپی پیدا ہو گئی اور وہ حضرت محمد صاحب کے پیغمبر ہونے کا صدقِ دل سے قائل ہوا۔ اس نتیجہ سے اُن کو ایک نئی کامیابی حاصل ہوئی یعنی محمد صاحب پر اُنکے چچا حمزہ اور مکہ کے ایک مشہور و صاحبِ راسخ شخص جن کا نام عمر تھا اسلام کی تلقین پر ایمان لائے۔ ان دو معزز شخصوں کے ایمان لانے سے مسلمانوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور یہ خبر دور دراز تک پھیل گئی۔ لیکن افسوس کہ جعفر خوشی سلام کی ترقی سے اُسے اپنے والوں کو ہوتی اس سے زیادہ ہسبات کا قلق بھی ہوا کہ حضرت سر پرست چچا اور اُنکی عمرزاری بیوی نے اُنسی سال عالم بقا کی راہ لی۔ یہ دونوں موتیں محمد صاحب کیلئے صدمہ عظیم تھیں۔

اب کے بھراہن قریش نے اُنکو ہر طرف سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ وہ طاقت میں آگے مگر وہاں کے لوگوں نے اُنکو بیٹھنے تنگ کی اجازت نہ دی۔ وہ مکہ کی طرف عازم ہوئے۔ لیکن مکہ والوں نے بھی شہر میں ہی ٹھہرنے دیا۔ اس وقت ابو بکر صدیق اور اُنکے خویش واقارب حضرت کے مددگار ہوئے اور اُنکو باحفاظت شہر میں لے گئے اور طرح اُنکی دلجوئی و خاطر مدارات کی۔ کچھ دنوں میں ابو بکر نے اپنی بیٹی عائشہ صدیقہ سے نکاح کرنے پر حضرت کو راضی کر لیا۔ محمد صاحب کی پہلی بیوی کو چار لڑکیاں پیدا ہوئیں انھیں جنکے نام۔ رقیہ۔ زینب۔ فاطمہ۔ اور ام کلثوم ہیں۔

اُنہیں پیام میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو سلامی تاریخ میں بہت شہرت رکھتا ہے یعنی ایک روز جب آپ تاجروں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے تو اُن میں بڑے دو ائمہ چھ آدمی مدینہ سے رہنے والے تھے وہ حضرت پر صدقِ دل سے ایمان لائے اور مدینہ میں پہنچ کر اُنہوں نے بڑی

سنگری سے یہ افواہ پھیلانی کہ مکہ شریف میں ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے اور وہ نہایت پاک اور نبی تعلیم
 دیتا ہے۔ چنانچہ اُن کے خبر کر نیسے اور بہت سے لوگ مکہ میں آئے اور حضرت کا وعظ سنا اور دین میں
 پیرایا بل لائے۔ انہوں نے حضرت کی تلقین پر مع عیال و اطفال کے چلتے کا صدق دل سے اقرار
 کیا۔ دوسرے سال حضرت بذات خاص مدینہ گئے اور سب سے پہلے پہنچے ہی ایک مسجد بنایا
 ارادہ کیا اس مقدس کام کے لیے اُنہوں نے وہ زمین ہند کی جہانپور کا اونٹ مدینہ میں داخل
 ہوتے ہی بیٹھا تھا یہ زمین دو تہیم لڑا کوئی تھی لوگوں نے فوراً چندہ جمع کر کے ان تہیم لڑا کو گنوجیت ادا
 کر دی اور وہاں پر جھٹ پٹ عبادت گاہ بنائی گئی۔ اور وہ اُس جگہ پر طرح امن سے اپنا وعظ کرنے
 لگے جب ہر طرف سے خاطر مطمئن ہوئی تو اپنے اپنا کتبہ بھی اُسی جگہ منگالیا۔ کچھ دنوں میں اپنی بیٹی
 فاطمہ کی شادی علیؑ سے کر دی۔ اور حضرت نے اپنی بیٹی کو مندرجہ ذیل حمزہ دیا۔ دو پیراں ایک
 چلتی۔ ایک ٹوٹا اور دو گھڑے مٹی کے ایک نیچے بچھائے کا کپڑا۔ وہ خود ہی نہایت سادہ لباس اور
 خوراک میں گذران کیا کرتے تھے۔ چنانچہ عائشہ صدیقہؓ کی زبانی ہے کہ ہم گھر روٹھے ایام میں پورا ایک ہینہ
 دی کھاتے تھے اور چھوٹے میں آگ تک نہ جلیا یا کرتے کیسی کبھی صرف اونٹنی کا دودھ پی کر کم پوری
 ہوتی تھی۔

ماہِ رجب ۱۰؎ ہجری مطابق نومبر ۶۲۳ء حضرت کو مدینہ میں پیغام ملا کہ مکہ میں تجویز میں ہوتی ہیں۔
 کہ مسلمانانِ مدینہ کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اور حضرت ایک عظیم الشان مدینہ پر چڑھا لی گئی
 ہے یہ خبر سننے ہی تمام اہل اسلام مسلمانانِ مدینہ پریشان و حواس باختر ہو گئے مگر حضرت نے سیکو
 خداوندِ کرم کی رضی پر صابر رہنے کی ہدایت کی اور سب کو اپنے زور بازوؤں سے دشمن کے ساتھ
 مقابلہ کرنے کو تیار کیا۔ غرض کہ ہر دو طرف لڑائی کی تیاریاں شروع ہوئیں آخر لڑائی چھڑ گئی اور
 بہت سے قریشی مارے گئے۔ حضرت کو فتح نصیب ہوئی۔

پھر ایک اور لڑائی ہوئی جس میں حضرت کے چچا حمزہ مارے گئے اور دشمنوں کو فتح ہوئی مگر پھر حضرت
 محمدؐ صاحبِ کاقبال یا ور ہو گیا۔

اسکے دو سال بعد یہودیوں نے جنگ ہوا اور دونوں طرف سے صدمہ اُڑی قتل ہوئے آخر
 یہودیوں نے بناوٹی طور سے صلح کر لی مگر درپردہ مسلمانوں کی تباہی کے ورہے ہوئے۔ انہوں نے
 حضرت محمدؐ صاحبِ کومعہ اہلِ یکر صدیق۔ عمر و حضرت علیؑ کی دعوت کا پیغام بھیجا۔ اور اُن معدودے
 چند آدمیوں کو دہوکہ سے اپنے گھروں لے گئے۔ اور ایک دیوار کی آڑ میں فرس بچھوایا حضرت کو اُن کی
 شہادت کا راز معلوم ہو گیا اور فوراً وہاں سے چلے دیے اور کچھ مدت تک خفیہ جنگ کی تیاری کرتے
 رہے اور ایسے موقع پر یہودیوں پر جا کر گرے اُنکا سخت بُرا حال کیا۔ بعد اس واقعہ کے کئی دفعہ
 اُنکے اکثر کفار نے جنگ و جدل ہوئی۔ مگر وہ بد ان کی جمعیت بڑھتی گئی اور اُنکی امت ایسی
 نیک خصال اور فرمانبردار علی اور اُنکی تعلیم کا ایسا اثر پڑنے لگا کہ ایک دفعہ جو کوئی اُن کے پیرو
 نفع سنا جان و مال و ایمان سے غلام بن جاتا۔

سینے آخری ہم جیسے حضرت صاحبِ کیشمیک ہونا پڑا تب تک کی ہم تھی یہ شہر عرب کی حد
 تھا اُن دنوں تمام عرب میں ایک عالمگیر فطرت ہوا تھا اُس حالت میں آپ کے ہمراہ تین ہزار کے

قریب اہل سلمان جان دینے پر تیار ہوئے عروا کی اس استعداد کو دیکھ کر اہل روماریوں کو
 نے بورش کا خیال قطعی چھوڑ دیا اور کرام اسلام خیر و عافیت سے واپس آیا۔ حضرت کا یہ خاص عمل
 تھا کہ اول خود کسی مذہب سے چھڑ چھاڑ کا برتاؤ نہ کرتے تھے لیکن جب اور لوگوں سے کسی بات میں
 اٹھ کھڑی ہوتی۔ تو فوراً اُنکے مقابلے میں تیاریاں کرانے لگتے اور جب تک کہ میدان کارزار میں
 جانا ہوتا تھا تمام طرف سے یہی کوشش فرمایا کرتے کہ آپس میں صلح ہو جائے اور خلق خدا
 میں کٹھن مرنے سے بچ جائے۔ چنانچہ اُنکی زندگی کے بیسیوں کارنامے اس بات کا بالیقین
 ثبوت ہیں کہ آپ نے ہر ایک شورش کو مٹانے میں بہت بڑا مدد چڑھ کر حصہ لیا ہے جب تمام
 اطراف سے دشمن رعب جلالت سے دب گئے تو آپ نے اپنے دوست حضرت ابابکر رضی اللہ
 کو ہزاروں اہل حجاج کے ساتھ حج کی رسم ادا کرنے کو مکہ شریف روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ
 بعد اوائے رسوم یہ اعلان کر دیا جائے کہ اگلے سال سے مکہ معظمہ خاص خدا پرستوں کا گھر
 قرار پائے گا اور کسی بت پرست کو وہاں پہنچنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس اعلان کا یہ اثر پڑا
 کہ اُس سال کے ختم ہونے پہلے ہی پہلے سارے عرب دین محمدی کا پیروں گیا اور سب بڑیاں اُس
 ملک سے یکتا دور ہو گئیں۔ جب تمام عربیں دین اسلام کا ڈنک بچ چکا تو حضرت نے دلیں سوچا
 اور دوستوں سے کہہ دیا کہ جس مطلب کے لیے خداوند کرم نے مجھے پیدا کیا تھا وہ اب مکمل انجام
 پا چکا ہے اب یقین ہے کہ میری موت کے دن قریب ہیں۔ اسوقت آپ نے مدینہ شریف سے
 مکہ میں جا کر ایک الوداعی جمع کر لیا اعلان دیا۔ اُنکے ارشاد کے ساتھ دُور دراز کے تمام علاقے
 حجاز سے جو قریب درجوں سلمان آئے۔ انحضرت کے ساتھ آپ مکہ معظمہ میں تشریف
 لائے اور خانہ کعبہ میں جا کر حج کی طواف ادا کی خلق کو عطا حسنہ سے شکر و شکر کیا آپ نے فرمایا
 کہ دُنیا کے اندر سوائے قادر مطلق اُس بے نیاز اور پاکذات کے اور کوئی شے قابل پرستش اور
 سجدہ کے نہیں ہے بت پرستی سخت گناہ کا فعل ہے یعنی اگر انسان اپنے ہی ہاتھ سے بت بنا کر سکو
 معبود بنائے تو گناہ ہے۔ تمام انسانوں کو لازم ہے کہ اُس مالک حقیقی کی بندگی کریں۔ اور نفسانی
 جذبات کے غلام ہو کر تیرہ فعلیوں کے مرتکب نہ ہوں۔ تمام انسان آپس میں برادرانہ و برادرانہ
 برتاؤ کریں۔ چوری، قتل، شہاب حزاری سے قطعی پرہیز کریں۔ عرض تمام اہل اسلام کو باہم چمک
 رہنے اور خدا کے احکام کی پیروی کرنے کی تعلیمات دیکر مدینہ شریف واپس ہوئے۔

اُن دنوں حضرت کی عمر ۶۳ برس کی ہوئی تھی بڑھاپے کمزوری و کثرت محنت کے سبب
 آپ کی صحت میں فرق آگیا تھا آخر بخار کا عارضہ لاحق ہوا مگر وہ ایسے مستقل مزاج تھے کہ کسی سخت
 عذاب میں بھی پانچوں وقت کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتے اور خود امام بننے لگتے۔ دن بھر جوش
 ضعیف و ناتوان ہوتا گیا۔ ایک دن زیادہ کمزوری کی حالت میں بعد اوائے نماز تمام لوگوں سے
 مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب میری زندگی کا جنت نام قریب ہے اگر مجھ سے کسی شخص کو ایذا پہنچی ہو
 ہو تو میں اسوقت معافی کے لیے عرض کرتا ہوں اگر کسی نے مجھ سے قرض لینا ہو تو وہ ابھی سے
 جمع میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے تین درم لیے ہیں چنانچہ اُسکو اسی وقت ادا کئے گئے
 بعد ازاں حاضرین کو بہت بہت نصیحتیں کیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لیگے

اور وہاں سے پھر خود باہر تشریف نہ لائے بیماری دن بدن زور پکڑتی گئی۔ آخر کار بارہ ۱۲۔ ربیع الاول مطابق ۵۔ جون ۱۹۳۷ء بروز دوشنبہ دوپہر کو خدا کا نام لیتے ہوئے عالم فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔

حضرت عیسیٰ مسیح کا حال

پیدائش حضرت عیسیٰ مسیح جبکا اصل نام یسوع رکھا گیا تھا۔ ملک فلسطین کے شہر بیت ظلم میں پیدا ہوئے تھے۔
اس زمانہ میں ملک فلسطین کا بادشاہ ہیرودیس نامی تھا جو کہ روم کے بادشاہ قیصر آگسٹس کا خراج گزار اور ماتحت تھا روم کی سلطنت اُن ایام میں ششہ ہفت اقلیم کسلانی تھی جسکے قبضہ اقتدار میں بہت سے ملک واقع تھے۔

انہیں دونوں قیصر آگسٹس ششہ روم نے ایک فرمان جاری کیا کہ کل ملک محروسہ کی مردم شماری کی جاوے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں ملک فلسطین بھی شامل تھا جب وہاں اس حکم کا اعلان کیا گیا تو ایک عام ہل چل چمکتی اور لوگ ادھر ادھر آنے جانے میں مصروف ہو گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنا نام اُسی جگہ جاکر لکھواتے تھے جو انکے باپ دادا کا مسکن تھا۔ مسیح کا باپ یوسف معہ اپنی بیوی مریم کے ناصرت نامی ایک شہر میں بودو باش رکھتا تھا حالانکہ اُسکا اصل مسکن بیت ظلم تھا جو یہودیوں کا مشہور اور پیدائشی مرکز کھلاتا تھا۔ اسیوجسکہ یوسف بھی ناصرت سے معہ اپنی بیوی مریم کے بیت ظلم کو روانہ ہوا۔
بیت ظلم میں پہنچے پر اُسے دیکھا کہ تمام سڑکے مسافر و سائے کچھ بھری پڑی ہے اور کسی جگہ تن رکھنے کو جگہ باقی نہیں ہے اس وجہ سے بے چاری نے مجبور ہو کر اصل وطن میں جہاں گھوڑے اور چرند و خشک اقامت اختیار کی۔ اسی رات کو اصل وطن مذکور میں مریم کے بطن سے حضرت عیسیٰ تولد ہوئے۔ اسوقت نہ تو مریم کے پاس کوئی دایمی عورت موجود تھی جو اُسکی خدمت کرتی اور کوئی ایسی جگہ جہاں وہ اپنے نوزائیدہ بچہ کو آرام رکھ سکتی۔ اسوا سطرے بچاری نے بچہ کو کپڑے میں لپیٹ کر چوبی میں رکھ دیا اور خود اُسکی خبرداری اور حفاظت میں تمام رات بے چینی سے کام لے دی صبح ہوئے پر حسب معمول لوگ اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور کسی کو معلوم ہی نہ ہوا کہ رات کو سڑکے میں ایک ایسا بے نظیر واقعہ گزرا ہے جس سے تمام دنیا مذہبی اور روحانی حلقوں میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہو جاوے گا۔

لیکن اُس کے بعد ایک ایسا عجیب واقعہ ہوا جس نے ہیرودیس بادشاہ فلسطین کو اُسکی طرف متوجہ کر دیا اور وہ یہ تھا کہ اُس زمانہ میں مجوسی لوگ جو مشرق کے رہنے والے اور علم نجوم اور جہت میں بے مثل ہستاد تھے انہوں نے آسمان پر ایک ستارہ دیکھ کر یہ حساب لگایا کہ مغرب میں کوئی عظیم الشان آدمی جنم لے گا وہ دنیا پر نواز ہوا ہے چنانچہ وہ اُسی ستارے کی رہبری پر ملک فلسطین میں آئے اور حسب معمول اولی دار السلطنت میں جا کر عام طور پر

دریافت کیا کہ یہودیوں کا نیا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے اس خبر کو سنکر ہیرودیس بادشاہ کو سخت تر دواور فکر پیدا ہوا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شاید اس کا عظیم الشان دشمن پیدا ہو گیا ہے جو اس کی تخت سلطنت سے محروم کر دے گا۔ چنانچہ یہ خیال باندھ کر اسے اپنے فرضی خوف کو چھپا کر کہہ دیا جو اس ملک میں علم النہی کے عالم تھے بلکہ دریافت کیا کہ شیخ جس کی پیدائش کی پیشینگویاں ہو چکی ہیں کہاں پیدا ہوگا انہوں نے اپنے مقدس کتاب کی رو سے بتلایا کہ وہ بیت لحم کے مقام پر عالم وجود میں آوے گا پس جو سی لوگ تو بیت لحم کو روانہ ہوئے لیکن ہیرودیس نے ان کو تا کید اکید کیا کہ جب وہ شیخ کی زیارت کر کے واپس آویں تو اس کو ضرور پتہ نشان بتلائے جائیں تاکہ وہ بھی شیخ کو دیکھ سکے مگر اس میں اس کی نیت یہ تھی کہ اس طرح پتہ لگا کر وہ انہو اسے بادشاہ کو قتل کر دے جس سے اس کی سلطنت خطر سے محفوظ رہ سکے۔ جو سیوں نے اس کے سامنے اس امر کا وعدہ کر لیا الا اپنے خیال میں اس کی اصل غرض معلوم کر کے (باید قول عیسائی حضرت خداوند کی وحی سے مستنبط ہو کر) وہ بعد زیارت حضرت مسیح کے دوسرے رہستہ اپنے ملک کو واپس چلے گئے آخر ہیرودیس نے کچھ عرصہ انتظار کر کے مایوسی کی حالت میں یہ حکم صادر کیا کہ جب قدرے سال دو سال کی عمر میں ہیں وہ سب قتل کر دیئے جائیں لیکن اس حکم کی خبر سنکر بیت آدمی اپنے بچوں کو لیکر دوسرے ملکوں کو چلے گئے جن میں یوسف بھی شامل تھا جو حضرت مسیح کو خفیہ طور پر ملک مصر کو لے گیا۔ اور جب تک کہ اسے ہیرودیس کے مرجانے کی خبر نہ سن لی اپنے ملک کو واپس نہ ہوا۔ اور جب وہ ظالم بادشاہ ملک عدم کو چلا گیا تو وہ بھی اپنے بال محمد سمیت اپنے وطن کو واپس چلا آیا اور ناصرت میں آکر اپنا قدیمی پیشہ نجاری شروع کر دیا۔

بچپن اور جوانی

مصر سے یوسف کے واپس آنے اور حضرت مسیح کے پبلک کام یعنی مادی حق شروع کرنا درمیانی زمانہ بالکل خاموشی سے گذرا اور انیسویں ہے کہ اس درمیانی زمانہ کی نسبت کوئی روایت کسی انجیل یا دوسری تاریخی وغیرہ میں موجود نہیں ہے البتہ حضرت کی تیس سال کی عمر تک پہنچنے میں ایک دو دفعہ کا تھوڑا سا حال جبکہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بارہ سال کی عمر میں یروشلم میں ایسے بیت المقدس ہی کہتے ہیں اور سلمان اور عیسائی دونوں قومیں اس کی عزت کرتی ہیں لگیا تھا انجیل میں مرقوم ہے جب کہ ہر سال وہاں یہودی دستہ رونگے مطالعت عید کے موقع پر میلہ ہوا کرتا تھا اس میلہ میں شامل ہونے کے لیے یوسف اور مریم بھی وہاں گئے تھے بعد ختم میلہ کے جب وہ واپس روانہ ہوئے تو شہر سے دو تین کوس باہر آگے گھر معلوم ہوا کہ عیسے شیخ ان کے ساتھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ان کی گمشدگی سے پریشان ہو کر واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مہیکل یعنی یہودیوں کے بڑے مندریں مسیح بیٹھا ہوا بڑے بڑے عالموں اور کاہنوں سے مذہبی بحث یعنی غمسترا تہ کے متعلق بات چیت کر رہا ہے۔ چنانچہ مریم نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ وہ اور اس کا باپ اس کی طرف سے کمال متفکر ہو کر دو

اُس کی تلاش میں وہاں گئے ہیں اس پر حضرت نے جواب دیا کہ وہ اپنے ہی کام میں مصروف ہے
 اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اُس کو اُسی چھوٹی مٹی میں اچھی قابلیت اور سمجھ عطا
 کر دی تھی اور یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے گاؤں میں معمولی طور پر مذہبی تعلیم بھی پاتا رہا تھا لیکن اِس
 ایک واقعہ کے بعد اور کسی قسم کے مزید حالات نہیں ملتے جس سے اُس کے عنفوان شباب کی حالت
 معلوم ہو سکے اکثر محقق لوگ اِس موقعہ پر یہ خیال کرتے ہیں کہ شیخ اِس درمیانی عمر میں گھر بار چھوڑ کر
 ہندوستان کو چلا آیا تھا اور بنارس میں بڑے بڑے پنڈتوں کی صحبت میں رہ کر علم الہی یا برہم دویا
 کی تحصیل کرتا رہا۔ سوائے اسکے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ملک تبت سے ایک ایسی پرانی انجیل
 دستیاب ہوئی ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ مسیح تبت میں رہ کر وہاں کے لامہ لوگوں کو
 تعلیم پاتا رہا۔ مگر دو ٹوٹی سے کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا جس سے اصلیت کا انکشاف ہو سکے
 اور یہی وجہ ہے کہ اب تک جس قدر حالات یا سوانح عرباں حضرت مسیح کی تحریر ہو چکی ہیں ان میں
 سے کسی میں بھی کوئی مخالف یا موافقت اُس زمانہ کے حالات معبر ذرائع سے بیان نہیں کر سکا
 حتیٰ کہ شیخ نے تیس سال کی عمر کو پہنچ کر اول تو اُس زمانہ کے دستور اور رواج کے مطابق ایک
 شخص پر حضانہ نامی کے پاس جا کر دجو اُس ملک میں ایک مشہور تارک الدنیا اور فقیر مزاج انسان
 تھا اور علم الہی کی تعلیم پھیلا رہا تھا اور لوگوں کو گناہوں سے توبہ کروا کر پانی سے پستیر دے رہا تھا
 اُسکی تلقینات سنیں۔ اور پھر
 شروع کیا۔ اُسوقت ملک کی حالت بہت ابتر ہو رہی تھی اور غریب حاکموں کی طرف سے یودی لوگوں
 طرح طرح کے ظلم و ستم ہو رہے تھے جسکی وجہ سے لوگوں کی روحانی حالت نہایت متزلزل پذیر مٹی مذہبی
 پیشوا لوگ اپنے ذاتی فواید کو مد نظر رکھ کر لوگوں کو حقیقت سے گمراہ کر نہیں دیتے اور جس طرح
 ہو سکتا واجب یا نا واجب طور پر اپنے حلوے مانڈیکی فکر میں مصروف تھے اسے خطرات
 نازہ میں شیخ نے لوگوں کی روحانی اور جسمانی کردوریاں دیکھ کر نہایت جو ش و خروش سے غفلت کرنا
 شروع کیا اور ہر ملار روحانی معلم یعنی فر اور کارہنوں کے حق میں مخالفانہ رائے
 قائم کر کے انہی اصلیت پہلک میں لانی شروع کیں جس سے وہ لوگ اُنکے سخت دشمن ہو گئے
 اور حضرت کو نقصان پہنچانے پر کمر بستہ ہو گئے۔

مسیح کا خبام

حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو تکمیل پہنچانے کے لئے بارہ شاگرد منتخب کئے اور انکو
 خاص طور پر تعلیم دینی کی تھی تاکہ انکو دینی جگہ پر جگہ کر دیا جائے اور انکو اپنے باز گئے
 کے بعد انکو دینی کے لئے ہدایت کر لیا جائے اُسکی تعلیم ایسی سادہ اور دعائیت سے
 معور تھی کہ بہت سے لوگ مرد اور عورتیں اس پر ایمان لے آئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں
 بہت خلقت اُس کی طرفدار بن گئی۔ یہ حال دیکھ کر زبسیسوں اور کاسینوں کے ولیس آتش
 حسد بڑا کی اور انہوں نے مسیح کے برخلاف قسم قسم کے غلط الزام لگا کر حکومت کو اُسکے

برخلاف کرنا شروع کر دیا۔
 انجیلوں میں مرقوم ہے کہ عیسے نے اپنی زندگی میں بے شمار جوئے دکھائے ہزاروں اور ہزاروں
 شفا بخشی۔ اندھوں کو آنکھیں دیں کوڑھ کو راحی کیا حتیٰ کہ مرد و کموزندہ کیا ان وجوہات سے
 عام لوگ اُسکے ہمدرد بن گئے تھے اور اُسکے دشمنوں کو یقین تھا کہ اُسکا گرفتار ہونا آسان نہیں ہے
 اسواطعہ انہوں نے مختلف قسم کے جیلوں سے اُسکو گرفتار کرنے کی کوشش کی اور آخر اُسکو
 ایک شاگرد یہودہ اسکریولی کو تیس روپیہ رشوت دیکر آمادہ کیا کہ وہ سچ کو گرفتار کر دے
 چنانچہ یہودہ نے اس مرد و کام کا بیڑا اٹھایا اور باہمی انہوں نے نشان معترف کر لیا کہ
 جب کاہن لوگ سپاہیوں کو لیکر آویٹھے وہ سچ کو سہ دیکھ جس سے مخالف پارٹی اُسکو
 پھانسی لٹا کر گرفتار کرے گی۔

چنانچہ اس قرارداد کے مطابق کاہن اور فریسی لوگ تھار کو ہمراہ لیکر اُسکی تلاش میں نکلے
 مقصود کی طرف روانہ ہوئے اور جب سچ کے قریب پہنچے یہودہ اسکریولی نے اُنکو دکھائی کہ
 لے گئے سچ کو جوم لیا اور انہوں نے اُسے گرفتار کر لیا اور پلاطوس کے پاس جو ملک کا حاکم تھا
 لے گئے سچ کے برخلاف یہ الزام لگا یا کہ وہ یہودی مشرعت کے برخلاف کفر کرتا ہے اور
 لوگوں کو حکومت کے برخلاف بڑا کا تاوی پلاطوس نے سب لوگوں کے اظہارِ لیسٹس سے جواب دیا
 لیکن اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ تاہم پلاطوس نے اُسکے مدعیان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں
 اس میں کوئی قصور نہیں دیکھتا۔ مگر یہ بات سننے ہی کا بہنوں نے زور شور سے مطالبہ کیا کہ وہ
 واجب القتل ہے اُسے صلیب یعنی دار پر کھینچا جاوے آخر جب پلاطوس مجبور ہو گیا اور اُسکی
 عام ریلے کا دھماکا اسی طرف دیکھا تو حکم دید یا کہ سچ کو صلیب دید یا جائے۔

چنانچہ چاروں نے حسبِ قاعدہ اُسکو دوا و دھندوں کے ساتھ قتل میں لیا کر اُسکے
 ہاتھ پاؤں مضبوط کر کے صلیب کے ساتھ جکڑ دئے اور سوائے اُسکے باقی تمام شخصوں نے
 اُسکی سخت بے عزتی کی تاکہ اُسکے منہ پر تھوکا۔ پھر لگے اود کانٹوں کا تاج بنا کر اُسکے سر پر رکھا
 اور ظرافتاً بلند آواز سے یہ کہا کہ پیچ یہودیوں کا بادشاہ ہے یہ حسبِ تہذیب برداشت کرے
 چب چاپ خاموشی سے اُس مشہور ریفارمر اور بے نظیر محب الوطن پیچ نے اُٹھ جانا یہودی
 شام کے وقت اُسکے کئی ایک ہمدردوں نے حاکم وقت کے پاس جا کر اُس کی لاش وافی اور
 صلیب سے اتار کر اُسکی میت کو گلیوں کی اور اس طرح سے یہودیوں نے اپنے ایک پیچے حسن
 اور غیر خود بینی آدم کا ظلم و ستم سے خلاصہ کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد کسائی لوگ بیان کرتے ہیں کہ پیچ تیسرے دن آسمانی روشنی کے مطابق
 قبر سے اُٹھا اور چالیس دن تک شاگردوں میں اکثر اذاد کو نظر آتا رہا اور بعد ازاں زندہ
 آسمان پر چڑھ گیا۔

ان امور سے برآمد بحث کرنا ہمارے منصب سے خارج ہے البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ
 حضرت عیسیٰ مسیح کی تعلیم نہایت سادگی آمیز اور شعل کل کے طریقہ پر تھی اور جس قدر زندگی اُسکی
 پہلے کے روبرو گذری اُس میں اُسے کامل پاکیزگی اور تقدس کا ثبوت دیا ہے جس سے اُسکی

زندگی عوام الناس کے لئے عموماً اور طالبان حق کے لئے خصوصاً قابل تقلید اور نمونہ کے ہے۔
 آج حضرت شیخ کے برابر دنیا میں مقابلہ اور کسی گزرے ہوئے مذہبی رہنما کی اتنی عزت نہیں
 ہے کیونکہ موجودہ زمانہ میں قریباً تمام بڑے بڑے شہنشاہ اسی مبارک اور بے لوث انسان
 کے پیرو (عیسائی) ہیں اور اُسکے نام کی بھی حد درجہ عزت کرنا موجب فخر اور سعادت و ثواب
 کے سمجھے ہیں۔

قطا

چکرورتی راجہ اشوک

بھارت ویش کے جن ہمارا جاؤں نے مخلوق کی راحت و بہبودی میں اپنی زندگی کا معراج
 سمجھا اُن میں ہمارا راجہ اشوک کا نام بھی نہایت اعزاز و شہرت رکھتا ہے۔
 یہ قابل فخر انسان خاندان موریہ کے بانی چندرگپت یکم کے روزگار اور مشہور عالم راجہ کا
 پوتا اور اُس خاندان کا تیسرا فرمانروا تھا۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ وہ چکرورتی راجہ ہوا اور
 ادھیراج کہلایا اور گدھ ویش جیسی وسیع اور طاقتور سلطنت کا حکمران تھا بلکہ اس اعتبار
 کہ اُس نے عمر بھر نہ صرف اپنی بلکہ کل جانداروں کی بہتری اور بہبودی کے لئے پکے دل سے
 کوشش کی۔ اُس نے اپنی زندگی کے دو خاص مقاصد قرار دیے۔

(۱) بدھ مذہب کی اشاعت۔

(۲) جانداروں کی بہتری۔

مقصد اول ہمارے مضمون کی بحث اور مدعا سے کچھ یوں ہی سا تعلق رکھتا ہے اسلئے ہم اسکا
 ذکر مختصر الفاظ میں کرتے ہیں غالباً اسقدر کہنا کافی ہوگا کہ ”اشوک“ نے جس سچائی کو خود محسوس
 کیا۔ دوسرے لوگوں سے محروم نہیں رکھا۔ چنانچہ بدھ مذہب جسے وہ برحق سمجھا تھا اُس کی
 نہ صرف خود ہی پابندی کی۔ بلکہ دوسرے لوگوں بھی اُس کی پابندی کا شوق دلایا اور ہدایت کی۔
 سب سے اول اشوک ہی نے بدھ مذہب کے داعظ ہندوستان کے ہر حصے اور نیز
 در دراز ممالک میں روانہ کئے۔ اشوک اپنی وفات کے وقت اس مذہب کو اپنی انسان کو
 ایک تیسرے حصے پر چھوڑا گیا۔ جو اب تک کوہستان ہمالیہ۔ تبت۔ لداخ۔ چین۔ منگولیا
 پنجوریا۔ جاپان۔ سیام۔ برہما اور لنکا میں موجود ہے۔ اور کسی زمانہ میں خود ہندوستان میں
 موجود تھا ایک سو بیس کا قول ہے کہ ”ولگا سے لیکر جاپان تک لنکا سے لیکر منگولیا اور سائیریا
 تک بدھ مذہب ایک زمانہ میں عام تھا“ اس مذہب کو اشوک ہی کی کوششوں سے اسٹیٹ
 ریجیمین یعنی ملکی مذہب اور نیز عالمگیر مذہب کا درجہ نصیب ہو سکا اُس نے اُس مذہب کے
 احکام اور اصول پچھلے ستونوں اور پہاڑوں پر اپنی قلمرو کے مختلف مقامات میں کندہ اور
 نصب کرائے۔ اور ہر مہما مہما یعنی محاسب کے عہد سے قائم کئے۔ جنکے سہارے کام کیا
 گیا کہ وہ مذہبی تعلیم و اشاعت کی نگرانی کریں۔ اور نہ صرف رعایا ہی میں بلکہ سرحدی اہل
 بھی۔ وہ ہر مہما پچھری۔ ویش اور شورو سب ہی کو ہر مہما کا پیش سناتے۔ اُنکے اطوار کی

نکرائی کرتے اور بحالت خلاف ورزی سخت سسرانش کرتے تھے۔

مقصود دوم یعنی اشوک نے انسان کا سچا خیر خواہ اور بہادر تھا اور نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانوں کا بھی وہ عمر بہ انسانوں اور حیوانوں کے اکام - بہتری اور بہبود کیلئے کوشش کرتا اور رفاہ عام کے کاموں میں حصہ لیتا رہا۔ مذہبی اشاعت کے ساتھ ساتھ وہ ان باتوں کو بھی انجام دیتا رہا مگر اسے اشاعت کا جو طریقہ ایجاد کیا وہ نرالا اور دیر پا نہ تھا۔ اُس وقت کا غدوں پر احکام لکھ کر جاری کرنا طریقہ نہ تھا اسلئے اشوک نے ہر قسم کے احکام پتھر کے ستونوں پہاڑی - چٹانوں اور غاروں کے دیواروں پر کندہ کرائے۔ جو کتبوں کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ایسی نحوڑا ہی عرصہ گزر کر پرست صاحب کی کوشش سے اشوک کے کچھ کتبے دریافت ہوئے ان میں اشوک نے عام لوگوں کو غور سے مذہب کی پابندی والدین کی اطاعت - رحمدلی - فیاضی اور نیکو دیگر باتوں کی تاکید و ہدایت کی ہے۔ ان ہی سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اُس نے نہ صرف انسانوں ہی کیلئے بلکہ حیوانوں کیلئے بھی شفا خانے وغیرہ قائم کئے اُسکی بہدردی انسانوں ہی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ بے زبان حیوانوں تک بھی وسیع تھی اس سے ظاہر ہے کہ کسی قوم اور ملک کی تاریخ میں ایسی نظیر نہیں ملتی۔ کہ رعایا کی دینی اخلاق اور تہذیب وغیرہ کو ترقی دینے کے لئے کسی بادشاہ نے اتنی کوشش کی ہو جتنی کہ اشوک نے۔

اشوک مسیح قبل مسیح میں تخت نشین ہوا مگر اُس کی تاریخ پستی کی رسم سنہ قبل مسیح میں ادا کی گئی۔ اُسکے حکومت کے اول ۸ سال کے حالات مطلق نہیں پائے جاتے۔ نوے سال میں اُسکی سلطنت کا لنگہ کو جو خلیج فارس کے ساحل پر تھی فتح کیا۔ اس جنگ میں بے حد کشت و خون ہوا اور بہت سے دشمن تباہ کر دیے گئے خیر اشوک نے ملک تو فتح کر لیا لیکن اُس کی رحمدلی طبیعت کے ہولناک نتائج سے بے حد متاثر ہوئی۔ اور اس سے اُسکے اُس امدادہ کی ابتدا لگی جسکے بے حد بہادر و انسان مانا جاتا ہے۔ اور جن کی اشاعت و تکمیل میں اُس نے اپنی ساری عمر بڑی سرگرمی اور استعداد کے ساتھ صرف کی۔

اشوک نے کچھ انفراسلئے مقرر کئے کہ وہ اُسکے احکام کی خوب اشاعت کریں ان کو اُس نے یہ حکم دیا کہ رعایا کی خوش حالی اور مسرت کا انتظام کریں۔ مجالس منعقد کر کے مفید باتوں اور اخلاق کی تلقین کریں۔ لوگوں کو انسانی فرائض سے آگاہ کریں غریبوں اور بوڑھوں کے فوائد کا بندوبست کریں سخت جہانی سزا یا خلاف انصاف سزائی روک کریں بوڑھے مجرموں - کنبہ دار مجرموں اور کافروں کی معصیت کے مارے ہوئے مجرموں کی سزائیں معاف کریں۔ زہد و تقویٰ - خیرات اور اخلاق کے کاموں کی نگرانی رکھیں۔ اور شاہی خاندان کے لوگوں کے انتظام اور اطوار کی نگہداشت کریں اسی طرح عورتوں کے اخلاق درست کرنے کے لئے جدا انفراسلئے مقرر کئے گئے تھے۔

اشوک بڑا ہی رحمدل تھا وہ کسی کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا تھا وہ ایک کیڑے کی زندگی کو قیمت میں ایک انسان کی قیمت کے برابر سمجھتا تھا اُس نے شکار کھیلنا اور قربانی کرنا بند کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ ذبیحہ کی بالکل ممانعت کر دی۔ شکار کی جگہ اُس نے دل بھلائی کی یہ ترکیب نکالی کہ برہمنوں - فاضلوں اور بزرگوں سے ملاقات اور اُسے سفید باتوں پر بحث کرتا تھا اپنے اخلاقی

قانون میں اشوک نے جانوروں کو ہلاک کرنے یا زخم لگانے کی سخت ممانعت کر دی تھی۔ جانوروں کے ہلاک نہ کرنے کی بابت کئی کتبوں میں ذکر ہے چنانچہ ایک کتبہ میں لکھا ہے کہ "جانوروں کا مارنا ایک ظلم ہے جو اسے نہ تو پوچھا جائے اسے مارے جائیں اور نہ سوسائٹی کے لیے اس میں بڑی قربانی ہے۔"

اشوک نے جانور و فکونہ صرف ہلاک کئے جلتے ہی سے بچایا بلکہ اپنا اور بھی غنایت کی چنانچہ اس نے اپنی سلطنت کے اندر جہاں انسانوں کے شفا خانے اور سرائیں بنوائیں وہاں جانوروں کے لئے بھی۔ اور ان فرمانرواؤں سے بھی ان باتوں کے کرنے کی التجا کی جو اسے ہمسایہ تھے پھر مسافروں اور حیدانوں کے آرام کیلئے سڑکوں کے کنارے سائے دار پھلدار درخت لگوائے۔ کنوئیں کھدوائیں مسافرانے اور تالاب بنوائے۔ اس کے ایک کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہ سب تمام ملکوں اور پٹنا راجوں کو معلوم ہو کر تھے دو بائیں منظور ہیں۔ ایک یہ کہ ہر مقام پر انسان اور حیوان دونوں کے لئے شفا خانہ بنایا جائے۔ دوسرے سڑکوں پر درخت لگائے اور کنوئیں کھدوائیں جائیں۔ اشوک کا یہ زبان حیوانات پر اس قدر مہربانی کی کہ ایک ایسی بات ہے جس کی نظیر روئے زمین پر نہ صرف گذشتہ ہی ایام میں معدوم ہے بلکہ اس روشنی کے زمانہ میں بھی اکثر مذہب مالک میں کم نظر آتی ہے۔

جانداروں کی راحت کیلئے اشوک نے ایک اور بڑا مفید کام یہ کیا کہ اول اپنے ملک میں طبی خواص رکھنے والی اور دوائیں کام آئے والی نباتات کی کاشت کرائی پھر اپنے ہمسائے دوستوں سے درخواست کی کہ وہ بھی اپنے ہاں اس بات کو رواج دیں۔ اشوک نے نہ صرف اپنی رعایا بلکہ دیگر انسانوں کیساتھ ایسی ہی محبت رکھتا تھا جیسی کہ کوئی اپنی اولاد سے رکھتا ہو اور چوتھے انصاف کا دل سے حامی تھا اس لئے اس نے یہ حکم دیا کہ لوگ اس کے پاس ہر جگہ فریادیں کیجیں جاسکتے اور داد پا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک کتبہ میں لکھا ہے کہ "ایک ایسا نہ ہو سکا مگر میں جانتا ہوں کہ ہر وقت چاہے میں غلطیوں میں ہوں۔ چاہے سواری پر چاہے کھانا کھا رہا ہوں چاہے آرام میں ہوں مگر رعایا کی عرض معروض فوراً سن سکوں۔"

اشوک نے یہی فراموش نہ کیا کہ ہر مذہب کے لوگوں کے نیک سلوک کیا اور پھر دی کی جائے پڑوسیوں کی برائی نہ کی جائے اور پڑوسیوں کی قطع بند کی جائے وہ خود فقروں اور غریبوں اور ہشیم اور ہر مذہب کے لوگوں کی عزت کرتا تھا اس کے ایک کتبہ میں لکھا ہے کہ "میں ہر فرقہ اور مذہب کی یکساں قدر کرتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے مذہب پر کامل اعتقاد رکھتا اور دوسرے مذہب کی توہین نہ کرے گا جو شخص یہ کہتا ہے کہ میرا ہی مذہب سب سے اچھا ہے اور دوسرے کا خراب ہے وہ اپنے لیے برائی کا بیج بوتا ہے۔"

اشوک خیرات کا حامی تھا خود بھی خوب خیرات کرتا تھا لیکن سب سے بڑی خیرات اور عمدہ خیرات دھرم اور اخلاق کو سمجھنا تھا وہ ظاہر رسوم کی پابندی کو اچھا نہیں سمجھتا تھا بلکہ ولی پابندی کو دھرم کے دھرم پر بڑا زور دیتا تھا اس کے ایک کتبہ سے واضح ہے کہ وہ دھرم سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں۔ والدین کی اطاعت اور رشتہ داروں کے نیک سلوک ہی ذرا انصاف بنائی ہیں

ان پر ملکر نے سے دونوں جہان میں راحت ملتی ہے۔
 آشوک کے کتور نے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ والدین۔ بزرگوں۔ افسروں۔ پرہیزگاروں۔ فاضلوں
 اور فقیروں کی تعظیم و اطاعت کیلئے خاص اصول مقرر کئے تھے بڑو کو چھو ٹو پیر اور آقا کو ذکر و اولاد
 غلاموں پر شفقت کرنے اور انسان کو کل جانداروں پر مہربانی کرنا چاہئے۔ استادا کی عزت کرنا
 اور استاذت بازی خستہ کرنا چاہئے اُن کے متعلق بھی اصول و قواعد مرتب کئے گئے تھے مزید
 بلکہ مسافروں کی ضروریات پر خاص طور پر توجہ دی جاتی تھی۔ اُن کا علاج کرایا جاتا۔ انہیں زاد
 راہ دیا جاتا۔ اور اُن کے سامان سفر کا انتظام کیا جاتا تھا۔
 آشوک کی زندگی کے حالات بتا رہے ہیں کہ وہ ظلم و ستم۔ دروغ گوئی۔ مٹے اوپلی اور ہتھیار
 اور تعصب کا دشمن تھا۔ تعظیم۔ رحمہ لہ۔ راست بازی۔ ہمدردی۔ شفقت۔ انعام۔ رخصتیاں
 اور اخلاق کا دل سے حامی اور مددگار تھا۔ اپنی رحمہ لہ اور مہربان مزاجی کے باعث وہ دنیا
 میں ہمہ ورش راجہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ فقط

ہما تھا پدہ

یاں رخت اقامت کا سرا انجام ہے بی جا اس منزل پر خوف میں آرام ہے بی جا
 بچنے کے سوا یاں کا ہر اک کام ہے بی جا ہانڈی لگیں آرزو سے نام ہے بی جا
 سینہ میں یہ دل میں چراغ سحری ہے
 کر تو عمل خیر ہی نام وری ہے

(سیرتیں)

کون نہیں جانتا ایہ دنیا عارضی نہیں ہے۔ کسکو نہیں معلوم کہ چند روزہ سہرا ہے۔ کسکو اپنی
 موت کا شک نہیں۔ کون ہے جو بیاں ہمیشہ رہتے کا وعیدار ہے مگر ہاں !!! سب بھوٹے
 ہوئے ہیں۔ سچ ہی موت کسی کو بھی یاد نہیں۔
 اگر مرنا نہیں ہر وقت یاد رہے۔ ہاں اگر ہکو ذہن نشین ہو جائے کہ اس ناپائیدار مسافر
 خانہ میں دل لگنا تا ایک دن ہکو ضروری پہچانتا ہو گا تو لاکھوں کروڑوں جوڑنے کی تمام دنیا کو
 قبضہ میں لانے کی حرص نہ رہے وہ انسان جنہوں سے اس عالم غافی کی سستی کو پورا پورا سمجھاؤ نہیں
 سے ایک سب سے اچھے حال اور اپنے خیال کے مضبوط انسان ہما تھا پدہ ہوئے ہیں۔
 اس ہما تھا کو اس دنیا میں پیدا ہونے کی قریباً چھ سو سال کا زمانہ گزرا ہے اور اس کا
 مبارک نام کچ ہی اس وقت سے زیادہ عزت و بزرگی سے ہر مذہب و ملت کے لوگ لیتی ہیں
 علامہ ہمارے میں پہل و ستون نامی شہر میں ایک جلیل القدر راجہ کے گھر میں یہ فرشتہ مسرت
 انسان پیدا ہوا تھا۔ چوتھو راجہ کو کوئی طرح کی کوششوں اور التجاؤں کے بعد صرف ہی ایک بیٹا
 عنایت ہوا تھا اسلئے اُسے پر مانتا کا نہایت شکریہ ادا کیا اور لاکھوں روپے کا زر و جواہر
 اُس غریبی میں عزیز ہو کر بانٹ دیا۔ پیدائش سے لے کر بارہ چودہ سال کی عمر تک بچہ کو نہایت

ناز و نعم سے پالا۔ یہ لوہا کپن میں ہر وقت خورم ویشاش رہتا تھا۔ دنیا کی کوئی نعمت نہ تھی جو اس کے پاس خواہش سے پہلے ہی حاضر نہ ہو جایا کرتی تھی۔ راجہ نے سخت سے رکھا تھا کہ بدھ جسکا نام اس وقت سدھار تھا اُن کے روبرو کیسے وقت بھی کوئی ریخ و غم کی بات نہ ہونے پائے۔ جس طرح راجہ کنور گذرنا تمام بازار سجائے جاتے تھے اور خوب صورت ہنس مکھ لوگ ہی راستوں میں بٹھائے جاتے تھے۔ کوئی بد شکل یا عجزوہ انسان سامنے نہ آنے پاتا تھا جسے کہ راج کنور نے اپنی اوس طفولیت کی حالت میں یہ کبھی محسوس بھی نہ کیا تھا کہ اس دنیا میں سوائے ہر وقت کے راحت و شادمانی کے کسی قسم کا ریخ و افسوس بھی انسان کو ہوسکتا ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ سدھار تھا کسی کوچہ سے گذر رہا تھا اُس نے ایک مریض کو دیکھا وہ اسکا جسم خوب صورت اور شباب میں تھا مگر وہ پیٹ درد سے سخت کراہ رہا تھا کنور نے ساتھی وزیر سے پوچھا اسکو کیا ہے یہ کیوں رو رہا ہے اسکو کیسی مصیبت ہے "وزیر بولا خداوند! یہ درد و شکم سے بیمار ہے اور انسان کا جسم ہر وقت ایسی بیماریوں کا شکار ہو سکتا ہے ایک نہیں بلکہ ہزاروں امراض میں جن میں چنگے بھلے آدمی کا آنا فنا سبب تلا ہو جانا ممکن ہے" بدھ نے نہایت پریشانی و دردناک لہجہ سے کہا اُن کیسے نادان انسان ہیں جبکہ ایسا مضبوط اور خوب صورت جسم بھی وزا بیمار ہو سکتا ہے تو کیوں جوانی کے جوش میں برست ہو جاتے ہیں "یہی بات سوچنا ہوا اُنھ میں جلدا آیا۔

دوسرے دن پھر ایک طرف تو گذرنا تو اپنے ایک بہت بوڑھے آدمی کو دیکھا اُسکا سارا جسم تار تار ہو رہا تھا۔ چہرے پر جھریاں پڑی تھیں بال سارے برف کی مانند سفید تھے تمام اعضا خوار ہو چکے تھے لڑکھڑا کر مشکل سے دوچار قدم چلتا تھا کہ ہانپ کر گر پڑتا تھا اُنھ کو نہیں بدینیائی نام ای کو تھی کان کسی آواز کو سننے پر تیار نہ تھے۔ دانت ابھی گویا منہ میں پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ ایسی ڈراؤنی اور کربہ صورت دیکھ کر راج کنور بھی وزیر سے بولا "کیوں بھی یہ کیا شے ہے" وزیر نے کہا علیحدہ ہا "پر فرقت ہے" ایسی حالت تو ہر ایک آدمی پر ضرور ہی ایک دن آدیتی۔ بدھ کے دل پر گویا لاکھوں جلیبیاں گر گئیں۔ آزرہ ہو کر بولا ہا ر لعت ہے ایسی زندگی پر جب جب ایک دن ہم سب کی یہ بخت و عاجز حالت ہوتی ہے تو لوگ کیوں اس چند روزہ جوانی پر لٹو ہو رہے ہیں "ہائے کیسے نادان انسان ہیں" یہی خیال دل میں لئے ہوئے گھر کو لوٹا۔

تیسرے دن جاتا تھا کہ ایک مردہ (واہ) کرنے یعنی جلانے کو مرگٹھ میں لیے جاتے ہیں۔ ر سچکڑ دیر و زن کا چھرم تھا کئی قریبوں نے پیٹ پیٹ کر ماتھے لٹو لہان کر لئے تھے اور ہا ک واسے کا شور مچ رہا تھا۔ رام نام ست کی دھنی تھی۔ بدھ کو عجیب اچھٹا معلوم ہوا پوچھا ہاں وزیر یہ کیا بات ہے اُس نے کہا قبیلہ عالم یہ ایک موت واقعہ ہوئی ہے اُسی کا ماتم کر رہے ہیں او اب اُسکو شہر سے دور لے جا کر چٹا میں جلا دیں گے۔ سدھار تھا (بدھ) کو موت کی سبھ سے نہ آئی اُس نے دوبارہ حیران ہو کر وزیر سے پوچھا وزیر نے کہا آفا سے مقدس ہر ایک آدمی ایسے ہی ایک دن مرجاتا ہے اور اسکا یہ جسم آگ میں جھونک دیا جاتا ہے۔

بدرہ نے کہا جیف ہے ان نافرمان لوگوں پر جبکہ ہر وقت جسم کو امراض کا در ہے جبکہ ہر ایک آدمی کو ایک دن بوڑھا ہے کے دکھ سینے ہیں جبکہ ہر انسان نے لاکھوں کروڑوں کی جائیداد چھوڑ کر اس عارضی دنیا سے کوچ کرنا ہے تو پھر کیوں اس دودن کی چاندنی پر عاشق ہو رہے ہیں۔ تھوڑی دیر جاتے پر راج کنور نے ایک فرشتہ خصلت۔ دیوتا صورت سادھو کو دیکھا اُسکے ہرے پر جلال برستا تھا آنکھوں میں نورانی بجلی تھی جسم بالکل پوتر چینی کی مورت۔ صرف ایک چادر اور اسے ہوسے ایک ہی کاسہ گدائی لیے بیٹھے آنکھیں کئے مست و خرم شا داں و فرحاں جاتا تھا رسد ہار نقد بدرہ پوچھا یہ پیاری مورت کون ہے وزیر نے کہا حضور والا یہ درویش دعا و فایز ہے جس نے دنیا کو جیتے جی چھوڑ دیا ہے اب اس کا کسی شے سے تعلق نہیں ہے۔ ماہاپ بھائی بہن غریب اقارب غرضک اس مہاتما کا کسی سے واسطہ نہیں ہے کسی مکان و جائیداد کا کسی سے جھگڑا نہیں ہے۔ نہ اسکو عزت کی مٹا ہے نہ راحت کی خواہش۔ نہ عزت کا فکر ہے نہ سفر کی کلفت یہ شہر اور شہریاں دونوں سے لاتعلق ہے۔ ہر وقت حقیقت کا متلاشی ہے وہ بھی صرف اپنے آقا میں ہی۔ دھونڈتا ہے

بدرہ نے اس خیال کو دل میں رکھ لیا کہ میں بھی اسی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کروں گا اور اس دارِ ناپائدار سے دل نہ لگاؤں گا۔ آخر وہ بیشیا کا سچا ریفارمر وہ اپنی دھن کا پکا نشان اپنے ارادہ پر مضبوط رہا اور اُس نے عین عالم شباب میں جبکہ نہایت ہی مشکل سے کسی انسان کو دل دنیا کی دلچسپیوں میں قابو نہیں پاتا۔ شاہانہ راحت و آرام پر تھوک کر جاہ و حشمت سے باطل کیا کٹس ہو گیا اور خواہشات و جذبات کو اپنے بس میں لاکر کال میوگی ہو گیا۔ اُس نے اپنی زندگی میں ہی لاکھوں کروڑوں انسانوں کو دنیاوی دکھوں سے آزاد کیا اور راج بھی تمام دنیا کی ڈیڑھ ارب آبادی میں پورا تیسرا حصہ انسان اسی کا جائزہ تقلید پہنے ہوئے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

حب رام موہن رائے

(دبانی بڑھوساج)
یہ بالکل بزرگ موضع رادھا نگر ضلع ہوگی میں ایک کلین برہمن کے گھر میں ۲۲ مئی ۱۸۶۷ء کو پیدا ہوئے۔ اُن کے باپ اور دادا اوزاب مرشد آباد کی سرکاری ملازم رہے۔ مگر یکے بعد دونوں نے نوکری سے تنگ آکر زمینداری اختیار کی۔ اُنکے والد نے راجہ برودان سے کچھ وہاں اجارے لیے تھے جنکے مقدمات و ویشٹ تنگ ان کے خاندان میں جاری رہے۔ ان کی ماں شاکت گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ مگر بعد میں اُنہوں نے اپنے خاوند کا ویشٹومت اختیار کیا دونوں پراسے عقیدہ و سچے دھرم کا تہندہ تھے اور ماں نے مرنے سے سال پہلے مرشدی بننا بھی کی پاپیادہ جاترا کی اور مندر کی بھاڑ و برداری کی خدمت دیتے ہوئے جان دی۔ اُنکے باپ کا انتقال رائے ایک معمولی آدمی تھے مگر ماں سلیقہ شعار اور مضابطہ و مستقل مزاج عورت تھی اسی کے برتاؤ کا اثر اُن کی آئندہ زندگی پر مبارک ثابت ہوا۔

راجہ رام موہن کو چارہی برس کی عمر میں ایک اسلامی درسگاہ میں بٹھا یا گیا اور وہ ۹ سال کی عمر تک مکتب میں فارسی پڑھتے رہے۔ کیونکہ وہ باری زبان فارسی میں روز روزگار پیشہ لوگوں کو پڑھنی پڑتی تھی پر عربی پڑھنے کے لئے گئے۔ وہاں قرآن۔ اقلیدس۔ تصوف اور ارسطو کی تصانیف پڑھیں۔ حافظ اور مولوی معنوی کے کلام سے انکو خاص لطف حاصل ہوتا تھا اور مرتے دم تک وہ انکی اشعار کے زبے لے کر پڑھتے تھے۔ بارہ سال کی عمر میں وہ سنسکرت پڑھنے کے لئے بنارس گئے۔ وہاں انہوں نے تمام شااستر عموماً اور ویدانت کا خصوصاً شوق سے مطالعہ کیا۔

بچپن سے ہی انکی طبیعت دھرم کی طرف مائل تھی وہ بھاگوت کا ایک ادھیان پڑھ کر کہ کچھ کھاتے پیتے تھے۔ انکے خیال اپنے اور میں وکدورت سے پاک تھے وہ راس لیلادیکھنی پسند نہ کیا کرتے تھے کیونکہ انکی نظروں سے ساری کرشن جیسے ہما تھا کی نسبت ایسی لیلاد کا شغل بتلانا ان کی ہمت نہ کرنا ہے۔

کاشی میں ویدانت اور ایشور پڑھ کر نتر شااستر وکے عقیدے۔ مورتی پوجن اور مروجہ طریق عبادت سے انکی طبیعت بھانکنے لگی چنانچہ جب وہ سولہ برس کی عمر میں کاشی سے گھر واپس آکر لڑپتائی سے عقائد مذہبی پر روز بحث کرتے۔ ان کی دلیلیں ادب سے سننے اور پھر تردید کرتے باب بے چارہ ایک بچے خیال کا چند وقت تھا۔ انکے اہل خانہ انوں سے اکثر خفا ہوتا۔ کچھ تو یہ مباحثے ٹکڑے بات کر انہوں نے انہیں دلوں میں ایک کتاب ہندوئی بت پرستی یعنی دووڑوں بلکر باب ہندوئی توحید کا باعث ہوئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رام موہن راسے کو گھر کو سلام کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں دھرم کی حقیقتات میں پھرتے رہے۔ نانک کیر۔ دادو۔ دیال وغیرہ جگہوں کی گاہیں پڑھیں۔ پھر مذہب کی حقیقتات کے لئے تبت پہنچے۔ گمروہاں کی آدم پرستی سے طبیعت کو نفرت ہوئی اور اپنا سلسلہ توحید بھلائے لگے۔ لا مارکوسے سیوک ان کی جاننے دشمن ہو گئے گمروہاں کی عورتوں کی رحم دلی اور رفیق الطیبی نے ان کی جان بچالی۔

چار سال تک وہ اس طرح سفر کرتے رہے۔ والدین کو انکی جدائی کا رنج تھا اور انکی تلاش میں آدمی بھیجے تھے۔ تبت سے واپس آئے ہوئے انہوں نے اور گمروہاں آئے اس خیال سے کہ پورم نہ جانیں باپ نے اُمی شادی کر دی۔ خیال یہ تھا کہ چار سال کی لکھنؤں نے بیٹے کے خیالات درست کر دئے ہونگے مگر گمروہاں انوں نے فرصت پا کر وید۔ پُرآن اور ستریتو کا جی کھوج کر مطالعہ کیا۔ اور مرد پر عقائد مذہبی کی جھڑپ سے ہی زیادہ آزادی کے ساتھ مخالفت کرنے لگے۔ اسلئے پھر گمروہاں سے بھٹنا پڑا۔ انہیں ایام میں انہوں نے کچھ انگریزی بھی پڑھا لی۔ مگر زیادہ بیاقت سرکاری نوکری کے دنوں میں حاصل ہوئی۔

گمروہاں سے جدا ہونے پر کچھ مدد و پیہ پیشہ کی باپ سے ملتی رہی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ کافی نہ اسلئے رام موہن راسے کو ملازمت سرکاری کی طرف رجوع کرنا پڑی۔ سرکار کپنی کی عمارت میں دیس کو کٹوٹھا میں بھی قلیل مہتی تھیں اور انکے ساتھ اہل فرنگ کا برتاؤ بھی شائستہ نہ تھا۔ رام موہن راسے نے نوکری کر نیسے پہلے مسٹر ڈبلی کلکٹر سے ایک عرصہ لے لی تھی کہ انکے ساتھ شریفیہ نہ سلو کر کیا جائے اور حاکم کے سامنے گڑھے رہتے نہ پھیر دئے جائیں سلسلہ عین وہ لوگ ہوتے

اور تیرہ سال تک اپنے فرائض منصبی بڑی لیاقت اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ زیادہ تر عمر کلکٹری کی سرشتہ داری اور نیگل کے بندوبست داری میں صرف ہوا۔ چونکہ پچائش میں ابھی دستک دے رکھتے تھے۔ مسٹر ڈیگی کو اُن سے بہت مدد ملی۔ جہاں جہاں وہ رہے۔ نیکنام باعث اور بزرگوں بنے رہے اور سرکار اور عایدوں ان سے خوش رہے۔

اس نوکری سے راجہ رام موہن کو دو برسے فائدے حاصل ہوئے اول انگریزوں کی صحبت میں دیگر انہوں نے انگریزی زبان میں کامل دسترس پیدا کی اور مغربی کتب کے پڑھنے اور اُن کے مطالب پر غور کرنے سے اُن کے خیالات اصلاح کو وسعت ملی۔ دوسرے اس نوکری میں اتنا سرمایہ انہوں نے جمع کر لیا۔ کہ فارغیالی سے بیٹھ کر اپنے خیالات کی اشاعت کریں اور دیوبندی کے لیے کیسے تا بعد یا محتاج نہ رہیں۔ چنانچہ نوکری چھوڑ کر وہ کچھ عرصہ اپنے والد کے گاؤں میں اور کچھ عرصہ مرشد آباد میں رہے۔ اُن کے والد سنہ ۱۸۶۷ء میں وفات پا چکے تھے۔ ترکہ پوری انہوں نے نہ لیا۔ بلکہ بھائیوں کے حوالہ کیا۔ ایام ملازمت میں بھی وہ اپنے گھر دیوبند میں بیٹھ کر رہتے تھے اور اُن میں اپدیش و بھگتی ہو کر تھی اب ان مجلسوں کو اور بھی فروغ ہوا۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کچھ فارسی رسالے توحید کے شائع کئے ان میں تحفۃ الموحیدین جس کا متن (دیمیان اصل) فارسی تھا اور دیباچہ عربی سے بڑا رسالہ تھا گمراہ اور گناہوں میں اور مرشد آباد میں اُن کی سخت مخالفت ہوئی سنہ ۱۸۷۷ء میں وہ کلکتہ کے بازار دہرم تلہ میں آکر رہے اور کمر بہت باندھ کر اصلاحی کام کرنا شروع کیا مگر ناظرین کی نگاہ میں اس کام کی وقعت اُس وقت اُس وقت ہے کہ جس زمانہ میں رام موہن رائے نے اصلاح کی پرواز اٹھائی اُس زمانہ کی تصویر اُن کے سامنے پیش کی جائے!

ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کا چراغ ٹٹھار رہا تھا مگر بالکل چراغ سوچا تھا نیگل کے زیر سلطنت انگلشیہ کو کامل طور سے استعمار نصیب ہوا تھا اور مغربی طرز حکومت کا کوئی نام ہی نہ جانتا تھا فوجداری عدالتیں قاضیوں کے ہاتھ میں تھیں۔ اور دیوانی میں رشوت ستانی کا بازار گرم تھا۔ ملک میں چار طرف بد امنی پھیلی ہوئی تھی۔ نہ ریل نہ تار نہ ڈاک اسی پر اور باؤ کو قیاس کر لیجیے۔ انگریزی تعلیم ابھی جاری نہ ہوئی تھی۔ اجارہ دہ و دسے چند برائے نام تھے چھاپہ خانہ کا آغاز تھا ذرا تو کئی قیود نہایت سخت تھیں۔ عورتوں کے حقوق کوئی جانتا ہی نہ تھا۔ ایک ایک مرد بیبیوں شادی کر سکتا اور کرتا تھا۔ سستی کی رسم عام تھی۔ دختر کشی سے بھی یہ بیز نہ تھا۔ پڑھنا پڑھنا زیادہ تر برہمنوں کی میراث ہی تھا۔ مگر چونکہ ان پن میں مفت روپیہ لچھاتا تھا اسلئے وہ بھی پڑھنے کی عیبت تمام نہ لیتے تھے۔ وید۔ ویدک۔ دھرم و کرم اور ویدانت کی تحصیل متروک ہو چکی تھی۔ بڑا ان اڈا مگر شاستر دہرم کا انحصار تھا و ام مارگینو کا زور تھا شاکت اور ویشنوئوں کے باہمی نزاعوں کا شہر تھا گناہ کبیرہ کا کفارہ تیرہ سو فی جا ترا یا برہمنوں کو دان ڈینا سمجھا جاتا تھا۔ برہمن سمجھنا نا۔ یا مدیاؤں میں ڈوب جانا اور کسی طرح مقدس مقامات پر جان گناہ وینا کو بھی گناہ میں باعث نہات تھے اور دہرم سبے خبر جھلا اُنہیں کو بھگت علندر آدمی کرتے تھے۔

راجہ رام موہن رائے اس نکتہ باریک سے آگاہ تھے کہ ہندوؤں کے لئے مذہب منہ خدا ہی کا آلہ اور مغفرت کا وسیلہ ہی نہیں ہے بلکہ ان کے تمام خاتگی اور قوی امور ان کی

یہ مذہب ہے۔ چنانچہ انہوں نے اول اصلاح مذہب کو ہاتھ میں لیا۔ برہم گیان کتا میں ترجمہ اور تالیف کر کے چھاپی شروع کیں ویدانت سوتر کا سنسکرت بشکالی ہندی انگریزی میں ترجمہ کیا۔ مگر چونکہ وہ ایک ضخیم و دقیق کتاب تھی اس کے مسائل کا خلاصہ ویدانت سار کے نام سے کئی زبانوں میں چھاپ کر مفت تقسیم کیا۔ اسی طرح چھ سات اپنشد ویکارترجمہ۔ اتم اناتم دو ویک۔ برہم اپا۔ انوشٹان۔ کاتیری ارتھ اور ادپاسنا بدھان اور بہت سی کتابیں اپنے صرف سے شائع کر کے مفت تقسیم کیں۔ ایک اسکول جاری کیا اور ایک سہیا قائم کی جس کا نام آتی سہیا تھا اور اس میں ہفتہ وار آپاسنا اور اورا پریش اور وید پاتھ ہوتا تھا۔

انہی تعلیم کا خلاصہ مندرجہ ذیل تین سوالات کے جواب سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ اول یہ کہ کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک خدائے واحد ہے ہمت جو خلاق کائنات پر حاکم حاضر و ناظر۔ رحیم و کریم غیر محدود اور نرم لسانی سے باہر ہے۔ اس کی نہ کوئی تصویر ہے نہ کوئی تصنیف کردہ کتا نہ کوئی رسل نبی۔ وہ نہ جسم لے کر اوتار لیتا ہے نہ دیدہ دھارن کرتا ہے۔ اوتار اور نبی ہماری طرح آدمی ہیں۔ ان میں بھی ہماری طرح اسی ایک واحد مطلق کا نور ہے۔ مگر ہم سے زیادہ۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ عباد کون ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو صدق دل سے اور خلوص قلب سے آپاسنا کرتے آئے اس کے لیے رام موہن رائے کا مندر کھلا ہوا ہے۔ ذات۔ مذہب۔ مرتبہ کی کوئی قید نہیں۔

تیسرا سوال کہ طریق عبادت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مندر میں نہ کسی قسم کی تصویر یا مورتی جوگی نہ کھانا اور جیروں کا چڑھاوا۔ خدائے واحد کی آپاسنا کی جا بگی اور اس کی زندگی جین گائے جا میٹھے اشارۃً یا کتا یہ بھی کسی مذہب کے عقائد یا سامان پرستش کی توہین نہ کی جائے گی۔ بلکہ آپاسنا میں کوشش یہ ہوگی کہ دنیا کے پیدا کرنے والے خالق کی یاد میں ترقی ہو۔ خلوص طبیعت۔ محبت۔ دہرم۔ دیا اور نیکی بڑھے اور سب فرقوں میں اتفاق کا سلسلہ مضبوط ہو۔

یہ عالمگیر مسائل نہ تھے نہ راجہ رام موہن رائے کو یہ دعویٰ تھے کہ انہوں نے کوئی نیامت نکالا ہے۔ انہی صدائے عام تھی کہ برہم گیان پھلانا ہوں۔ اور اپنشد ویک مقدس تعلیم پر جو مذہب اچھا یا برا ہے اس کی تاریخی کو ذہن کر کے پاکی دکھاتا ہوں۔ جدت صرف اتنی تھی کہ ہر فرقہ و مذہب کا آدمی آپاسنا میں شامل ہو سکتا تھا مگر جیسا ہم اوپر کہہ آئے ہیں چار طرف ویدانت کی لاعلمی پھیلی ہوئی تھی مروجہ عقائد یا طہ کی بنا پر انہی کہا نیوں اور تشریحوں کی من گھڑت مسائل پر تھی لوگوں کو انہی تعلیم میں ہر بات نئی اور کفر و بیدینی سے بھری نظر آتی تھی۔ مخالفت کا ایک طوفان بے تیزی اٹھا۔ برادری نے منہ سے برتاؤ ترک کر دیا۔ رشتہ دار الگ ہونے لگے۔ ہر جگہ نئے مذہب کا چرچا۔ طرح طرح کے الزام اور ہتھوڑے ساتھ ہونے لگے۔ پندتوں نے تروہ میں کتابیں بکھیں۔ زبان بھٹ اور مباحثے کو آئے۔ بڑی بڑی سہیاں اور جلسے ان بحثوں کیلئے منعقد ہوئے۔ مگر راجہ رام موہن رائے کے شاگردوں میں فرزانہ اور فن سیاحہ میں بکا نہ روزگار تھے ہندوؤں کو انہیں کے ہتھیاروں یعنی شاستروں کے جوابے و دلیوں نے اس طرح قائل کیا کہ وہ اپا

لوہا مان گئے۔ تحریر و تقریر میں وہ سب بات پر زور دیتے تھے کہ اُپاسنا صرف رنگن زکار پر مشورہ کی کرنی چاہئے۔ اور ہر شخص اسکا ادھکاری ہے۔ انہیں سے بعض مباحثے نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ہیں مگر طوائف کے فوف سے اُنکو یہاں تحریر نہیں کیا گیا۔

ادھر فوٹو اسنے عقائد کے ہندوئشی پھیر بھٹاڑ بھی اُدھر عیسائیوں سے بھی مباحثہ کا بازار گرم ہوا اُسکی کہانی یوں ہے کہ سالہ عیسائی پادری مارٹین کری ایڈم اور کئی عیسائیوں سے ملاقات ہوئی اور دین عیسوی کی اخلاقی تعلیم اور مسائل مذہبی کا تذکرہ درمیان میں آیا۔ اخلاقی تعلیم نے اُن کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا انہوں نے ایک یہودی کو نوکر رکھ کر عبرانی زبان تحصیل کی اور پادری ایڈم سے یونانی سیکھنی شروع کر دی تاکہ انگریزی میں جو انجیل ہے اُسکا اصل کتابوں سے بھی مقابلہ کر سکیں نصاب خطے ایک کتاب لکھ کر چھاپی جس میں سچی اخلاق کا خلاصہ تھا مگر دیا چہ میں مسئلہ شلیٹ۔ مسیح کی الوہیت اور معجزات سے دلائل کے ساتھ اُنکا کیا پادری بجائے اسکے کہ ایک لائق شخص کہ اپنا معاویہ پاکر خوش ہوتے اور اتفاق کے ساتھ ملکر کام کرتے اپنے عقائد کے انکار سے اُن کے مخالف ہوتے اور اُنکے ایک رسالہ میں اس کتاب کی تردید بھی شائع ہوئی۔ راجہ رام موہن رائے نے اسکے ضمن میں تین اپیل یکے بعد دیگرے لکھے۔ یہ بڑی لیاقت کی کتابیں ہیں۔ ان کا مجموعہ ہند۔ امریہ۔ انگلستان میں کئی بار چھپا اور اُنکی شہرت دُور دُور پہنچی۔ اس میں انہوں نے انجیل کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ شلیٹ اور الوہیت مسیح کے مسائل قابل تسلیم نہیں ہیں۔ اسی طرح مسیح کے خون سے اور یوہنی عیسیاں کا کفارہ اور ایدہی سزا بھی درست نہیں۔ پادری ایڈم کو جیسے وہ یونانی پڑھتے تھے کمال یقین تھا کہ ایک روز انکو پشیمہ دیکر عیسائی بنالینگے مگر روزمرہ بحث و مباحثہ اور باہمی گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادری صاحب خود اُنکے چلیے بن گئے اور شلیٹ کو بھوڑا کر یونیورسٹی برٹن یعنی موحد ہو گئے۔

پادریوں کے ساتھ بھی اُنکے مباحثے لطافت سے خالی نہیں۔ رو شلیٹ کا مکالمہ لطافت سے بھرا ہوا ہے اور ڈاکٹر ٹائٹر کو ایک فرضی شخص رام داس کی طرف سے یہ صلاح دینا کہ بت پرست ہندو عیسائیوں کی طرح خدا کا جسم انسانی میں آنا مانتے ہیں پس ہندو اور عیسائی عقائد مذہبی ہیں ایک ہیں دو تو کو ملکر موحد رام موہن رائے کے خلاف علم و جنگ و جدال بلند کرنا چاہئے مذاق سے خالی نہیں۔ ان چٹھیوں کا مجموعہ بھی پڑھنے کے لائق ہے انکا مباحثہ طرز نہایت مستحسن ہے لطافت کی جگہ لطافت۔ منانت کی جگہ منانت سے کام لیتے ہیں۔ مولویوں کے ساتھ قرآن و حدیث پند فونکے ساتھ وید و تاسا سر۔ عیسائیوں کے ساتھ انجیل کے حوالے لیکر بحث کرتے ہیں۔ ہر شخص کو یہ گمان ہوتا ہے کہ وہ اُسکے حسب مذہب ہیں اور اُس کی دینی کتاب کو وحی اور الہام مانتے ہیں مباحثہ میں اُنکی تیوری پر بل نہیں آتا تھا۔ نہایت سہولت اور منانت سے معترض کو اُسی کے عقائد کے بموجب قائل کر دیتے تھے۔ اُنکی تقریر اور تحریر میں سخت الفاظ داخل نہ پاتے تھے نہ وہ کبھی بزرگان دین کی توہین کرتے تھے وہ ہر مذہب میں سچائی کی طرف جاتے تھے اور صدق کو اوام طلبہ سے دور کر کے اُس طرح دکھاتے تھے جس طرح ہنس دودھ میں سے پانی جدا کر لیتا ہے۔ ابتدا میں اُنکی مخالفت بہت ہوئی اسبابہ میں سوامی دیانند اُنسے بہت زیادہ خوش نصیب

تھے کیونکہ سوانی جی کے لئے انگریزی تعلیم۔ خود برہم سماج اور کھیل لال بالکھ داری نے رستہ صاف کر دیا تھا۔ راجہ رام موہن رائے کو لوگ بالواجہ سخت دست بستہ کہ جاتے تھے مشورہ نیشنٹ لوگوں نے غول کے غول کچھ عرصہ اُنکے پاس سنا سندر کے گرد شور و غل مچاتے تھے۔ اُنکے بھتیجے نکو ورنڈا نکو اپنر نالش کرادی جس میں اُن کا بہت سا پیش ہوا وقت اور زرخیز صرف ہوا۔ اُنکی اولاد کی شادی کا حاج ہوئے مگر وہ اس سے قتل حوصلہ اور بہت گئے آدمی تھے کہ سارے مصائب کو برداشت کر کے اپنے ارادوں میں کامیاب رہے۔ راجہ شکر گھوشال پر سنو گار تھا کہ۔ برنڈا بن مرچوڈا راجندر لال متر کے دادا تھے۔ دوار کا ناتھ تھا کہ جو مرشی دیویندر ناتھ کے والہ تھے اور گولی ناتھ منشی ابتدا سے اُنکے رفیق بنے رہے۔ کئی لائق نینڈت بھی اُنکے ہم خیال تھے اور امتداد زمانہ کے ساتھ زبوانکے دن پر بھی اُنکی تعلیم اثر کرتی تھی اور وہ اُنکے سامنے بننے گئے۔ اس فرنگ اُنکو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور حضور گورنر جنرل اور اعلیٰ حکام بعض مرتبہ مشورے کے لئے بلایا کرتے تھے۔ پادری ایڈم کا حال ہم اور کچھ اُنکے ہیں کہ وہ کیونکر ٹیلیٹ چھوڑ کر چھوٹے پادری صاحب نے ایک انجمن موجدین قائم کی تھی اور پاسنا کے جلسوں میں راجہ رام موہن رائے بھی مع اپنے شاگردوں کے شریک ہوا کرتے تھے ایک روز جلسہ میں سے واپس آئے ہوئے اُنکے دو شاگردوں نے یہ صلاح دی کہ اسی طرح ہم بھی اپنا اپنا سندر علاحدہ بنالیں تو اچھا ہو۔ یہ صلاح راجہ کو پسند آئی چنانچہ مہادین کا ایک جلسہ کیا گیا اور کافی امداد زر کے وعدہ پر دست تو ایک مکان کرانہ کا ٹیکہ پاسنا بھاکولی گئی۔ دو سال کے اندر چیت پور روڈ کے پاس موجود سماج مندر تعمیر ہوا اور ماگہ گیارہ ستمبر کو اس کے افتتاح کی رسم عمل میں آئی اس طرح برہم سماج کی بنیاد کا پتھر رکھا گیا۔ جسکے اصول کی اشاعت خود اُنکے لائق وفات باقی ہی نے نہیں کی بلکہ کیشب چندر سین اور پرثاب چندر غلدار جیسے فصیح الیالوں نے امریکہ تک پہنچائی۔

اصلاح مذہبی کیساتھ ساتھ راجہ رام موہن رائے اصلاح قومی میں بھی برابر سعی رہے۔ اس میں اُنکے سب سے نمایاں کام رسم سنی کی انسداد کی کوشش ہے یہ رسم وہیوں اور منو یا گیا۔ سمرتیوں میں نہیں پائی جاتی۔ ہاں پراون میں کہیں کہیں حوائے آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ پراون ہی کے زمانہ میں رائج ہوئی۔ مسلمان جب ہندوستان کے قریب رہیں عام قومی اثرات انہوں نے جو مذہب سمجھ کر اس میں دست اندازی مناسب خیال نہیں تھی۔ شہنشاہ گھنبر کے زمانہ میں اتنی قید رکھی گئی کہ کوئی عورت زبردستی سنی نہ کی جاسکے۔ ہنگام میں اسکا سب سے زیادہ زبرد تھا کیونکہ یہاں کثیرالاندواجی عام تھی۔ صرف ٹکاتہ میں جو ابلی بہت برا اشد نہ تھا سال بھر میں تین اور چار کے درمیان میں عورتیں سنی ہو جاتی تھیں اُس زمانہ میں عورتوں کے ساتھ سخت بدسلوکیاں ہوتی تھیں۔ زندگی بھر کی ناقابل برداشت مصائب ہو گئی بھاری عورتوں کی نگاہ میں ہوتی تھیں ان کے خوف سے بعض خود جیتا جلیا ناپسند کرتی تھیں۔ بعض خویش واقارب کی تحریکوں و ترغیب سے اور بعض جبر و تشدد سے ظالم مردان کا ترکہ پانے اور گزارے کا طریقہ نہ اٹھانے کے لالچ سے میں طرح ہو سکتا تھا اُنکو خاوند کی نفس کے ساتھ جلا دیتے تھے عورتوں کو چھانک لکھ کر کیسا

رتی سے جکڑ دیتے تھے اور بالنوں سے وہاں رکھتے تھے کہ اٹھ نہ سکیں۔ اودھرتیا میں دھڑ دھڑاگ جلتی تھی۔ اودھرتی زور سے باجے بجتے تھے۔ کہ منظوموں کی فریاد کسی کے کان تک نہ پہنچے۔ راجہ رام موہن رائے نے یہ سانچہ جانکاہ اپنے بھائی جگن موہن کی مرگ پر دیکھا تھا اودھرتی روز عمدہ کر لیا تھا کہ میں اس رسم مذموم کو مٹا کر چھوڑ دوں گا۔

اگرچہ اب بنگال پر انگریزوں کا تسلط ہو چکا تھا مگر ابتدا میں انہوں نے بھی اگر ہی حکمت عملی کی تقلید کی انکو اندیشہ تھا کہ نئے مفتوح ملک میں رسوم مذہبی میں دست اندازی کرنے سے شور و شر نہ برپا ہو جائے۔ راجہ رام موہن رائے نے یکے بعد دیگرے تین کتابیں رسم ہندی پر لکھیں اور بنگالی میں چھاپکر مفت تقسیم کیں انگریزی میں انکا ترجمہ کر کے انگریزوں کو دیا تاکہ سنی کو جرم مذہب سمجھنا انکی طبیعت سے دور ہو کر انکی کوشش کتاب نویسی اور انگریزوں سے ملنے اور گفتگو کرنے پر محدود نہ تھی بلکہ جہاں کہیں مسلمانوں میں کسی کے سنی ہونے کی خبر سننے تھے فوراً پوچھ کر اسکے ربو کو سمجھانے تھے اگرچہ نتیجہ بالعموم یہی ہوتا تھا کہ گالیاں کھا کر واپس آتے تھے لارڈ ولزلی کے عہد میں کچھ سخت قیود سنی کے بارہ میں نافذ ہوئے مگر ان سنی کا بل لارڈ ولیم ٹینک نے باجلاس کنسل ہم۔ دیبرسٹن کو پاس کیا۔ انگریز بے شک اس رسم کو مذموم جاننے لگے اور اسکے دور کرنے کی فکریں تھے مگر راجہ کی سعی تبلیغ تھی سبب یہ کہ میں اہل ہند کے لیے باعث فخر و ناز ہے۔

پرانے عقائد کے ہندوؤں نے اسوقت بھی سخت مخالفت کی۔ بڑی بڑی بھائیں ہوئیں۔ اور محض نامہ پر ہزار آدمیوں کے دستخط کر کے پارلیمنٹ میں اپیل کرنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ راجہ رام موہن رائے نے باوصف سخت مخالفت ایک سپاس نامہ تین سو آدمیوں کا دستخطی حضور گورنر جنرل کی خدمت میں پیش کیا اور مخالفتوں کی سعی کو روکنے کے لیے خود بھی ولایت کا عہدہ کیا۔ تب میں راجہ رام موہن رائے کی جان عورتوں سے بچانی تھی وہ دل سے عورتوں کی عزت کرتے تھے اور انکا حال زار دیکھ کر بہت گڑبڑتے تھے۔ انات کے جن میں انکی سعی تبلیغ سنی مذہبی محدود نہ رہی۔ بلکہ کثیر ازدواجی۔ دختر فروشی۔ ترکہ بانی۔ تعلیم نسوان اور ازدواج جو گناہ ہر مذہب وہ دلچسپی ظاہر کرتے رہے اور کوششیں تبلیغ کو کام میں لاتے رہے۔ اگرچہ ازدواج جو گناہ کو۔ شاستروں سے ثابت کرنے اور عہدہ راجہ کا فخر بعد میں ایشور چندر بدیا ساگر اور سوانی دیا شند سستی کو حاصل ہوا۔ راجہ رام موہن رائے نے اپنی پڑ پڑ ورتوں میں اہل ملک کو یہ جملایا۔ کہ ہر طرح حقوق میں عورتیں مردوں کے مساوی ہیں اور انکو موجودہ ذلیل حالت میں رکھنا سخت ظلم اور تعدی ہے۔

سنہ ۱۸۵۸ء میں انہوں نے ولایت جانے کا عہدہ کیا۔ اگرچہ ارادہ پہلے سے تھا مگر ہوسہ ماہ انہوں نے ملازمت سرکاری میں صحیح کیا تھا وہ رفقاء عام کے کاموں۔ کتاب بینی اشاعت اور عدالت کے مقدمات میں بہت کچھ صرف ہو چکا تھا سبب الناسباب یعنی نے ایک اور سبب پیدا کر دیا اگر ثانی شاہ دہلی کو برائے اضافہ وظیفہ خود ایک وکیل ولایت بھیجا تھا بادشاہ ان کے خرچ کو کفیل ہوئے اور تنخواہ پر خطاب راجا جانی لڑا کر کے انکو ولایت روانہ کیا دواور بھی براعت تھے جس نے انکا انگلستان کا سفر اور بھی ضروری تھا ایک سال میں قانون التعداد سنی کے خلاف جو اپیل

ان کے مخالفوں نے کیا تھا اس کا روکنا تھا اور دوسرا یہ تھا کہ سندھ میں کپنی کی تجدید سندھ سپیش
تی اور ایک کمیٹی پارلیمنٹ شہر اس کے تحقیقات اور سندھ حکومت ہند وستان مقرر ہوئی تھی۔ اسیں
ان کی شہادت فلاح ہند کے لئے الیس درکار تھی۔

چونکہ ساجہ رام موہن رائے پہلے ہندو تھے جنہوں نے جہاں پر قدم رکھا تھا اور ایک روز پیشتر
جون جون آدمی انہیں دیکھنے آئے۔ چار مہینے کا بجری سفر طے کر کے وہ ۱۸۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو لاہور
پہنچے۔ یہاں ان کی کئی انگریزوں سے ملاقاتیں ہوئیں جن میں ولیم رائے کو مشہور و معروف مورخ
کی ملاقات قابل ذکر ہے۔ لارپول سے باغیڑے کا رخائے دیکھتے ہوئے وہ لندن میں آئے۔
انگلستان میں ان کی شہرت جاننے سے پہلے ہو چکی تھی جو رسالے انہوں نے تنیٹ اور الوہیت
سیج کی تردید میں لکھے تھے وہ کئی بار امریکہ اور انگلینڈ میں شائع ہو چکے تھے اس لئے موحد
جسائیوں کی طرف سے ان کی تکریم و تعظیم میں کوئی دقت نہ گذشت نہیں ہوا۔ بڑے بڑے
شاہدار جلسے کئے گئے اور عائد و معززین ملک سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ریچٹ اسٹریٹ میں شاہ
دہلی کے وکیل کی حیثیت میں ایک مکان میں ان کا درگاہ تھا اور مکان کے قریب ہر وقت ملاقاتیوں کی
گھاڑیاں کھانا لگا رہتا تھا۔ لندن کی اعلیٰ سے اعلیٰ سوسائٹی میں لوگ چاہت سے ان کو مدعو کرتے
تھے اور جو ان سے ملکر جاتا تھا ان کے حسن اخلاق اسلئے لیاقت اور وسعت معلومات کا مطالعہ
کے لیے راج بن جاتا تھا۔ ان کی یہ قدر و منزلت پر ایسویٹ لوگوں ہی میں نہ تھی۔ بلکہ شاہ انگلستان
کی تاج پوشی اور افتتاح پل لندن کے موقع پر ان کو سفیر دول خارجہ کے زمرے میں نہایت
اعزاز سے بلایا گیا تھا۔

جو اعزاز انہیں ولایت کھینچ کر لگتی تھیں۔ ان میں سے وہ بہت آسانی کے ساتھ پوری گنیں
قانون سیج کے خلاف اپیل پر پوری کونسل نے نامنظور کی۔ اور شاہ دہلی کے وظیفہ میں تین لاکھ
روپیہ سالانہ کا اضافہ بلا زیادہ تک دو کے منظور ہو گیا۔ حکومت ہند کے متعلق کمیٹی پارلیمنٹ
نے بہت لوگوں کی شہادت لی۔ مگر راجہ کی شہادت میں ممبران پارلیمنٹ ہند شوق نگاہ کر کے
تھے اور وہ اکثر صلاح و مشورے کے لیے ایوان وکلاء و امرا میں بلائے جاتے تھے جو سوال انکو
پرچھے گئے اور جو جواب انہوں نے دئے وہ بعد میں کتاب کی صورت میں شائع ہوئے۔ عدالتوں کی
اصلاح۔ ملکی عدالتوں کا خستہ سہار سماعت مقدمات اہل فرنگ پر اہل فرنگ کا ہندوستان میں
آباد ہونا۔ جسوری کا طریقہ۔ ان کے کلیو اور جوڈیشل کاموں کی علیحدگی۔ قوانین کو مجموعوں کی صورت
میں ترتیب دینا۔ وضع قوانین میں باسٹمنڈگن ہند کی۔ اسے لینا۔ دیسی پیشیا فوج کا قائم کرنا۔
درسیو نکرا علی حد سے دینا اور کثرت سے نوکر رکھنا۔ ملازمان سول کی عمر و نقداد۔ حالت
زمینداروں کی اصلاح۔ اور ہندو نسبت استمراری برائے کل ملک سب مضامین پر ہر ملوک
لیکر انہوں نے مدلل اور پر زور بحث کی ہے۔ اس مختصر مضمون میں ان مضامین پر آنے کا وقت
خیالات کا خلاصہ دینا ممکن نہیں۔ مگر اتنا ضرور کہنا ہے کہ ان کے پولیٹیکل پروگرام میں ایک
نیشنل کانگریس کے بانیں اجلاسوں نے کچھ زیادہ اضافہ نہیں کیا۔ ان کی باریک بینی۔
جزوری اور وسیع معلومات حیرت انگیز ہیں۔

راجہ رام موہن رائے کا قد پورا اچھٹ تھا سر بڑا۔ بدن توانا اور جسم رنگ کچھ زردمی لئے وہ ایک وجہ آدمی تھے۔ شکل و شبہات سے ریاست اور امارت نیکیتی تھی۔ آنکھوں سے جلال اور رعب برستا تھا مگر جب اپاسنا کرتے تھے یا اخلاق و مذہب پر گفتگو کرتے تھے تو انہیں سے نرمی رحمدلی اور اندرونی مہربانی ایک عجیب انداز سے مترشح ہوتی تھی چپکین اور بگڑی بیٹھتے تھے۔ خوراک کا یہ حال تھا کہ پچاس آم بارہ بارہ سپردودھ۔ ایک ایک سوچے بکرے کا گوشت۔ نارجنوٹا کچھ کا کچھ ایک ایک دن میں ہضم کر جاتے تھے جب اُنکے خلاف مخالفت زور پر تھی تو اُن کے دوستوں کو خوف ہوا کہ کہیں دست درازی نہ کریں وہ ہنسنے لگے کہ یہ بنگالی ہم کو ماریٹنگے۔ ہلکو ماریٹنگے۔ یہ کھائے کیا ہیں۔

قاعدہ ہے کہ نفس میں جسم صحیح میں رہتا ہے۔ اُنہوں نے بلا کا حافظہ پایا تھا جس بات کو ایک مرتبہ دیکھ لیتے پھر نہیں بھولتے تھے۔ وہ ایک درجن سے زیادہ زبانیں جانتے تھے اور سب میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ اردو فارسی اور عربی میں وہ مولوی رام موہن رائے کہلاتے تھے سنسکرت میں چندریشکھ جیسا لائق آدمی کہلاتا ہے کہ میں نے دید اور ویدانت میں اُنکی لیاقت کا پندت کم دیکھا ہے۔ انگریزی میں جرہی ینتیم مشہور فلسفی نے ایک جھٹی میں اُن کو لکھا تھا کہ اگر آپ کی کتاب پر آپ کا نام نہ ہوتا تو میں اس کو کسی انگریزی کی تصنیف سمجھتا۔ ان کی جزدوسی باریک بینی اور ذوراندیشی مشہور عام تھی۔ لوگ قانون اور معاملات زمین میں اُنکو صلاح لیا کرتے تھے اُن کی قوت تحلیل و ترکیب نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ جس مضمون کو آٹھالی تھے اُس کا کوئی پہلو پس انداز نہ ہونے پاتا تھا۔ بیاختے کے بادشاہ تھے جس خوبصورتی سے اعتراض اٹھاتے تھے یا سوال کا جواب دیکر معرض کو قائل کرتے تھے وہ بہت کم لوگوں میں گنتے میں آتا تھا اصلاح قومی میں جو امور اُنکے ذہن نشیں تھے سوشل کانفرنسوں نے اُن میں کچھ زیادہ نہیں بڑھایا ہے۔ تعلیم۔ مذہب۔ لٹریچر۔ ہر چیز میں اُن کا پایہ بہت بلند تھا جو تجربہ اُن کو حاصل تھا۔ ایک مضمون میں بھی کیسکو ہولو اُس کی شہرت عام اور بقا سے دوام کے لئے کافی ہے۔ وہ اپنے ذہن کے پکے اور ارادے کے پورے تھے کیسی ہی رکاوٹیں اور دقتیں کیوں نہ واقع ہوں ہر کام کو اٹھا کر پورا ہی کر کے چھوڑتے تھے۔ اُن کی اخلاقی جرأت ضرب المثل چلی آتی ہے۔ ان کا دل اور عمل یکساں تھا۔ جودل میں محسوس کرتے تھے۔ زبان سے کہتے تھے اور عمل میں کر دکھاتے تھے۔ اسی قوت ارادی کا زور تھا۔ کہ اُن کی زندگی تراز و توالی ایسے کارہائے نمایاں کا سلسلہ تھی۔ وہ خوف کا نام و نشان نہیں جانتے تھے۔ ہر کام بے باکانہ و دیراندہ کرتے تھے۔ سخت مخالفت اُن کے لئے محرمکب کا باعث ہوتی تھی۔ نہ رکاوٹ کا۔

ان کمالات پر مزاج بہت سادہ اور سلف و بناوٹ سے خالی پایا تھا۔ عورتوں کی نڈل سے تعظیم کرتے تھے۔ آپ بیٹھے ہوئے تو کسی عورت کا کھڑا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ بچوں پر دُعا تھے مگر میں ایک گوارہ آور بنال تھا مجھے کہ لڑکے اگر کھیلا کرتے۔ آپ اُنہیں جھٹلاتے اور پھر آپ گوارہ میں بیٹھتے کہ اب میری باری ہے تم مجھے جھٹلاؤ۔ نوکروں اور مزارعوں سے ان کا سلوک اس ہمدردی کے ساتھ تھا کہ وہ اُن کے جان نثار تھے۔ شاگردوں سے بھائی کے نام سے

خطاب کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی ذات پر تکلیف گوارا کرتے تھے مگر جسے الہامی لکھا اپنے باعث سے اور کو
تکلیف دینی پسند نہ کرتے۔ اہل ترس بہت تھے چنانچہ ان کی ساری گمانی خیرات کے کاموں میں مشغول
ہوئی۔ ان کی قربانی مزاجی۔ رحمدلی اور اندرونی جوش کا اندازہ ان کی آنکھوں سے ہوتا تھا جس میں
سب اوقات پریم جل بھرا نظر آتا تھا۔

ایسی مائیں مبارک ہیں جو راجہ رام موہن رائے ساسپوت پیدا کرنے کا فخر حاصل کرتی ہیں
اے امون رائے ہندوستان آپ کو بھولائیں ہے ۱۲۰۰ ستمبر کو تمہاری یادگاریں ملک کے ہر
حصے میں جیسے ہوئے ہیں۔ اور ہندوستان کو بھول کیونکر سکتا ہے۔ بھارت مائے کس خلیف
الرشید نے اس کی تمہاری طرح خدمات کی ہیں۔ ہم تم کو فخر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بہت
ادب منسا کر رہے ہیں۔ تمہاری بے نظیر زندگی ہندوستان کیا کام دنیا کے لیے ایک قابل تقلید نظیر
ہے۔ فقط

گارفیلڈ

یہ بے نظیر انسان نومبر ۱۸۶۷ء میں امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ میں ایک غریب کسان کے گھر پیدا
ہوا۔ گارفیلڈ کی عمر اسی دوہی سال کی تھی کہ اُس کا آپا اُس کے سسر سے گزریا اُس کی والدہ نہایت
سستقل مزاج اور سلیقہ شعار اور دور اندیش عورت تھی۔ بے چارہ کی بچہ کے سر پر بہت ساقضہ
تھا اُس کے خیر خواہوں نے صلاح دی کہ زمین کو فروخت کر کے قرضہ لے بان کر دو۔ اور اپنے والدین
کے گھرانوں کو لے کر چلی جاؤ۔ اُس نے کہا اب تو ہم زیندار کہلائے ہیں اور اپنی محنت سے پیٹ پالتے
ہیں اگر زمین بیچ کر نادار ہو جائیں اور دوسرے دیکھے اُس سے زندگی بسر کریں تو نہایت ذلیل اور کمزور
زندگی کئے گی اور لوگوں کی نظریں تمام عمر میری اولاد بھی دست نر کہلائے گی۔ چنانچہ اُس بند خیال
خاندان نے کچھ توڑی سی زمین فروخت کر دی اور باقی میں خود مشیبا و درز مشقت کر کے کچھ فصل
روٹی۔ اور نہایت کفایت شعار سی سے مصیبت کے دن کاٹنے لگی چاول تو اُس نے تین دفعہ کی بجائے
دو بار اور پھر ایک ہی دفعہ دی میں کھانا شروع کیا گارفیلڈ کا بڑا بھائی گیارہ سال کی عمر کا تھا وہ غنت
مزدوری کرنے لگا اور ان کا گزارہ چلنے لگا۔

گارفیلڈ ابھی تین چار سال کے درمیانی عمر میں تھا جب کہ اُس کو اپنے گھر سے ڈیڑھ میل پر ایک
سکول میں داخل کیا گیا۔ ایسی فاقہ سستی اور غربت کی حالت میں ایک والد کا بچہ کی تعلیم کا خیال
رکھنا اُس کی وسعت عقل پر دلالت کرتا ہے گارفیلڈ کو اُس کی بہن سکول میں پورنچ آیا کرتی تھی
وہ دل بدیہ ثابت بخون و یک سوئی سے پڑھنے لگا۔ نہتہ اُس کی ذہانت اور خدا داد لیاقت کو دیکھ کر
اُس شخص سے کھلنے کو دل سے پیار کرنے لگے۔ ایک دن جبکہ ابھی اسکول میں استراحت نہیں آئے
تھے دو چارہ بچے آئے ہوئے تھے سب سے کم عمر گارفیلڈ تھا یہ سب کو پیار لگتا تھا ان کو
نے خلو میں محبت سے اُس کو میز پر بٹھا دیا اور کہا کہ تم ہمارے سب کے مستند ہو ہمارا امتحان لی
گارفیلڈ نے بغیر کسی ہنس و ہنس بچ بچ کا استا وین کر اُن سے سوالات پر چٹنے شروع کر دیے۔
۱۲۰۰ ستمبر ۱۸۸۷ء تاریخ وفات۔

اُس کو والدہ نے کئی ایک اہل کی مختصر روایتیں سنائی ہوئی تھیں گار فیلڈ نے وہی قصے سوالات کر
 طرز پر پوچھنے شروع کر دیے گویا بعض سوال آسان تھے مگر اکثر ایسے تھے جنکا جواب حقیقت میں اول
 تمام بڑے لڑکوں سے نہیں آیا اور خود ان کا حل گار فیلڈ نے بنایا۔ ایسی نظیر اور کسی اسکول میں مشکل
 سے ملے گی۔

کچھ عرصہ بعد گار فیلڈ کی والدہ نے خیال کیا کہ اگر کوئی اسکول نزدیک ہو جائے تو اُس کے ہونا
 بچے کی تعلیم دن و رات ترقی کرے چنانچہ اُسے اپنی زمین سے ٹھوڑا اکڑا اسکول کے لئے مفت دیدیا اور
 چند آدمیوں نے شال ہو کر ایک مختصر سا مکان بنا کر ایک اچھا شریف سا استاد مقرر کر کے لڑکوں کو
 اسی جگہ پڑھانے لگا دیا۔ وہ استاد تمام شاگردوں کے گھر میں باری باری سے لکھا نا کھانا تھا۔ ایک دن
 استاد گار فیلڈ کے گھر میں کھانا کھا رہے تھے آپا اور واپسی پر گار فیلڈ کو اسکول میں اپنے ساتھ لے گیا یہ سہ
 میں گار فیلڈ کو کہنے لگا کہ اگر تم محنت و عرصے سے پڑھو تو ممکن ہے ایک دن جرنیل بن جاؤ۔ گار فیلڈ نے
 جرنیل کو کوئی بہت ہی بڑا آدمی سمجھا اور استاد سے پوچھا کہ سب نے ہم گھروں کو لے کر آکر ماسے پوچھا
 کہ جرنیل کیا ہوتا ہے ان سے حقیقت پوچھی تو گار فیلڈ کے بتلانے پر کہا کہ اب تک تمہارے بزرگوں میں
 کوئی شخص جرنیل نہیں بن سکا اور اگر تم محنت اور شوق سے پڑھنے میں لگے رہو تو ضرور ہی ایک دن جرنیل
 بنکر بزرگوں کا نام روشن کرو گے۔ گار فیلڈ نے کہا کہ میں جس طرح بھی ہو سکا جرنیل بننے کی کوشش کروں گا
 بعد ازاں چند سو سال کی عمر تک گار فیلڈ پڑھنے کے علاوہ سمار اور صاحبوں سازی کا بھی کام
 کرتا رہا۔ اس کا بڑا بھائی بھی روپیہ کما کر لاتا تھا اب اُنہوں نے اپنا مکان بھی قابل رہائش اچھا
 بنالیا۔ گار فیلڈ کو محنت کے بعد ہی جب فرصت ملتی تھی پڑھنے میں لگ جاتا تھا صاحبوں بنانا والے
 کے پاس بڑے بڑے ہمارے لڑکوں کی سوانح عمریاں اور دیکھتے تھے کہ میں تھیں گار فیلڈ نے وہ سب
 حفظ کر لیں اور ایک دن اُس کی لڑکی کے کسی روزی لفظ سے متغیر ہو کر اُن کی نوکری چھوڑ دی۔
 وہاں سے مستحق ہو کر گار فیلڈ ایک جازپہ ملاج کا کام کرنے لگا گو ابتدائی ایام میں اُس کو جاز
 رانی کا شغل نہایت دلچسپ لگا یا اور اُس کا قوی ارادہ تھا کہ میں ضرور محنت و جدوجہد سے بھرپور
 جاز کا کپستان بن جاؤں گا۔ لیکن جازپہ کام کرنے سے تین چار دفعہ ڈوبتے ڈوبتے گار فیلڈ
 بچ گیا اور اُس کو جازپہ کام کرنے والے اکثر دو مہینوں نے مشورہ بھی دیا کہ تمہاری لیاقت اور
 عقل و بہت کا آدمی تعلیم حاصل کر کے نہ بہت بڑا آدمی بن سکتا ہے۔ اس نے تم کو واجب ہے
 کہ ملاج کا کام ترک کر کے تعلیم حاصل کرو۔ چنانچہ گار فیلڈ نے حصول تعلیم کے لیے دل میں عزم کر لیا
 اور جازپہ نوکری قطعی ترک کر دی۔ ۱۰ سال کی عمر میں گار فیلڈ پیرم اسکول میں پڑھنے کے لیے داخل
 ہوئے۔ اُسے آتے ہی دریاں سے پرنسپل صاحب کا گھر پوچھا اور اُن سے حسب ذیل بات
 چیت کی۔

پرنسپل کیا تم پڑھنے کے لیے یہاں آئے ہو؟
 گار فیلڈ! خواہش تو یہی ہے بشرطیکہ کوئی اسکول کی خدمت کی ڈیوٹی مل جائے تو۔
 پرنسپل یہ تم کو کس کام کر لیا کر دے گا؟
 گار فیلڈ۔ میں نے سنا ہے کہ آج کل آپ کو اسکول میں جھاڑویدار اور گھنٹی بجانے والے آدمی ملتا ہے

لگ رہی ہر وہ خدمات غلام کو مل جائیں تو میں دونوں کا انصرام کر لیا کروں گا۔
پرنسپل نے اچھا پندہ دیں گے۔ لیکن امتحان یہ کام کرو۔

عزیز کا کار فیلڈ نے ان ہر وہ ذرا کھن میں خاطر اہ نیک نامی حاصل کی اور وہ ہمیشہ کے لئے ان خدمات پر مقرر کیا گیا۔ علاوہ اس کے وہ اپنی تعلیم میں نہایت سرگرمی سے لگا رہتا تھا اور روزانہ پتھر مارا کرتا تھا۔ اس کا کام بھی اجرت پر کر لیا کرتا تھا۔ کیونکہ کالج کی پڑھائی کے لئے اس کو روپیہ کماتے کی زیادہ فکر لگی رہتی تھی۔

پورا ایک سال کار فیلڈ نے جازوب کش اور چڑا اسی رہ کر ساتھ ساتھ اپنا مزدوری کا کام بھی شروع رکھا اور اپنا امتحان بھی تمام ساتھیوں سے کامیابی اور تعریف کے ساتھ پاس کیا۔ چھٹی اور نیک چلن اور اپنے کام میں چست و دیانندار دیکھ کر تمام لڑکے اور استاد و کار فیلڈ کی قدر و منزلت کو سمجھ گئے۔ گویا تہ ذیل اور کیلئے کام تھے جو کار فیلڈ کے ہاتھ میں آکر ایک جلیل القدر شاندار گری بن گئے۔ ہر شخص اس کے کام کی تعریف میں عیش و عشرت کرتا تھا۔

ایک ہی سال گزرنے پر وہی جازوب کش سکول میں استاد بنا یا گیا تیسرے سال کے خاتمہ پر اسے سکول کی چھ سالہ تعلیم بھی با تعریف ختم کر لی اور ساتھ ساتھ معاشی کی اجرت سے روپیہ بھی کافی دیا کرتا رہا۔ اس اثنا میں اس کو تین سو روپے ماہوار کی آسامی ملنے لگی۔ گرامر سے تعلیم کے حصول کی وجہ سے وہ روپیہ بیچ بیچ کر کالج میں داخل ہونا مناسب سمجھا۔ اور خدا کے بھروسہ پر کالج میں داخل ہو گیا۔ چنانچہ نہایت کامیابی سے بی۔ اے میں کامیاب ہو کر اسی اپنے پرانے ہرم سکول میں اول پوزیشن پر مقرر ہوا اور دو ہی سال کے بعد وہیں پرنسپل مقرر کیا گیا۔

کار فیلڈ ہمیشہ فرصت کے وقت اپنے شاگردوں کو اونچے خیالات کی تلقین اور معاشی کی تعلیم دیا کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ انسانی زندگی میں ایک ایک بات اور خیال کا اثر تمام زندگی کے لئے آہنی نقش ہو جاتا ہے اس واسطے تم ہر وقت ارادے کو مضبوط اور حوصلے کو لاجب بنانے کی عادت ڈالو وقت کی قدر کرو اور کوئی لمحہ بھی بیکار نہ ضائع کرو ہمیشہ اپنے سامنے اعلیٰ معیار رکھو کہی ایک دن کام پر زندگی کے دن پرے کرنے کی نیت نہ کرو بلکہ زندگی میں ہمیشہ آگے بڑھنے کی آرزو میں رہو۔

۱۹۱۷ء میں کار فیلڈ نے مس روڈلف سے شادی کی اس وقت آپ کی عمر ۲۷ سال اور مس روڈلف کی ۲۵ سال کی تھی۔

کار فیلڈ معاشی کے علاوہ جنگی حکمت میں بھی اونچے درجے پر پہنچا چنانچہ وہ بمبئی کی جرنیل کا خیال اسی یا تھا اور وہ ایک دفعہ جرنیل کے عہدے پر سرفراز کیا گیا بعد ازاں وہ پولیٹیکل معاملات میں نہایت غور و خوض سے حصہ لینے لگا اور اس کے رفیقوں نے اس کو ریاست ہائے متحدہ کا کونسلر دے میں ممبر بنا دیا۔

انتخاب ممبری کے پہلی ہی ماہ بعد پرنسپل کے انتخاب کی ضرورت ہوئی۔ اس وقت تمام گرد و نواح میں کار فیلڈ کے لیے پرنسپل کا عہدہ تجویز ہوا۔ اس کے دوست نہ دل سے چاہتے تھے کہ کار فیلڈ اگر خود بھی ہمارے ساتھ حکمرانی کرے تو اس کا پرنسپل ہونا یقین ہے چنانچہ ان تمام احباب کار فیلڈ کو مجبور کیا کہ تم انتخاب پرنسپل کے وقت کو لباس میں چلے جاؤ اور ضرور تمہیں۔

کامیابی ہوگی۔ کار فیملڈ نے کہا کہ میں نے اپنی تمام عمر میں صرف ایک ہی عہدہ کے لیے خدا کی درگاہ میں التجا کے ساتھ خود بھی کوشش کی ہے اور وہ فقط ہرم سکول کی جارب کشتی اور چپڑاسی کا عہدہ تھا۔ جو قادر مطلق نے مجھے عطا فرمایا اب میں کسی مرتبہ کے لیے تمام عمر کوشش نہ کروں گا۔ چنانچہ بغیر کسی سعی و توجہ کے کار فیملڈ پریزیڈنٹ بنا گیا۔ اس وقت اس کی بڑھیا ماں جنگل میں جسے اسی مصیبتوں سے بالا تھا اس کا اقبال دیکھنے کے لیے زندہ تھی اور اس کے پریزیڈنٹ ہونے اور اپنے عہدہ کا چارج لینے کے وقت موجود تھی۔

دھن میں ایسی پور دیویاں جن کی ایسی مبارک اولاد دہوتی ہے۔ فقط

سید احمد خاں

یہ مشہور مذہبی محقق۔ حامی علم۔ زبردست رفیقار۔ عالی خیال مدبر اور جادو نگار مصنف ۱۷۰۰-۱۸۰۰ء کے مابین پیدا ہوئے۔ ان کی بھی ابتدائی تعلیم مشعل اور سلمان بچوں کے قرآن شریف سے شروع ہوئی تھی بعد اُس کے فارسی اور عربی تھیں کی ازاں بعد نئی اچھی اچھی طبابت کی کتابیں پڑھیں جسے کہ انکارہ انیس برس کی عمر میں پڑھنا لکھنا چھوڑ کر کئی مہینے حکمت (طب) کا شغل رکھا۔ اُس کے بعد کشمیری آگرہ کے نائب نشی مقرر ہوئے اُن دنوں ابھی انگریزی قانون کی عام لوگ بہت کم واقف تھے انہوں نے شب و روز کی محنت سے قانون دیوانی کا خوب مطالعہ کیا اور اس میں اچھے ماہر ہو کر ایک قوانین دیوانی کا خلاصہ تیار کیا جو امید داران منصفی کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا اُس کے صلیب میں گورنمنٹ کی طرف سے وہ سلسلہ ۱۸۰۰ء میں مین پوری کے منصف بنائے گئے تھے منصفی کی حالت میں آثار الصناوید۔ تاریخ بجنور وغیرہ تین چار نہایت اعلیٰ کتابیں لکھیں۔

غدر ۱۸۰۰ء میں آپ بجنور کے منصف تھے اُن کی کوشش سے بہت سے پور میں مردان عورتوں کی جان بچ گئی۔ گو بعض لوگ اُن سے بری طرح پیش آئے اُن کا مکان خالی کر دیا گیا۔ اسباب لوٹا گیا مگر اُن کی محنت عملی سے اُس علاقہ سے باغی بھاگ گئے اور وہ ضلع کا ضلع بغاوت کی شورشوں سے محفوظ رہا۔ جب اُس غدر کے آثار مٹ گئے دوسرے کار کی طرف ہو اُن کی نیک نیت اور امداد کے طفیل اُن کو ایک باغی سلمان کا علاقہ اُن کے دینے کے لیے تجویز ہوا انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ ایک سلمان بھائی کے خون سے اپنی پیاس بجھانا اُن کو کسی طرح گوارا نہ ہوا۔ سید اس ہنگامہ سے مسلمانوں کی ترقی سے مستعد رہا اور اس ہو گئے تھے کہ اُنہوں نے مصر میں سکونت اختیار کر کے کا ارادہ کر لیا تھا مگر پھر خیال ہوا کہ اپنی قوم کو ایسی گری ہوئی حالت میں چھوڑ کر وہ خود کسی گوشہ عافیت میں بیٹھنا نامردی اور بے مردی کی بات ہے۔ اسلئے قوم کی مصیبت میں شریک نہ رہنا چاہئے۔ چنانچہ ارادہ کنارہ کشی فرما کر کے اُنہوں نے قومی خدمت کو پسند کیا۔

سہ کار انگریزی ہنگامہ غدر سے مسلمانوں کی طرف سے سخت بدظن ہو چکی تھی۔ ہر ایک علما ہر حکم میں مسلمانوں کا ہتھیار انگریزوں کے دل سے قطعی جاتا رہا تھا۔ ایسے آڑے وقت میں سید نے وہ کام کیا جو اس کی قوم اُس کو ہمیشہ وعائے خیر سے یاد کرے گی اور قیامت تک اُس کے

نام پر پھول پر سائے کی۔ پیسے کہ انہوں نے اسی بدظنی کے وقت ایک رسالہ سبب بھاؤتہا ہند
چھپوایا اور اس کو گورنمنٹ آف انڈیا اور پارلیمنٹ میں بھیجا۔ جس میں انہوں نے اپنا خیال نہایت تفصیل
کے ساتھ بیان کیا اور انگریزوں کو یقین دلایا کہ غدر کی شورش نہ کسی قسم کی ملکی بغاوت تھی نہ کسی ایک
قوم کی سازش بلکہ صرف جاہل سپاہیوں کے مذہبی تعصب اور عدول حکمی سے ہنگامہ ہو گیا تھا۔
گورنمنٹ کی بھی یہ حق پسندی و فراخوصلگی قابل داد ہے کہ اُسے نہایت ٹھنڈے دل سے
اپنی شکایتوں کو سنا اور جو اعتراض صحیح معلوم ہوئے انکا فوراً تدارک کیا۔ الغرض مسلمانوں کے
دامن سے یہ بدگمانہ و عصبہ بادشاہ وقت کی بغاوت کا سرسید کے طفیل صاف دھل گیا۔

۱۸۵۷ء میں جبکہ ہندوؤں نے ناگرمی کو عدالتی زبان بنا سنے جانے کی کوشش شروع کی ان کو
یقین ہو گیا کہ اب ہندو مسلمانوں کا بطور ایک قوم کے ساتھ چلنا اور آپس میں اتفاق سے کام کرنا
محال ہے اس واسطے انہوں نے ہندوؤں سے قطع تعلق کر کے صرف مسلمانوں کے لیے کوشش
شروع کی۔ اس وقت مسلمانوں میں جمالت کے ایسے ٹھنڈے بادل چھائے ہوئے تھے جن کا کوئی حصہ
نہ تھا مسلمان لوگ انگریزی تعلیم انگریزی لباس خوراک سے سخت نفرت کرتے تھے وہ انگریزوں
میل جول نہ بنائینگے۔ انگریزی تعلیم نہ حاصل کریں گے ان کا اہل ہندو کے مقابلے میں پورا اترنا
محال ہے۔ اس واسطے وہ برزکیب سے یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دل سے دور کرنے لگے وہ
بڑے بڑے علماء اور قاضیوں کو تقریر سے فائل کر رہے تھے۔ بڑے بڑے کڑی ملاں ان کی مستند
دلیلیں سن کر حق پر آئے اُسی اثناء میں انہوں نے تہذیب الاخلاق نام ایک رسالہ جاری کیا۔ بعد
از ازل بمقام علیگڑھ مدرسۃ العلوم کی بنیاد ڈالی۔ جسکا نام آج چار دانگ عالم میں مشہور ہے
اُسی زمانہ میں انہوں نے تفسیر القرآن شریعت کی جتنی دنیا دہ خیالات کے مسلمانوں میں ایک
قسم کی آگ لگا دی اور ہر طرف سے اپنے کفر کے فتوؤں کی بوچھاڑ ہوئے بیچ اس سے بڑی غرض
ان کی یہ تھی کہ اسلام کو نئے فلسفہ کے حلوں سے بچایا جاوے ان کی اس بات سے اور بھی زیادہ
عزت ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی جاہل قوم کی ناقدری بلکہ مخالفت اور کافروغیرہ کلماتے جلانے
پر بھی اپنی کوششوں سے ہاتھ نہ اٹھایا۔

مدرسۃ العلوم علیگڑھ اور محظون ایجوکیشنل کانسٹنٹ قائم کر کے اپنی قوم کو بے انداز فیض
پہونچایا۔

مولانا حالی جنہوں نے ان کی مفصل سوانح عمری لکھی ہے لکھتے ہیں کہ سرسید محمد حرم کے چچا
ہمیر اور بہت احسانات ہیں انہیں میں سے ایک بہت بڑا احسان یہ ہے کہ وہ ہمارے لیے ایک
ایسی بے بہا زندگی کا نمونہ چھوڑ گئے ہیں جس سے بہتر ہم اپنی موجودہ حالت کے موافق کوئی نمونہ قوم کی
تاریخ میں نہیں پاسکتے۔ اگرچہ ہماری قوم میں بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہ بڑے بڑے دانشمند
وزیر اور بڑے بڑے سپاہ سالار گزرے ہیں اور گو ان کے حالات بھی شہرت سے خالی
نہیں لیکن ان میں ہمارے لئے کوئی ایسی شاہ راہ نہیں جیسے ہم انہیں بند کر کے اپنی دشوار گزار
منزل طے کرتے چلے جائیں سرسید کی لائف ہمارے لیے ایک ایسی مثال ہے جس سے قوم کی
یہ شخص منزل بآسانی طے ہو سکتی ہے۔ یہ لائف ہم کو نصیحت کرتی ہے کہ زمانے کی مخالفت کو خضا

کی مخالفت سمجھ کر اُسکے ساتھ موافقت پیدا کرو جب تم میں عمدہ حاکم بننے کی لیاقت نہ رہے تو عمدہ عورت بننے کی کوشش کرو وہ بتاتی ہے کہ قوم محکوم ہونے کی حالت میں کیونکر قومی عزت حاصل کر سکتی ہے وہ ایک طرف ہیں خودداری اور اپنی مدد آپ کرنے کی تاکید کرنے اور غلامانہ خوشامد سے نفرت دلاتی ہے اور دوسری طرف حکمران قوم کا ادب اور اس کی بزرگداشت ہمارے دل پر نقش کرتی ہے وہ ہلکے خردار کرتی ہے کہ قومی نزول سے قوم کے مذہب کو کیا صدمہ پہنچا ہے۔ اور اسکا تذکرہ کیا ہو سکتا ہے۔ اور مذہب کے مٹنے ہونے سے قوم کن آفتوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور اُسکا علاج کیا ہے وہ ہمیں تربیت دیتی ہے کہ قوم اور وطن کی محبت کو جزو ایمان جانوں اور قوم کی خدمت کو سرداری کا مقصد سمجھو وہ ہلکے سبق دیتی ہے کہ قوم کی حقیقی خیر خواہی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ بہت سے کام اُن کی عقل اور عادت مرضی کے خلاف نہ کئے جاویں۔

الغرض رسید روح کی زندگی بے بہا اسباق کا مجموعہ ہے اُن کی زندگی انسان کو آگاہ کرتی ہے کہ اگر دنیا میں بڑا بننا چاہو تو حرص۔ طمع۔ خود غرضی۔ جھوٹ۔ آرام طلبی اور عیش و عشرت سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہو جاؤ۔ وہ انسان کو یقین دلاتی ہے کہ قہر طای سی تعلیم اور بہت سا تجربہ اور بھل سچائی پر تبصروں فکر ایسے عظیم الشان کام انجام دیکتے ہیں کہ بو بڑے بڑے حکیموں اور مدبروں کو انجام نہیں ہو سکتے وہ انسان کو تعصبات سے مستغفر کرتی اور غیر قوموں کے ساتھ معاشرت سکھاتی ہے ہمارے بچوں کو ہدایت کرتی ہے کہ اپنے ہم وطنوں کے ساتھ خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر قوم۔ خلوص اور سچائی سے ملنا چاہئے وہ انسانوں کو تنبیہ کرتی ہے کہ جیسا دل میں سمجھو ویسا ہی زبان سے کہو۔ اور جو کچھ کہو اُس کو دکھاؤ وہ زندگی بے آواز بلند بچار رہی ہے کہ وقت کی قدر کرو۔ ڈیوٹی دفر کا خیال رکھو۔ ایک لمحہ بھی بے کار نہ رہو اور کام ہی کرتے کرتے مر جاؤ۔

اس مبارک انسان کی عمر ۷۰ برس تک پہنچی اور اُنہوں نے ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔

دوسرا باب

فصل اول

ماں باپ بھائی بہن اور تمام رشتہ داروں سے برتاؤ کے طریقے

انسان کے لیے سارے مذہبوں میں سب سے زیادہ عزت ماں باپ کی ہی روا ہے بلکہ بعضوں میں خدا کے برابر اکثروں میں خدا سے تعالیٰ کے بعد دوسرے درجہ پر ماں باپ کی پرستش کرنا لازم ہے۔

اولاد کے لیے یہی سعادت اور ہی تواضع ہے کہ وہ اپنے والدین کی تہ دل سے خدمت اور تابعداری کرے گو فلسفی نظروں میں انسان کو پیدا کرنے والا خدا ہے مگر اُس کو کئے دیکھا ہے اور جب ہیں مٹا ہوا اس دنیا میں لائے اور پالے پس کر قابل بنانے والے ماں باپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

فہم کیوں نہ ہر وقت ان کو ہی اپنا پیدا کنندہ اور پروردگار مانکر خلوص دل سے ان کی پوجا کریں آدمی کے لئے سب سے بڑی بندگی اور اطاعت اپنے معبود اور بزرگ کے حکم کی تعمیل کرنے پر ہے خواہ خدا کی بندگی اور پرستش ہو یا کسی افسر یا بزرگ رشتہ دار کی۔ تم دیکھو کہ اگر کوئی شخص عقیقت کے موقع پر ماں باپ اور خدا سے التجائیں کرتا اور اُس کے احکام کی عزت کرتا ہی اور اس وقت اتر کر کرتا ہے کہ آپ اس وقت مجھے اس مصیبت سے بچا دیں اور آگے کو میں ہرگز آپ کی اطاعت سے سرنہ اٹھاؤں گا اور وہ آئی بلا کے تل جانے پر پھر اپنے علم یا عقل کا ٹھنڈا کر لیتا ہے کہ میں نے اچھی سمجھ سوچ سے اپنی مصیبت دور کر لی ہے تو یہ اُس کی یہ بھول ہے جس طرح تعلیم و تربیت میں گھر خود ہی بچوں کی اپنی محنت ہی سب کچھ کامیابی دلانے کا موجب ہوتی ہو مگر شروع اور ساتھ ساتھ جب تک ماں باپ زمرے اچھی نصیحتوں سے عمدہ عمدہ تجویزوں سے اولاد کو خود کو کشش کر کے پڑھا نے کا بند و بست نہ کریں تو کبھی کوئی لڑکا عالم فاضل نہ ہو سکے اس لئے اولاد کو واجب ہے کہ وہ خواہ پرانا کر کتنی بھی ترقی کر جائے تمام عمر اپنے والدین کی عزت اسی ابتدا ہی عمر کے برابر کرتی جائے۔ بعض مغرور اور نا عاقبت اندیش لڑکے لڑکیاں اگر انکو والدین ان پڑھ ہوں اور وہ علم حاصل کر کے ایم۔ اے۔ بی۔ اے ہو جائیں اور بڑے بڑے عہدے اور درجے پا جائیں تو ماں باپ کو حقیقہ نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ رالم الخدوت کو باڈی کہ بندہ شولہ سال ہوئے ہیں سیالکوٹ میں ایک غریب زمیندار کا لڑکا تحصیلدار ہو کر آیا تھا کئی دفعہ سنا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ بلکہ گاؤں تک کا نام لینے سے پرہیز کرتا تھا۔

۱۰۰ بھڑیا دینیں ہے پندرہ سو سال کا ذکر ہے یا بیسویں سال کا

ایک دفعہ اُس کا باپ وہاں آیا۔ اُس بے چارے کے معمولی سے غریبوں والے کپڑے تھے جس کی
کیسی حالت تھی وہ اپنے بیٹے کے مکان پر گیا۔ اُس تحصیلدار کے پاس اس وقت کئی سپہ آدمی بیٹھے تھے
تو اُس نے باپ کے بھٹے پڑانے کپڑوں سے نفرت کر کے اٹھ کر قد بدھسی یا سلام کرنا گوارا نہ کیا۔
اُن دنوں اس کی مار چکی تھی صرف وہ باپ ہی تھا جس کو دو چار دن اسی طرح کی لاپرواہی سے
رکھ کر آخر اُسے سود و سوروپیہ دیکر وطن کو واپس کر دیا۔ اگر اُس کی والدہ عقلمند ہوتی تو وہ زمین
میں ہی اُس کو بھجایا کرتی خواہ تم کہتے ہی بڑے آدمی ہو جاؤ۔ مگر دنیا میں بغیر باپ کی عزت کے
تمہاری عزت ہرگز نہ ہوگی۔ اور ہم جانتے ہیں جتنے سسر لینے لوگوں نے اُس تحصیلدار کا والد سے یہ
برتاؤ سنا تھا اُس کو بے حیا اور کم ظرف سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ اگر اس نالائق کو عقل و فہم ہوتی
تو اسکو خوش ہونا چاہئے تھا کہ باپ کا ان پڑھا اور غریب ہونا تو اُس کے لیے زیادہ عزت کا باعث
تھا کیونکہ بڑے لوگوں کی اولاد تو عموماً دولت مند اور تعلیم یافتہ ہوا ہی کرتی ہے اگر کسی غریب بن
پڑے لکھے آدمی کا بیٹا اپنی ہمت اور توجہ سے علم و ہنر حاصل کر کے بڑا آدمی بن جائے تو حقیقت
میں وہی سب سے لائق اور قابل عزت ہے

اگر نے بیرل وزیر سے پوچھا کہ بیٹے کتنی قسم کے ہوتے ہیں بیرل نے کہا تین طرح کے ”
پوت، پوت اور سچوت“ بادشاہ نے پوچھا وہ کیسے اُس نے کہا یہ تمہارا پنکھا بردار پکوت ہے
تم پوت ہو اور میں سچوت ہوں اگر بولو لایہ کیونکر تم سب سے افضل کیسے بنے۔ بیرل نے عرض
کیا حضور پنکھے والے کا باپ رئیس آدمی تھا یہ لٹور اور نکما ہو گیا عیاشی میں باپ کا تمام مال و زر
اُڑا دیا اب چار روپیہ مینے کامزدور رہے اس واسطے یہ پکوت ہے جس نے باپ کی عزت اور نام
آدمی مٹی میں ملا دی۔ آپ بادشاہ ہیں آپ کا والد بھی بادشاہ تھا اس واسطے آپ پوت بنے
میرا باپ ایک غریب برہمن ہے جو ادھر ادھر سے چند پیسے مانگ کر گزارہ کرتا تھا میں آج
آپ کا وزیر ہوں کروڑوں روپے کا مالک ہوں چنانچہ اگر نے کہا واقعی ہی سچی بات ہے تم
ہی بڑے ہو اور تمہارا باپ بھی بہت عزت کے لائق ہے جس کی ایسی دانا اولاد ہے۔

لڑکیوں کو چاہئے ہر وقت ما باپ کا ادب رکھیں کیونکہ بھی گستاخی سے پیش نہ آویں
اگر تم دنیا میں نظر ڈالو تو ما باپ سے بڑا ہر ادب۔ عزت اور خدمت کے قابل اور کوئی رشتہ
دار نہیں ہے۔ ماں نے تو مینے پیٹ میں رکھا پیدا کرنے کی درد و تکلیفیں سہیں بچپن میں لاؤ
پیارے پالا۔ ہر وقت گوہ موت میں لٹھڑی رہی اور اپنا تمام آرام تیرے صدمے کر دیا۔ باپ
نے تمہاری ہر ایک ضروریات کی فکر کی دُور دراز ملکوں میں صرف تمہاری خاطر نوکری و
تجارت کی شب و روز کی محنت مشقت سے تمہارے کھانے پینے کے سامان ہم پہنچائے
اگر غور کی جائے تو اصل خدمت تو وہی ہے جو کہ بے کسی اور بے بسی کی حالت میں کی جائے
جب ہمارے ہاتھ پاؤں اور ہوش و حواس کسی کام کاج کے لائق نہیں ہوتے۔ ایسی حالتیں
ما باپ تمام دکھ سہکے ہوئے پرورش کرتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی خدمت کے عوض یا اس امید پر کہ
یہ آدمی بھی مجھ پر مصیبت بننے پر میری مدد کرے گا اس خیال سے کسی امداد یا نواضع کرتا ہے
تو یہ کوئی مہربانی یا نوازش نہیں ہے اصل خدمت تو وہی ہے جو ماں باپ اولاد کی کیا لگتی

اس واسطے باب کا بدلہ تمام عمر کی خدمتوں سے بھی اولاد کے سہ سے نہیں اُتر سکتا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی لڑکا لڑکی اپنے والدین کی خدمت کو مقدم فرض بنا لیتا ہے تو وہ بھی خواہ کیسے کردار اور بڑھے ہو جائیں اپنے کھانسنے پینے کا حق ضرور ہی ادا کئے جاتے ہیں۔ جب تک اُن کے اعضا بالکل بے سکت نہ ہو جائیں کوئی بورٹھی بورٹھا چھوٹے چھوٹے کام کاج سے جی نہیں چڑاتا۔ علاوہ اسکے تمام فقیروں اور اولیاء کی دعاؤں سے بابا کی دعا خدا کی درگاہ میں بھی زیادہ مقبول ہوتی ہے جسکے والدین اولاد کے حسن سلوک سے خوش ہو کر اُسکے حق میں نیک دعا پر ارجھنا کرتے ہیں۔ وہ اولاد سے زر سے عزت سے۔ جاہ و حشمت سے بھینٹا پھولتا ہے اور تمام عمر دن دوئی رات چوگنی ترقی کرتا ہوا باصحت اور بے آسودگی زندگی بسر کرتا ہے۔ فقط

بھائیوں بہنوں سے برتاؤ کے طریقے

دنیا کے اندر بابا کے بعد بھائی بہن کا ہی رشتہ ہے۔ ماں باپ گزر جائیں تو بھائی بہن لڑکیوں کو پالنے اور بیاہٹ دی کر لے ہیں۔ ہر ایک دکھ درد میں ایک ماں باپ کے فرزند ہی کام آتے ہیں۔ تم دیکھو گے تو یقین ہو جائے گا کہ جس طرح ایک ملک کی مصیبت تمام ساکنان ملک پر یکساں آتی ہے۔ جس طرح ایک علاقہ یا شہر میں وبا پڑ جائے تو تمام اہل وطن سادی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک گھر کے رنج و راحت کے قریبی شریک بھائی بہن ہی ہوا کرتے ہیں اپنے وطن اور ہم وطنوں سے اسی واسطے زیادہ محبت محسوس ہوتی ہے کہ اُن سب کا درد و آرام آپس میں ملا جلا ہوتا ہے۔ اُس کی عزت ایک ہی عزت سمجھی جاتی ہے مثلاً ہمارا بادشاہ انگریز ہے اس واسطے ہر کوئی تمام انگریزوں کی عزت و توقیر کرنی پڑتی ہے ہمارے بادشاہ کا وطن یورپ ہے اور ہر ایک یورپین کے حقوق ہر ملک میں اُس کے برابر ہیں۔ جب ایک ملک میں رہنے سے اتنا درد دیا جاتا ہے اودہ صرف اسی واسطے جائز سمجھا گیا ہے کہ ایک ہی زمین میں بود و باش کرنے اور ناگمانی و قدرتی تصدعات کا یکساں حصہ دار ہونے کے سبب وہ سب بھائی بھائی شمار ہوتے ہیں۔ اب ایک زمین یا علاقہ چھوڑو ایک ہی ماں کے بیٹے ہوں۔ ایک ہی شجر میں رہے ہوں اُسی والدہ (ماتا) کا دودھ پیا ہو تو اُن میں کیونکر زیادہ محبت و پیار نہ ہو گا اب اگر کوئی ایسا لالچی یا مطلب پرست انسان ہے جو اپنے ماں باپ جائے سے ٹٹکی یا دھوکہ کرتا ہے تو وہ پرے درجہ کا گرا ہوا انسان ہے جس طرح کوئی انگریز اپنے انگریز بھائی کا بڑا کرے یا ہندوستانی اپنے ہندوستانی برادر کے راستہ میں کانٹے ٹوٹے تو اُس کو سخت سست اور کینہ کہا جاتا ہے اب ایک ہی گوشت پوست کے پیدا شدہ ایک ہی آغوش (مادر پدر) میں پرورش پائی۔ ان کا رشتہ تو نہایت گرا ہوتا چاہے رشتہ کہتا ہے نا طرینے تا گا (دھاکا) جو نہایت جڑا ہوا ہو۔ مادیرہ اسی پاک جڑے ہوئے سرہندہ (رشتہ) کی کشش ہو کر کرتی ہے یا مین بھائیوں میں قدرتی پیار و ہمدردی کا جھکا

دلایا کرتی ہے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھائیوں سے کیسا پیار و اخلاص کرتی ہیں۔ جھکا بھائی نہیں ہوتا وہ دوسری لڑکیوں کو بھائیوں سے پیار کرتا دیکھ کر دل ہی دل میں سخت دکھ مانتی ہیں چھوٹی بچیاں کئی دفعہ سادگی اور در دہرے دل سے مانگو کہتی ہیں کہ ماما ایشور نے اگر تمکو بھائی نہیں دیا تو تم اور ہی کیسا لڑکا لیکر پالتو بچہ بنا لو ہم اسے اٹھائیں گی پیار کریں گی۔

اگر کوئی کمزور انسان سوخت کے خیالات ہوا کرتے ہیں۔ جب کہ اُن کے صافی دل پر رنگت کہ درت کا نشان تک نہیں ہوتا اور حقیقت میں محبت شے ہی ایسی ہے جو بنا دلت سے اثر نہیں ڈالتی بلکہ دل کی ہی دل سے فتن ہوتی ہے جب تک بچے دل سے محبت ہوگی اُس وقت تک ہر کوئی اپنے پیار سے (عزیز) کا سکھ اپنا سکھ اور اُن کی تکلیف کو دوسرے محسوس کرتا ہے جس میں کو اپنے بھائی اور بہن سے خاص دل سے پیار ہوتا ہے وہ اُسکو خوش دیکھ کر خوش ہوتی اور دکھ میں پریشان ہو جاتی ہے اُسکو کھانے پینے کی جب کبھی کوئی اعلیٰ چیز ملتی ہے تو وہ اسی اپنے عزیز فوت بازو کو دیتی ہے اسی واسطے بھائیوں کے رشتہ کو بازو کی طاقت سے نسبت دی جاتی ہے یعنی جس طرح ایک اور ایک ہاتھ ٹکرتا ہے بڑا کام کر سکتے ہیں ایسے ہی بھائیوں بہنوں کے ہاتھ اکٹھے ملکر کام کریں تو بہت سی راحت اور کامیابی نصیب ہوتی ہے اگر بازو لٹ جائے تو تمام جسم دکھ پاتا ہے ویسے ہی بھائی بہن کا رشتہ تو سٹے تو در دو بیچ ہو چکا ہے۔ اور یہ ناظر ہمیشہ کے لئے مضبوط اُسی حالت میں رہ سکتا ہے جب تک کہ ایک دوسرے کو صرف پیار اور خاص اُسی کے آرام کی نگاہ سے دیکھا جائے جب اپنا اپنی بڑا جائے تو پھر دونوں کو تکلیف نقصان اور ٹھٹھا پڑتا ہے اور مطلب پرست کو تو دوسرے کو ضعیف کرنے کی بجائے خود کو زیادہ ضرر پہنچتا ہے مثلاً سب کو معلوم ہے کہ ہاتھ ہی کمانی کرتا ہے ہاتھ ہی سے روٹی پکا کر کھائی جاتی ہے اور سارا جسم ہاتھ کے وسیلہ سے پرورش پاتا ہے۔ مگر جسم میں خون دوڑنے اور نہ ہی آنے سے ہاتھ بھی یکساں نفع اٹھاتا ہے اب اگر ہاتھ خود غرض ہو جائے اور وہ یہ گمان کرے کہ الگ اور لاپرواہ ہو جائے کہ ہیں اگلاؤں تو ہیں۔ اور دکھائے یہ سارا جسم "میں تو اب اور کسی کو اپنی کمانی نہ دوں گا۔ اس خود غرضی سے قیاس کرو تو سارا جسم ناکارہ ہو جائیگا اور پیشہ جسم کو کھلائے پلائے اگر صرف الگ ہو کر ہاتھ مڑا ہونا چاہے تو یا تو رتیاں اپنے چپے اوپر باندھنے سے ذرا بہ ہو گا یا اپنے کو شہد کی مکھیوں یا بھڑٹوں کے چھینے میں رکھنے سے" یہی حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو اپنے رشتہ داروں (بہن بھائی) سے الگ تھلگ رہ کر بڑا آدمی بننا چاہتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہی مصیبت میں ڈالتے ہیں۔

یہ بھی ہمیشہ یاد رکھو کہ دل کو دل سے ایک حقیقی راہ ہے اگر تم بچے دل سے اپنے بھائی اور بہن سے پیار کرو۔ اُسکی آسودگی اور راحت میں دل و جان سے مدد کرو تو وہ بھی عین چاہ اور ہمدردی سے تمہارے جان نثار ہوں گے۔

اگر تمہاری ماں یا باپ سے کس ہمشیرہ یا بھائی کو تم سے کوئی کپڑا یا کھانے پینے کی شے زیادہ دیدی ہے تو اُسکا حسد پر گزرتہ کرو۔ یہی سمجھو کہ میں اور وہ دونوں ہیں۔ اور اگر تم کو کوئی چیز چھوڑی اور زیادہ ملی ہے تو پہلے اُن کے آگے رکھو اور تم کو یقین رہے کہ ایسے سلوک سے آئندہ

جب کوئی شے اُنکو بھی ملے گی تو وہ پہلے تمکو لا دیں گے اور اگر کوئی ایسا ہی ہو جو آپ اکیلا ہی کھالیا کرتا ہے تو یہی تم ہمیشہ اُسکے عوض میں اُس کی ہر طرح سے دیجی تو یہی کیا کرو۔
 جن جہانی بہمنوں میں بہت اچھا سلوک ہوتا ہے ہر ایک کے دکھ سکھ میں جو ہمدرد اور مددگار رہتے ہیں اُن کو تکلیفیں بھی بہت کم آتی ہیں کیونکہ یہ تو معمولی عقل کی بات ہے کہ اگر چار عزیزوں میں کسی ایک کو دس روپیہ کی ضرورت پڑ جائے تو اُن ایک ایک کو ڈھائی ڈھائی دینے پر پڑے ہیں چار آدمیوں سے ہر کوئی دینا سے چار آدمی ملکر رہیں (بشرطیکہ شریف ہوں) تو اُنکا دل پر چا رہتا ہے۔ زندگی لطف سے گزرتی ہے دنیا واہ واہ کرتی ہے سب کے منہ سے یہ ہی صدا نکلتی ہے کہ دیکھو کیسے نیک بابا آپ کی اولاد ہیں کیا پیارا اور اچھے سلوک سے رہتے ہیں۔ لڑائی جھگڑا سے ہر دو کا نقصان ہی ضرور ہوتا رہتا ہے اور لوگوں کی نظر و نیس بھی بیعزت ہوتی اور قیمت کم ہو جاتی ہے اسلئے اپنے نام رشتے داروں کی راحت کو اپنی خوشی اور اُن کے درد کو اپنے سینہ کا زخم سمجھو۔ فقط

ہر ایک اقربا سے خط و کتابت کی طرز (خوشی غمی میں ہر موقع چٹھی لکھنی چاہیے)

پُرانے دنوں کے لوگ بڑی بڑی لمبی خط و کتابت کیا کرتے تھے خط لکھنے میں اپنا سارا زور اور لیاقت خرچ کر دیتے تھے اور اُس زمانہ میں چاہے بھی ایسا ہی تھا کیونکہ چٹھیاں تو صمد لوگ پاؤں چلکر دور دراز کی منزلیں طے کر کے مصیبتیں جھیل کر لے جایا کرتے تھے ایک ایک خطر و آواز گرنے پر روپے خرچ کرتے تھے۔ آج کا پیسہ کا پوسٹ کارڈ لکھو اور صبح کو لاہور کا پیشاور اور دہلی کا کھنٹو پہنچتا ہے اسلئے واجب ہے کہ جیسا کارڈ مختصر ہوتا ہے ویسے ہی اُسکا مضمون بھی چند لفظوں میں مطلب کا لکھا جائے۔

بے بے القاب و ادب اور خیر و عافیت پوچھنے بھانسنے کا اب زمانہ نہیں ہے کیونکہ پرانے والایہ تو خرد و نتیجہ محال دیتا ہے کہ جب کوئی ناگوار ماہرا لکھا ہوا نہیں تو ہر طرح سے خیریت ہی اور خط میں جب اپنے کارڈ بار کا اچھا برتاؤ جانچ لیتا ہے تو یہ بھی خود ہی قیاس کر لیتا ہے کہ کاتب (لکھنے والا) مجھے ویسا ہی سلوک کرتا ہے جیسا کہ مجھکو اُسپہ بھر دوسرے ہے اسواسطے وہ مزید شوکت لفاظی کی پرواہ نہیں کرتا۔ یعنی اسے سب بات کا خیال ہی نہیں آتا کہ محرر (لکھنے والا) میرا چھوٹا بھائی یا بیٹا یا لڑکھ ہے اور اُس نے یہ الفاظ کیوں نہیں لکھے کہ ”حضرت کی مال و جان کا دعا گو ہوں اور آپ کے احسانات نام عمر نہیں بھول سکتا۔ سچے دل سے آپ کا خادم اور ادب غلام جان نثار ہوں“ وغیرہ وغیرہ۔ اسواسطے آج کل خط وہی سب سے اچھا لگتا ہے جو مختصر الفاظ ہوں۔ صرف مطلب کی باتیں ہوں بھرتی اور عبارت آرائی کا مطلق کوئی لفظ نہ اور ریاضت کا یقین دلانے کو نہ تو مشکل الفاظ ہی ہوں جتنے سمجھنے کے لیے چند لعنت کی کتابیں

ڈھونڈنی پڑیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھو کہ ایسا خط لکھو جس کا مضمون عام فہم ہو کوئی فقرہ بناوٹ کا نہ ہو سچی باتیں ہوں۔ لیکن یاد رہے ایسا بیج بھی حلقاً لگے میں نہ ڈالنا چاہیے جس سے کسی کا دل دکھے۔ مثلاً کانے کو کاناکنا ہے تو بیج کننا لیکن جھگڑا مول لینا ہے ہر وقت لحاظ اور ادب تو اس کا خیال رکھو چھوٹوں سے محبت اور ان کی ضروریات کا ہر وقت دھیان رہے۔

نیز سب بات پر نگاہ رہے کہ اگر خوشی کا خط ہے تو اس کا سارا مضمون خوشی کی ہی جھلک سے آکر سہ ہو۔ اگر ماتم پر سی یا کسی غم کی دستاں کو بیان کرنا ہے تو ساری چٹنی میں کسی حرف سے ہنسی یا دل بلی کا نشان نہ ملے اگر کسی کاروبار یا رشتہ ناطہ وغیرہ کے متعلق رائے لینا یا دینا ہو تو اپنے خیال کو سنجیدگی اور غور و فکر سے ظاہر کرو۔ اگر کسی کم عمر رشتہ دار یا نوکر کو کسی بات سے تنبیہ کرنا یا کسی نقص سے آگاہ کرنا ہو تو اچھی دلیلوں اور نصیحتوں سے کام لینا چاہئے سخت سست اور گرسے ہوئے لفظوں سے ہرگز کسی کو مخاطب کر کے خط نہ بھجو۔ یہ بیج ہے کہ تلوار کا زخم اچھا ہو جاتا ہے اور زبان کا (یعنی گالی وغیرہ دی ہوئی کا) زخم نہیں بھرتا اور زبان کی بات بھول ہی جاتی ہے مگر ہاتھ کی تحریر کسی نہیں مٹتی۔ اس واسطے خط لکھتے ہوئے اپنے ایک ایک لفظ کو اول تو لو اور بعد میں قلم کے حواسے کرو۔

جس خط کا جواب دینا ہو اس کو پڑھ کر رو برو رکھ لو اور جواب لکھنے کے بعد ایک ایک لفظ کو دوبارہ غور سے پڑھ لو تمام مضمون سمجھ کر ہر ایک دفعہ وہ خط پڑھو جس کا جواب دیا گیا ہے کہ آیا کوئی بات رہ تو نہیں تھی۔

اگر چند باتوں کا خط میں ذکر کرنا ہے تو ان کو ایک چھوٹے سے پُر زب پر لکھ کر رو برو رکھ لو تاکہ سلسلہ دار لکھنے میں درستے اور کوئی بات بھول نہ جائے

اہل ہندو کے خطوط کی طرز

بیٹی کا خطاب کی طرز

بشر بیان پتا ہی مایہ نور آپ کا سایہ پر سیر فرزند ان دالم و قائم رکھیں۔
نہتے۔ آپ کا کرپا پتر ملا۔ نہایت خوشی ہوئی۔ خصوصاً عید کرشنچندر کے ایف لے میں کامیاب ہونے کی خبر پڑھ کر دل رابع باغ ہو گیا۔ نارائن عید کو دایمی تندرستی اور عذر رازی بخشیں۔ مانا ہی کا خط آتا تھا وہ عید کے ناطہ کی کوشش میں ہیں میرے خیال میں ابھی اور چند سال عید کو ان دنیاوی فکروں سے آزاد رکھنا چاہئے۔ نیز ابھی عید کی عمر میں سال سے بھی کم ہے۔ شادی اُسی حالت میں خوشی کی ڈگری ہو کر رہے جب کہ انسان تمام افکار سے آزاد ہو۔ ابھی اگر عید کو دنیاوی داری کے جھگڑوں میں ڈال لگیا تو اُس کے تعلیمی خیالات کو دھکا لگیگا۔ میرے خیال میں تو جیکر کرشنچندر ایم۔ اے پاس نہ کر لے اس وقت تک شادی کا نام بھی نہیں۔ چھوٹے بڑے سب راضی خوشی ہیں اور آپ کی سیوا میں پر نام عرض کرتے ہیں۔ ۶ بیساکہ سن ۱۹۲۰

آپ کی شبہ چٹک رام پیاری از بنارس۔

دیگر { میرے پریم پوجینہ پنجاہی ایشور آپ کو سلامت باگراست رکھیں۔
جے راہی کی۔ آپ کا پریم بھرا پتر ملا۔ شریمان! آپ کو بھانا گویا لقمان کو حکمت پڑھانا
یا کرشن جی کو گیتا سنانا ہے۔ تعلیم کے بارے میں ابتدا سے جیسے آپ کے مبارک خیالات تھے وہ
کیا ہو گئے۔ آپ نے برادری کی پرواہ نہ کی۔ مذہبی قیود توڑ دیے اور ہم بکسیوں کے حال پر رحم
کر کے ہم تینوں کو تعلیم دی۔ اب میں حیران ہوں کہ عزیز نند لال کی تعلیم کے بارے میں آپ کیوں
ایسے لا پرواہ ہو رہے ہیں۔ وہ قریباً دو ماہ سے سکول چھوڑ کر گھر پر آیا ہوا ہے اب کے پڑھ تو
یقین ہو چکا ہے کہ انٹرنش میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیگا۔ لیکن آپ یاد رکھیں اگر دو چار ماہ یوں ہی بیٹھا
رہے گا تو پھر وہ ایک حرف پڑھنے کا نہیں آپ بالکل محبت ترک کر دیں بفضل پر ماما اور دو چھوٹے
عزیز (آپ کے پوتے) آپ کے پاس ہیں اور اُس کو فوراً تعلیم کے لیے لاہور بھیج دیں۔ ناز پرورد
بچوں سے آج محبت کر کے اُن کو اپنے سے جدا نہ کرنا گویا اُن کے حق میں کانٹے بونا۔ یا بالافظہ دیگر
اُن سے دشمنی کرنا ہے۔ بیٹا رانسان ضرور ہی گندے گندے شغلوں میں جھس جاتا ہے اور جب
بدی کی طرف اُس کی عادت کا مضبوط رجحان ہو جاتا ہے تو اُس کی حالت نہ کسی سکول میں سدھر سکتی
ہے نہ کسی رشتہ دار کی چشم نمائی سے نہ کسی گورو اور پدیشک کی سکھشا سے اور نہ عدالت کے
قانون سے۔
تعلیم ہی وہ اُم و سلوا اور سچا رہنا ہے جو انسان کی اُم کو
میں اصلی بصارت کا نور لاتا ہے۔ تعلیم نہ ہو تو جہالت کے اندھیرے میں جھٹک کر اچھے سے
اچھا انسان اپنی زندگی برباد کر لیتا ہے علم کی روشنی سے علاوہ غور اور راست پر چلنے کے اور
کئی آدمیوں کی زیست کو برباد بنا یا جاسکتا ہے۔
آپ عزیز کو نور و لاہور روانہ کر دیں اور ساتھ ہی اُس کے ماموں جی کو تاکید تحریر فرما دیں کہ کم
از کم دو تین ماہ کیلئے اُس کے لیے ایک ماسٹر اور رکھ لیں جو ایک آدھ گھنٹہ علاوہ درسی تعلیم کی
اُس کو درود یا کرے۔ تاکہ یہ ضائع شدہ ایام اُس کے برابر ہو جائیں۔ لاہور میں تین چار روز پر
ماہوار پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ پڑھائیو اسے کئی ماسٹر ملجائے ہیں۔ بچوں کو پیار۔ ماما جی کو
پر نام۔ آپ کی سکھ اچھا سنی درود ہی انہ میرٹھ

بیٹی کا خط والد کے نام

شکیل مدود اُم گن ندھان شری ماما جی۔ ارطاف تارا بابائی چرن بندنا کے بعد نویدن ہو
آپ کی واکرنگ کی جھی آج پہنچی۔ رام دھن کی بیماری کا حال پڑا ہلکا سخت چلتا ہوئی۔
عرصہ سے میں آپ کی سیوا میں پراگھٹا کیا کرتی تھی کہ ہوجی (بھوجہ سے مراد ہے) کو کوئی
چمکتا (طب) کی پستک پڑھا دیر۔ اب تو وہ خاصی ہندی پڑھنے لگی ہیں۔ آپ تو پہلے اُن کو
اس میں پڑھانا ہی کٹھن سمجھتی تھیں۔ آپ کو یاد ہو گا دو ہی سال کا ذکر ہے، آپ کے میسرے باب
بار کے اصرار پر لکھا تھا کہ ”کبھی بوڑھے طوطے بھی پڑھا کرتے ہیں“ بھلا جب بچپن میں اس کو کوئی
شہ نہ نام خط میں جعفر نام درج ہوئے سب کے سب ذہنی ہیں۔ کوئی صاحب اپنی ذات سے غصوب ذکرین۔ (مصنف)

کچھ نہیں پڑھایا تو ہم سے یہ کیا پڑھ سکتی ہے کتاب تو آپ نے اپنے اسی خط میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ
اب نیت اور بالینی راہن بھی بجا شایس بالکل صحت پڑھ لیتی ہے۔ اگر وہ تھوڑی بہت علم طب
میں آپ کی نیت حاصل کرے تو اپنا اور اپنے بچہ کا علاج تو خود کر لیا کرے۔ پھلا علاج بھی نہ
سہی۔ چنگی جلی صحت کو بہر بہرہ یوں سے بچاؤ نہ لیا کرے۔ آپ نے لکھا ہے رام دھن کو
بہرہ ہی پہنچی اور چنگی کی شکایت ہے۔ میرا نسخہ ہے آگے ہو جی سے اپنی ناکھانڈہ اُجھڑ
سمیٹیوں کی رستہ سے گزریں اور پھر پھر کچھ کر پوسٹ پلاٹا شمع شروع کر دیا تھا۔ اور وہ دم کنی
کے عارضے میں مبتلا ہو گیا تھا اب سب کچھ ہی انہوں نے خود ہی کوئی نسخہ شروع کر دیا ہوگا
پیش و پیش عمر نا اونی ہی چنگی دانی رہیں جن جانی ہے جنگو مور کہ عورتیں خواہ عزاہ تندرستی
یہ حالت میں پہنچی تو نہ چینی ہر ٹیکور سناؤ وغیرہ روزانہ شروع کر دیتی ہیں آپ بہو جی کو ایات میں سمجھا کر اچھی طرح دیتا
کریں تو بیکے کو ضروری ہر مرض ہوگا اور باوجود اس بھول سے بالک کی صحت درست نہ ہونے پر اب بھی وہ آپ
سے چوری کوئی نہ کوئی کھینچ کر دینا دیا کرتی ہوں گی۔

اگر میری حسبِ تجربہ بات ہے تو آئندہ کے لئے ان کو ہر قسم کی دوا دینے کی ممانعت
کریں اور ذرا کی دوا نہ کر رکھ لیں۔ اب جی ورتیں دان ہی ایک گولی بچہ کو کھلا یا کریں موجودہ
نقص رفع ہو جائیگا اور اگر کبھی دس پندرہ دن بعد تک کوئی طبی کی قدر سے شکایت ہو تو یہی ایک
خوراک دیدیا کریں۔ سہریہ ہے۔ کھانا خشہ و روٹہ سوخت ۱۱ ماشہ۔ پلٹی ۱۰ ماشے۔ گولی ریح
سفید و دوا شمع چاروں کو بارک ٹھوس کر پاؤ بھریانی میں بکا دیں جب نصف پانی رہا کر
تو تار کر چھان لیں۔ اور دو بارہ وہی پانی آگ پر چڑھا کر عصارہ (سجھاڑھا) اب سا
بنالیں اور اسکو تھپے انداز شہر نشہ کا سفوف ملا کر ایک ایک ماشہ کی گولیاں بنا دیں جب دینا
چاہیں ایک یا دو گولی نین گلاب بقدر ایک یا ڈیڑھ گولہ میں حل کر کے پلا دیں۔

نیز ان کو کوئی نہ کوئی طبی کی کتاب ضرور شروع کرا دیں۔ میرا خیال ہے وہ تھوڑا ر دو
بھی جانتی ہیں ایک نہایت مفید کتاب الموسوم بہ دان طبیب بابو دیو دیال صاحب گپتا ناشر
کتب دہلی ہے۔ اس کی سب سے بقیہ عریقی ہے وہ ضرور متکا کر انکو شروع کرا دیں۔ میں نے
بہت دن ہوسے ایک دیکھ کر اس کی پاس دیکھی تھی اس میں استروٹکے متعلق تمام امراض
کا پورا پورا احوال مذکور ہے۔ دیگر انسان کے سر سے پانکھ کی بیماریوں کے تیر بہدف دوا
بالکل آسان عبارت میں لکھے ہوئے ہیں۔ باقی آئندہ۔ آپ کی داسی و دیا سنی از اجیر

بڑی بہن کا خط چھوٹی بہن کو

میری پیاری بہن کلا دیوی ایشور تم کو آتم گن اور ویدا دان کریں۔
نیت۔ بہت دن ہوئے تمہارا کوئی خط نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے میرے پچھلے خط سے تم ناراض
ہو گئی ہو۔ میری پیاری بہن تو آپ کو محض نصیحت کے طور خط لکھنے کی طرز بتلائی تھی کہ جس
دھنگ سے تم خط لکھا کرتی ہو وہ لیکھ آجکل کے رواج میں شوبھا نہیں پاتے۔ آجکل تو وہ

بھٹی پسند کی جاتی ہے جس میں بالکل مطلب کی باتیں ہوں اور سادہ عبارت ہو مگر غور کرو تو آپس کتنا عروج ہوتا ہے کہ ایک تو وہ پرانی طرز کا خط لکھنے میں نگرہنت وقت ہوتی ہوگی خطا کیسے ہوے سوچ سوچ کر شکل الفاظ اچھا کھٹے کرنا اور انکے معنی جگہ بہ جگہ ترتیب میں لانا دوسرے پڑھنے والے کو مصیبت۔ وہ بھی لغات نکال نکال کر ایک ایک لفظ سمجھتا پھر جب کوئی مطلب کی بات ہی نہیں تو فضول کا غڈ کا لے کر نامساعد اسے سو دیتا کرتا ہے۔ ہاں اگر تم لمبا خط لکھنا ہی پسند کرتی ہو تو کوئی علمی مباحثہ چھیڑ دیا کرو تاکہ ایک تو جلد جلد خط لکھنے کا موقع ملتا رہے دوسرے عقل برائے اور معلومات میں ترقی ہو یا اچھی اچھی لائق درویش کے تو اچھی حالات اور انکی زندگی میں کامیابی کے راز افشا کیا کرو۔ تاکہ جس کی نظر میں آپ کا خط گزرے وہی فیضیاب ہو۔

آج میں ایک سہولتی سا سوال لکھتی ہوں وہ یہ کہ درشتن (شاستر) کہتے ہیں اور کیا انیس ایک ویدانت بھی ہے اگر ہے تو اسی تعلیم کا نزلت پر یہ ماحصل کیا ہے۔

(آپ کی عن کر ایک بن مارا۔ از کا پور)

بھوٹی بن کا جواب بڑی ہمیشہ کھٹیف

میری پیاری شریتمی نارائن آپ کو سکھ پوروک پر غیور کریں۔ چرن بندنا کے بعد نویدن ہوتی آپ کا بند و نصائح بھرا خط ملا۔ کسی ناراضگی کے باعث میں خاموش نہ تھی بلکہ ڈاکٹر شام لال کی رانی کی شادی میں شامل ہونے کے سبب پتہ بھٹنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ میں تو آپ کی انمول سکھشا سے اتنی پرسن ہوتی ہوں۔ اصل میں عورتی فارسی کے بہت سے لفظ مجھے خواہ مخواہ یاد ہو گئے ہیں جو آپ سے آپ تعلیم ہو ا کرتی ہیں۔ آئندہ سادہ عبارت کا بالخصوص خیال رکھوں گی مگر اب بھی تین سطروں میں ”بند و نصائح و بالخصوص“ بھٹوٹے ہی گئے اچھا اب بیچے آج کے مساک خط میں کوئی حرف و دقیق نہ لکھوئی۔ اور خط بھی ویدانت فلاسفی کے بارے میں لکھنا ہے آپ کو بخوبی علم ہے کہ ویدانت (برہم دو یا) کا آسان اردو میں اختصار سے مدعا لکھنا کیسا مشکل ہے۔

درشن چھ ہیں ایلوگ۔ سانکھ۔ وشنیشک۔ مینائے۔ مہانسا۔ ویدانت

ویدانت پر مانتا کو جاننے یا اور صاف لفظوں میں اپنے آپ کو جاننے کا علم سے وادانت کی اصلیت نچ جانے سے تمام سنسار کی چیزیں جاتی جاتی ہیں۔ جس طرح مٹی لوہا یا کھانڈ کے معلوم کر نیسے ان کی بنی ہوئی چیزیں پہچان لینے ہیں۔ ویسے ہی ایک برہم کو اپنے آپ کو جان لینے سے تمام سرشتی کار از معلوم ہو جاتا ہے۔ ویدانت سکھانا ہے کہ یہ دنیا محض دھوکا ہے اور اصل منے کچھ اور ہے جو چیزیں دکھلائی دیتی ہیں یہ تمام اصلیت سے خالی ہیں۔ جس طرح ایک ہی سوچ تمام جگت کو زندگی اور روشنی بخشتا ہے ویسے ہی صرف ایک برہم کیوں اپنی ذات میں ظاہر ہو کر دنیا کا بند و بست اور توڑ پھوڑ کر رہا ہے اور وہ اکیلا آپ ہی ہر رنگ میں بستا ہے۔ نہ تو انکی چین اور چین اڑانے کی پرواہ ہے اور نہ نیند کی بے خبری سے مطلب۔ جس طرح آکاش و خدا ہر شے کے اندر باہر موجود ہے لیکن اُسکا بگڑنا سنور تا کچھ نہیں ویسے ہی ہر چیز میں خاص وہی

وحدہ لاشریک براجمان ہے لیکن آکاش کی طرح نفع نقصان سے لاتعلقی ہے وہ سائنسی (ناظر) کو صرف دیکھتا ہے آپ کرتا ہے اور بھولتا نہیں۔ اور یہ ہے سبھی سہی کہ جو صرف دیکھنے والا اُس کو کبھی سو دیا زیاں نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ جو شخص کرے بھونکنے والا ہے اسی کو سزا پایا جڑا ملتی ہے۔ گواہ کو دیکھنے والے کو ناپوچھتا ہے ہر ایک عدالت میں گواہ کی پرسش نہیں ہوتی۔ جب کسی گھر میں ماتم ہوتا ہے تو میرا سن یا ماتم سیسا پا کر آتی ہے۔ تمام ماتم کر نیوالی عورتیں اس کی پناہ اور اشارہ سے پھرتی ہیں۔ گو وہ ماتم کی ہر انداز پر نگاہ رکھ کر ہر مقام پر باقاعدہ واسطہ رکھتی ہے مگر آپ ماتم کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتی۔ ویسے ہی تمام کاموں کی تکمیل کر نیوالا ایک برہمن ہے اور جس طرح پتلیوں والا پردے میں بیٹھ کر ہر ایک پتلی کو تار کے اشارہ سے کام پر لگاتا ہے مگر خود کو تعلق ہوتا ہے ایسے ہی وہ جوتی سروپ ہر رنگ میں داخل دیتا ہوا بھی کسی نیک و بد میں حصہ نہیں لیتا۔

باقی پڑھی۔ آپ کی دہلی کلا۔ اربارہ ہنسکی

لاجوتی کا خط اپنی ہم عمر سیلی (منہ بولی بہن) رام پیاری کے نام

میری جان سے پیاری بہن سدا سکھ پورک پر وار سہست آئندہ سے رہو۔
میں رام جی کی سینگہ اور بہن و پریم بھائی پڑھتا۔ اتنی پڑھتا ہوں۔ آپ نے دیو سندی دھوتی پہن کی بابت لکھا ہے کہ وہ اردو اور ہندی میں لکھ بڑا تو اچھی طرح لیتی ہے مگر اُسکو جھٹی لکھنے کا ڈھنگ بخیر نہیں آتا۔ آپ اُسکو تاکید لکھ دیجیے کہ وہ مجھ سے پڑھو یا نہ کیا کرے میں اُسکو تھوڑے دنوں میں ہر قسم کے خط و کتابت کی طرح سمجھا دوں گی اور آپ بھی اُس کو چند ایک موٹی باتیں سمجھا دیں۔ اُس کو لکھیں کہ جب خط لکھنے بیٹھتے تو یہ نہ بھگے کہ میں کوئی شاہی زنان لکھنے بیٹھی ہوں بلکہ ایسا خیال کرے۔ کہ جس آدمی سے خط لکھنے کا ارادہ ہے وہ خود گویا دربر بیٹھا ہے اور جس طرح بے تکلفی سے باتیں کی جاتی ہیں ویسے ہی خط لکھنا چاہئے۔

اپنے سے چھوٹے کو خط لکھنا ہو تو سسر نامہ میں اُسکو سب سے دینی چاہئے اور اُسکا نام بھی وہیں لکھنا چاہئے۔ اور اُسکو بیشک تم سے یوں کیا اور دوں کیا ایسے الفاظ میں ہی طلب کرنا چاہئے۔ لیکن اگر عمر میں اپنے سے بڑا ہے یا کوئی بہت امیر آدمی ہے تو اُسکا نام سسر نامہ میں نہ لکھنا چاہئے۔ کیونکہ جس طرح بڑے لوگوں کو صرف بڑے بڑے القاب و خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے اور نام نہیں لیا جاتا۔ جیسے شہری حنور رماراجہ صاحب۔ آپ کوئی ایسا کدے تو گستاخی ہے۔ "ماراج بھیشم چند راجی" ویسے خط میں بڑے کا نام لینے کی جرأت نہ کرنی چاہیے دوسرے اُسکو اس بات کی تاکید لکھیں کہ اگر کسی شخص کو کسی بات سے روکا ہے تو اُس کا م کے نقص دکھانا چاہئے نہ کہ تو تو میں سے اور تکرار کو بڑھایا جاوے۔ تیسرے لیے لیے اور بے معنی فقرے نہ لکھے جاویں چھوٹے چھوٹے خطے اور مضمون کے بھرے ہوئے چاہئیں نیز ایک بات کو بار بار نہ جتانا چاہئے۔ جو تھے قسم کھانے کی عادت کبھی نہیں ڈالنا چاہئے جو لوگ ہر وقت اپنی تحریر و تقریر میں گنگا کی دیوی کی ایشور کی قسمیں کھا کھا کر دوسرے کو یقین

دلانا چاہتے ہیں ایسے ایسے لوگوں کا اعتبار رفتہ رفتہ تمام برتاؤ کرنا اس کے روبرو کر جاتا ہے اور وہ جب کبھی بغیر قسم کے بات کرتا ہے اس وقت تو ہرگز کسی کو اس کی زبان کا یقین ہی نہیں آتا۔ اور جب وہ قسم کر کے ذکر کرے سکا تب بھی اُس کے پڑنے والے وقت ہی سمجھ لیتے ہیں کہ "اس شخص کی عادت تو ہر وقت قسم ہی کھا کر سننے کی ہو چکی ہے اس کی بات کا کچھ مت باری نہیں"۔ ایک اور بات وہ یہ ہے کہ آجکل نشیا یا نہ خط وہی لگا جاتا ہے جو ذرا ایڑھے بڑھے حروف میں یعنی شکستہ لکھا ہو اگر کوئی عورت یا مرد سارے حروف صاف صاف بنا کر لکھتا ہے تو اکثر لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابھی سمجھتے ہیں کچھ ہے یعنی پڑا لکھنے والا نہیں ہے تم سب بات کی پرواہ نہ کرو اور آہستگی و صفائی سے حروف لکھو۔ تمام خط لکھ کر ایک دفعہ دیکھو کہ پڑھو کہ آیا کوئی لفظ شکستہ یا بے نقطہ تو نہیں ہے اور اپنا نام پورا پورا وغیرہ سب کچھ لکھو۔ باقی پھر سمجھیں۔ آپ کی شبہ چٹک باریکی ازینہ نال دیکھتے تھے۔

تیج کو رکا خط اپنے پی کے نام

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن بچاں ہزار

پیارے پی!

آپ کا پریم پتر ملا۔ پیار سی پریم لڑکی مر جائے گا اب غم بالکل بھول جاؤ۔ "خیر ہونی ہو وہ ہو کر ہی ہے" آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دونوں اکٹھے رہتے ہیں اس واسطے وہ آ جا یا کرتی ہے اور دونوں کو رونا آ جاتا ہے۔ اسی واسطے آپ سب سے پہلے ہر دو دار رو کر کیا تھا۔ اگر اب خط میں دہی ماتم اور دہی دردم کا اظہار ہے۔ آپ اسے تعلیم یافتہ ہو کر ذرا بھی بجا نہیں کر سکتے۔ کہ اب روئے دھونے سے کچھ بن بھی سکیں گے۔ اس واسطے جیسا کہ میں تیج دالم کر نیسے کچھ شہوت ہو اسکا یاد میں ہی لانا بھول ہے! ہاں آپ ہی اگر چند یوم کیلئے ہر دو دار ہی شریفینا لے آئیں تو آپ کا دل ہی تیج لڑکی و لڑکی کو بھول جائے۔ یہ نہایت اتم استھان ہے جسے تو ایسی سندرجہ اپنی زندگی بھر میں نہ دیکھی تھی واقعی ایسی جگہ پہنچنے کی یوگ ہے۔ ہماری سائنات بھی بہت اچھی ہے۔ آپ کے ٹوشن بڑے شریفینا آدمی ہیں۔ ذرا اشارہ کر دیتی ہوں تو فوراً تمام ضروریات پوری کر دیتے ہیں۔ ایسے ہمارے بیونکے ساتھ دیس پردیس ایک ہی طرح کا سکھ ہوتا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ تکلیف ہوگی۔ "جلدی چلی آؤں" لیکن میں کم از کم دو ہفتہ تو ضرور آؤں بھی یہاں رہونگی ایک تو یہاں ہی اب وہو بہت ہی صحت بخش اور خوشگوار ہے دوسرے بڑے بڑے ہاتھ اور دیکھیں ہوتے ہیں پرسوں شام کو ایک بڑا حیا سینا سنی سے مٹا دیکھتا ہوں۔ عجیب و غریب خوش نصیب دیوہی تھی ایسے اپنے اپدیش دے کہ دل و دماغ سے ایک دم دنیاوی خیالات کا فوراً ہونگے۔ حسن اتفاق سے میں اس وقت موہن جی سے لڑکی کے بارے میں بات چیت کر رہی تھی۔ اور باتوں باتوں میں اسکی یاد آنے سے آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ چنانچہ سینا سنی ہمارا مایا نے اپنا ہنہ میں معلوم ہے تیج کو بھی کو القاب و آداب تو بہت کچھ ہیں مگر آپ سادگی کو بنا دلت سے برتر سمجھتی ہیں۔

لے کسی ساتھ والے رشتہ دار سے مراد ہے (سولت)

پیش شروع کر دیا۔ اُسے ایسی سی روایات اور کہانیاں سنائیں کہ جسے ایشور کی اپرم پار ہانکھرت
چلت رہی تھی۔ اور لڑکی کا غم فی الفور دور ہو گیا میں کہتی ہوں اُسکا اپدیش اگر آپ سن سن پائیں تو گھر
سے کہنے لائن آدمیوں کی موت کا بھی کبھی سچ و افسوس نہ کریں۔ اُسے ہندوستانی لڑکی اپنے عزیز و
رہنے پر ایشور کرنا تو مالی کا ایسا خاکہ کھینچا اور ہمارا ناٹکراپن ایسی عجیب کہانی میں سنایا جو
دوسرے پتھر کا نقش بن گیا۔ وہ روایت آپ کو کہتی ہوں اور اُمید ہے آپ یہ ماجرا بڑا ہلکا آندہ
کو نام عربی کے مرے کا کبھی افسوس نہ کریں گے۔

پنجاب کا ایک لالچی بنیاد (دوکاندار) تھا اُسکو پیسہ اتنا پیارا تھا کہ کسی پوستی کو اس قدر پوس
بھی پیارا نہ ہوگا۔ آخر بڑے کو بیل گیا (اُبالا ہوا) انڈا اور کھیر کی کو اتنی چام بھی پیاری نہ ہوگی۔ نوکریا
گھسے کو خنڈ اور آپ کو بیچ کر مرے بھی اس قدر پیار نہ ہوگا یعنی اُن لالچی کو روپیہ کی بڑی
ہی چاہ رہی تھی۔ ایک دن لداخ سے ایک بیوی باری چرس کی چند خچریں لایا۔ اُسے لالچی پیسہ
دوکاندار کے پاس ہی ایک سدرے میں ڈیہہ کیا اور اُسے جاسے اُس سے بات چیت ہوا
کرتی۔ دوکاندار کا نام تھا پاپڑل "ایک دن پاپڑل نے اُس اجنبی سے شکایت کی۔ کہ روپیہ
کی قلت ہے اس واسطے دکان میں ہوں گی چاہتا ہے اگر دس ہزار روپیہ کسی سے قرض مل جائے
تو بڑے اوپننگ ہو جائے پر روزگار کروں۔ مگر ہمارے یہاں شاہوکار لوگ سود و بہت لینے ہیں
اس واسطے چب بیٹھا ہوں۔

بیوپامی (لداخ والا) آپ اگر محبت کریں اور سفر کی تکلیف گوارا کر سکیں تو میرے ساتھ
لداخ میں چلیں۔ ہمارے شہر میں ایک شاہوکار گڑ ورتی موجود ہے اُسکا قاعدہ عام ہے کہ
خواہ جس ملک کا آدمی ہو اور بالکل اُسکا داراقت نہ ہو جس قدر روپیہ طلب کرے فوراً قرض
دے دیتا ہے اور سود بالکل مقرر نہیں کرتا۔ صاف کہہ دیتا ہے کہ اگر مرے روپیے سے شکو
منانہ ہو واجب تو ہی میں اُسے منانے سے کچھ دے دیتا اگر نقصان اُٹھا تو فوراً روپیہ میرا گیا نام ایک
پیسہ اصل بھی نہ دینا۔ پاپڑل بھی اسی بات سننے ہی پاچھیں کھلکھیں اور وہ فوراً دھوئی بھاڑ کر
دوکان بند کرنے لگ پڑے اور بیوی باری صاحب سے بھدہ سنت التجا کی کہ پر ماتا کے واسطے
جھکو ضرور ساتھ لے چلو اور وہاں اُن شاہ جی سے میری تعریف بھی کرنا کہ اچھا کاروباری آدمی
ہے۔ بیوی باری بولا وہاں مطلق تمہاری بڑائی کرنے یا گواہی دینے کی حاجت نہیں۔ اُسکے
پاس جو شخص گیا ہے اب تک کبھی خالی نہیں آیا۔ خواہ تم میں یاچس ہزار لے لینا۔ فوراً
دیدگا۔ قصہ کو تاہ لالچی (پاپڑل) کو ساری راستہ روپیہ کو ٹھکانے لگاتے لگاتے سوچ ہی
میں نیند نہ آئی صبح کو بیوی باری مذکور کے ساتھ لداخ کو سدھارے۔ راستہ کی تکلیف
بہاڑی بھرے رستہ سے جسم شل ہو گیا مگر مرے جیسے کوئی دوہینہ کا سفر طے کر کے لداخ
پہنچے۔ دو چار دن آرام کیا۔ بعد ازاں اُس شاہوکار سے جا ملاقات کی۔ شاہوکار اُس دن
نہایت خوشی میں بیٹھا ہوا تھا۔ اُسکے گھر میں ناچ تماشے ہو رہے تھے ایک طرف حلو پوری
اور رنگ دنگ کی ٹھانیاں بنی تھیں سیکڑوں غنیمتیں لطفیں شیرینیاں کھلتے اور
لے کثیر سے پوری طرف بہت ہے۔

اُسی جگہ بیٹھ کر راگ رنگ سننے لگے۔ پاپڑ مل نے ایسا شاہانہ جشن دیکھ کر تعجب کر لیا کہ اب تو پاپڑوں
 گھی میں ہیں۔ شاہوکار نے بہت سی خاطر مدارات کی کئی اقسام کے کھانے کھلائے بعد ازاں پچھا
 آپ اتنے دور دراز سے کیسے تشریف لائے۔ پاپڑ مل نے فرمایا ہیکو پچیس ہزار روپیہ کی ضرورت
 پڑ گئی ہے لاکھوں کا بیج کر رہے ہیں وہاں محنت باریک ہو رہی ہے اس واسطے کسی سے مانگتے شرم
 آتی ہے شاہوکار نے کہا جتنا روپیہ چاہئے اسے لو ابھی حاضر ہے خواہ پچاس ہزار سے جائیں۔
 پاپڑ مل نے کہا روپیہ تو ہم بعد میں لینے کے اول تو تم یہ بتلاؤ آج آپ کے گھر میں یہ بیمار کب بادی کسی
 ہے۔ یہ دھوم دھام اور اتنا بھاری جلسہ کس خوشخبری ہے۔ لداخ کا شاہ بولا۔ میرا ایک ہی بیٹا
 تھوہ نوجوان تھا اُس کی شادی ہوئے ابھی دو بیٹے ہوئے تھے رات کو سانپ نے اُس لیا اور وہ
 مر گیا ہے۔ اُس کی خوشی میں یہ راگ رنگ منائے جاتے ہیں۔ پاپڑ مل صاحب سے سنتے ہی حیران و شگ
 رہ گئے کہ ہائے رام اتنا غضب اُٹا اُٹا کیوں دیکھا نہ سنا ہائے افسوس ایک بیٹا اتنے
 دھن کا مالک اور بوڑھے کا نعت جگر نیا شادی شدہ ادوروں کو مر جائے اور تمہارے
 سسر پر پھانسی پڑا۔ پھر تم بول جھوٹا رہتے ہو۔ شاہوکار نے پوچھا آپ کے پاس
 کیا دستور ہے پاپڑ مل جی بولے۔ ہمارے دیس میں اگر کسی کا بیٹا نوجوان بیٹا مر جاتا تو وہ تمہارے
 برابر کا دھنی ہوتا تو ایک دو دن تو سارے شہر میں آگ بھی نہ جلتی۔ کھانے کا کیا نام۔ اور
 اُنکے گھر میں تو کم از کم پندرہ دن عورتیں مرد پیٹ پیٹ کر چھائی اور باقاعلم لہان کر دیتے۔
 کئی دن باپ نوروٹی نہ کھاتا۔ لڑکے کی ماں سسر کے تمام بال اُکھٹ پھینکتی۔ دُور دُور سے ناٹ
 کی عورتیں آئیں اور کئی مہینوں تک ماتم برپا رہتا۔ گھر کا کوئی آدمی ایک سال تک اُجلا کھڑا نہ
 نہ ہوتا نہ کوئی سر نہ دھوتا۔ غرض کہ تمام عمر روئے پیٹے لگتی۔ تم تو غضب کے آدمی ہو۔ سے
 شاہوکار نے کہا ہم تو ایسے رکا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اُسے اپنی چیز بھنسنے کی ہم
 خیانت نہیں ہوتی۔ بلکہ جب یہ لڑکا پیدا ہوا تھا اُس وقت ہم نے چٹا کی مٹی کہ یہ مالک نے
 قیمتی شے سوچی ہے کہیں ہم سے خیانت نہ ہونے پائے اور ہم واپس کر دیتے ہوئے کہیں دلیر
 رنج اور افسوس نہ کرنے لگ جائیں۔ تمہارے گھر میں جب بیٹا پیدا ہوتا ہے تو تمہارے کیا
 خیالات ہوتے ہیں۔ پاپڑ مل نے کہا ہم تو جب بیٹا پیدا ہوتا ہے بڑی خوشیاں مناتے ہیں
 بڑے جلسے کرتے ہیں۔

آخر شاہوکار نے پاپڑ مل کی یہ باتیں سن کر روپیہ دینے سے انکار کر دیا۔ اُس نے کہا۔ تم ایشور
 کی دی ہوئی چیز جب وہ لینے لگتا ہے تو دیتے ہو۔ سارے روئے پیٹے لگتے ہیں حالانکہ اُس سے
 تمہارا کچھ زور بھی نہیں چلتا اور جب وہ دیتا ہے اُس وقت جشن اڑاتے ہو۔ وہ ایسا زبردست
 شہنشاہ قادرِ مطلق ہے اُس سے تمہارا یہ سلوک کیا ہے تو مجھے کیسا ہو گا۔ آج تو تم روپیہ
 لینے ہو تمہارے گھر میں جشن ہوں گے۔ اور دیتے وقت تو تم کبھی غرض ہی نہ ہو گے۔ اس کے
 صاف جواب ہے۔

راقم آپ کی شہادۂ بیچ کور ازہر دوار کم زبیر شاہ

اہل اسلام کی طرزِ خطوط و لہجہ

بیٹی کا خط والدہ کے نام

جناب والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ من سلامت۔
 آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ کمال فرحت و تسکین ہوئی۔ عزیز رحمت علی کی ملگنی (نسبت) کی خبر
 پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ خداوند کریم بر خوردار کی عمر دس کریں اور اسے علم و ہنر اور سعادت و
 ادب کے زبورات سے ملبوس کرے۔ آپ نے جس خوبی اور عاقبت اندیشی کے لحاظ سے یہ
 ناظم کیا ہے وہ نہایت مبارک نتائج پیدا کریگا۔ ایک نو لڑکی کی عمر سیزدہ سے دوہی سال چھوٹی ہی
 اور بفضل خدا اس کے کچھ بیس سال عمر میں تک اس کی عمر ۶۷ سال کی عمر ہو جاوے گی اور ادنیٰ
 دونوں تک یعنی اور پورے تین سال گزرنے پر اس کی تعلیم بھی کافی ہو جاوے گی۔
 شادی وہی مبارک اور دینی خوشی دینے والی ہوئی ہے جو کوہاؤ لہجہ دونوں کی عظیم
 لحاظ میں یکساں اثر پذیر ہو رہی ہے سعادتمند جوڑہ ہر ایک بات میں بخیال رہے گا جیسا اس کا تعلیم
 یافتہ ہے ویسی ہی لڑکی بھی دینی و دنیوی تعلیم سے ماہر ہے اسکو قرآن شریف الحمد سے لے کر
 یاسین تک بر زبان حفظ ہے اور اردو بھی پڑھنے لکھنے کی کافی مہارت پیدا کر لی ہے۔ گھر کا
 سارا کام بڑے سلیقہ اور ترتیب سے انجام دیتی ہے۔ خداوند پاک ان دونوں (بیٹی بنے)
 کو سی و صد سال شاد و با مراد رکھیں۔
 آپ کی خادمہ۔ رمضان یکم۔ انجمن دینی مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۷

بیٹی کا خط باپ کی طرف

والدہم بزرگوار خدا آپ کا سایہ عاطفت ہمارے سر نہر قائم رکھے۔
 تسلیات آرزوئے نیاز معروض آنکہ۔ گرامی نامہ آیا۔ دل میں شکر آنکھوں میں نور سایا۔
 عزیزہ زینب بی بی کی تربیت کے بارے میں ہمیشہ فکر و غور فرمایا کریں۔ ان ہی دنوں میں اسکی
 بننے بگڑنے کا انصرام ہوتا ہے والدہ ماجدہ (خدا انفرت کرے) زمرہ ہوتیں تو آج کسبات کا
 فکر تھا بھکوا اپنے کٹنب کا دھند انہیں چھوڑتا۔ ورنہ عزیزہ کو میں اپنے پاس نہ نکالیتی۔ اب خیر بھاد
 صاحبہ اُسے کچھ نہ کچھ تو سکھاتی رہیگی۔ مگر آپ بھی صبح و شام ایک آدھ گھنٹہ فرجشٹی کو سمجھاتے رہا کریں
 ہر وقت اُسکو سبات کا سبق بختہ حفظ کرا دینا چاہیے کہ بیکار کبھی نہ رہے۔ بیکاری سے ہی انسان
 کا دل و دماغ بے چین ہوتا ہے اگر عورت بیکار ہوئی تو ہر وقت کھانے پینے اور اڑوس پڑوس
 میں گھومنے گھاسنے کے اُسے اور کچھ اچھا ہی نہیں لگتا۔
 دوسرے سب سے بڑی بات اُسکو ہر کام میں سلیقہ شماری سے چلنے کی تعلیم کا دینا ہے
 ہر ایک شغل اور ہر ایک گھر کے کاروبار میں سلیقہ مقدم رکھے۔ گھر کا اسباب با سلیقہ چھا ہو۔

پانچوں
 اس میں
 یہ ضرور
 تے شرم
 تائیں
 وکی کسی
 ہی بیٹا
 یا اور وہ
 ان و شاد
 یا اتنے
 مارے
 کے ہاں
 وہ تھا
 اور
 دیتے
 سے ناظم
 ناظرانہ
 جو۔
 نے لی ہم
 نے
 کہیں ملیر
 سے کیا
 تے ہیں
 ہم ایشور
 سے
 بردست
 رہیں
 اسنے

اپنا لباس سلیقہ سے پہنا ہو کھانا با سلیقہ پکا یا ہوا ہو تو ہر شخص دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے بے سلیقہ عورت کے تمام گھر کے کام اُسے اپنے اہلہ میں سے بگڑتے ہیں اور لوگوں کی نظروں میں اُس کی عزت کم ہوتی ہے۔

تیسرے سب فرائض سے اعلیٰ فرض خدا کی عبادت ہے خداوند کریم اور اُسکے رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکموں کی پیروی کرنا۔ پانچوں وقت باقاً عدہ نماز ادا کرنا دل سے اور خلوص نیت سے اپنی زندگی کا معیار بنائے۔ میر پور سے تمام حاکم پرسان کو سلام و معارض ہے۔ راتہ نیاز بی بی از میرٹھ۔ ۲۹۔ شنبان سنہ ۱۲۹۱ ہجری

ہمیشہ کا خط چھوٹے بھائی کے نام

عزیز از جهان برادرم محمد سلطان طولعہ۔ بعد دعوات عمر و رازی و سعادتمندی کے واضح ہو۔ آپ کا خط بدست رمضان بیگم ہو چکا۔ بھادو جب کے شب و روز رونے دھونے کا قصہ پڑھ کر اور رقعہ لانے والی کی زبان سے سنا کر افسوس ہوا۔ بھائی صاحب آپ میری طرف سے بھائی کو بھجھا دیں۔ کہ خداوند کریم کی رضا پر صبر و شکر کرنا چاہئے۔ جب وہ الپاکیا ہیں ایسی ایسی فحش اور پیاری چیزیں (اولاد جیسی) عنایت فرماتے ہیں تو ہم لوگ کیسے خوشی سے پھولے نہیں سماتے ہیں اور جب وہ مالک ارض و سماں بنی ہوئی ہے ہم سے لیتا ہے تو ہم کو افسوس ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ کیا بھکھو اپنا بھتیجا پیارا نہیں تھا یا وہ آنکھوں کا تار اور حسن الموی صاحب اور والد صاحب کو دینے نہ تھا وہ عزیز اپنی خوبصورتی اور زیبائیت کی خوبیوں سے تمام کا کول میں ہر روز بھجھا آتی چھوٹی سی تیارہ سال کی عمر کی خوشی کا کسکو غم نہیں ہے ہائے وہی بڑھیا (ہماری پشیمانیت کی بدخواہ) رحیموں پر سوں یہاں اپنے مانو بکھولنے کوئی تھی اور مجھ سے ملتی ہوئی آئے ہی عزیز نور حسن کو یاد کر کے رہنے لگ گئی اُسکا رونانا دلی نہ تھا بلکہ سچے دل سے پلٹتی تھی بخدا اُسے درد بھرے دئے یہاں تک کہند یا کہ اگر میرا بچہ (قاسم) مر جاتا یا ملک الموت مجھ سے اُسکے عوض اپنا بیٹا مانگتا تو میں خوشی سے دیکر نور حسن کو نہ جانے دیتی، حقیقت میں ایسا بچہ کسی بھی دنیاوی دوست کو نہ دے گا کسی اور کو تصدق کرے یا تھ نہیں آتا مگر شب و روز اُسی کی یاد میں رونا انسانی عقل کے خلاف ہے جس قادر مطلق نے دیا اور لے بھی لیا! کیا اُسکے ہاں پھر کی ہے پھر بخوشی اور طویل عمر بخیر بگا ہو وقت اُسکا شکر و فضل کا طلبگار رہنا چاہئے۔

میں بھائی جی کو یہ بھی آج یقین دلا دیتی ہوں کہ اُن کا رونا بچے (مرحوم) کے حق میں نہایت دردناک تکلیف کا باعث ہے۔ ذیل کا ایک سچا واقعہ ایک ہم صاحبہ کا اپنا بیٹا ہوا ہے جو اپنے خاص اُن کی زبانی سنا ہے۔ اُمید ہے کہ اُس خداوند کریم کے حقیقی راز کو سمجھ کر وہ آج سے قطعی رونا دھونا چھوڑ دیں گی۔

ہم صاحبہ نے کہا کہ اُنکا ایک نہایت ہی خوبصورت بچہ تھا اُسکو وہ بہت چاہتی تھی اور ہر وقت

اپنے کچھ سے لگائے رکھتی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ بچہ سخت بیمار ہو گیا اور مر گیا۔ اپنی غمزدہ ماں کو بچہ چھوڑ گیا و بچہ ہی دن رات روتی اور کسی طرح اپنے بچے کو بھول نہیں سکتی تھی وہ ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ خدا نے مجھ پر اظہم کیا کہ میرے تخت جگہ کو بچہ سے چھین لیا۔ ایک دفعہ اوار کو وہ گرجا گھر میں گئی اور وہاں وہ گیت گایا گیا جو اُسکا بیٹا بہت پسند کیا کرتا تھا وہ گیت سنکر ماں اپنی جگہ پر سے گر پڑی اور پھوٹ پھوٹ کر روئے لگی اور آخر تک کرسو گئی۔ تب اُسے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اُسکے پاس آیا اور نہایت چلبلی پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ اُسے پوچھا کہ اے عورت تو اس قدر غمزدہ کیوں ہے اور ہر وقت کیوں روتی رہتی ہے۔

جب اس ہم نے اپنا سب حال سنایا تو فرشتے نے کہا کہ کیا اپنے بچے کو دیکھنا چاہتی ہے اُسے کہہ کہ ہاں پر وہ فرشتہ اُسکو ایک جگہ لیگیا جہاں کہ ایک بہت خوشنما باغ تھا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں ہزاروں نچے ہری ہری گھاس پر پھولوں پر کھیل رہے تھے۔ اُس بے چاری نے بڑے غور سے دیکھا۔ پر اُسوس کہ اُسکا بچہ ان لڑکوں میں نظر نہ آجایا اُسے نظر اٹھا کر اور طرف نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک چھوٹا بچہ ننگے پاؤں ایک لاریٹھ صوف پر سے اتر رہا ہے اور اُسکے ہاتھ میں ایک بالٹی کھولتے ہوئے پانی کی ہے جو بعض وقت بہت بھر جاتی ہے تو چھٹک کر اُسکے ننھے ننھے پاؤں گر کر اُسکو جلاتی ہے۔

ہم صاحبہ نے پوچھا کہ اسے پیار سے بچہ یہ کیا سبب ہے کہ تو اور بچوں میں نہیں کھیلتا۔ اور اس سخت مصیبت اور مشقت میں پڑا ہوا ہے اور یہ کھولتے پانی کی بالٹی کیسی ہے؟ بچے نے آہ سرد بھر کر کہا کہ اس بالٹی میں میری ماں کے جرز و ذرع (بے صبری کے) آنسو ہیں جو وہ میری یاد میں (رد و کر) بہاتی ہے اور خدا اسے کتاب ہے کہ جب تک تیری ماں نا امید و کی طرح غم کرتی ہے اور خوشی سے ننھے میرے ہاتھ نہیں سو جیتی۔ تجھ سے اُسکے آنسوؤں کی بالٹی اٹھانی پڑے گی اور ایسی ہی مصیبت میں تو رہیگا۔

اس وقت وہ ہم فوراً پہچان گئی کہ ہاں یہ تو میرا ہی کلیف زدہ بچہ ہے اور اُس فرشتہ کو کہنے لگی کہ میں اُسکو خوشی سے خداوند پاک کے ہاتھ میں سو جیتی ہوں میں پھر کبھی نہیں رزدنگی میرا پی سے اُسکو بھی ان بچوں میں کھیلتے دیکھئے۔

اسی فرشتے نے اُس لڑکے کے ہاتھ سے آنسوؤں کی بالٹی لے لی اور وہ دوڑ کر ان لڑکوں میں لگیا۔ اور وہاں کے باغ سے طرح طرح کے نفیس پوسے کھانے لگا اور خوشی خوشی سے بچوں میں کھیلتے لگا۔ بہ دیکھ کر اُسکی ماں اس قدر خوش ہوئی کہ اٹھ بیٹھی اور اُسکی آنکھیں کھلیں دیکھا کہ وہ گرجے میں ہے اور پادری صاحب بہت تسلی کی باتیں کر رہے ہیں۔

اُس خواب سے اُسکے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اُسے تمام عمر اُس بچے کے لیے رونا چھوڑ دیا۔

راقم آپ کی ہمدرد سلطانہ بیگم از فرج آباد

المرقوم ۲۔ ماہ رمضان المبارک ۱۲۸۴ ہجری بروز یک شنبہ

دانشمند بی بی کا خط سلیمہ بیگم اپنی چھوٹی بہن کے نام

بچوں کو زیور پہنا کر ان کی برائی بچھ

میری پیاری ہمیشہ خدا آپ کو علم و ذہانت کے زیوروں سے مالا مال کرے۔ دعا
عمر درازی و دیدہ بوسی کے بعد واضح ہو کہ۔ یہاں ہمہ وجہ خیر و عافیت ہے۔ آپ کی صحت
تندرستی بدرگاہ علی الدوام نیک خواہاں ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ قریباً چار ماہ ہوئے سینے
آپ کو تنبیہ کی تھی کہ عزیز قاسم خاں (فرزند) کو کوئی زیور نہ پہنایا جائے۔ لیکن میں نے
مستبر شہادوں سے معلوم کیا ہے کہ آپ نے بالکل میری درخواست کا پرواہ نہیں کیا۔ اور
قریباً چار پانچ سو روپے کے زیور بچے کو پہنا دئے ہیں۔

عزیزہ! تمام پیغمبر اور بزرگان قوم فرماتے ہیں کہ اولاد کو زینت دینے کے لئے سب سے
بڑا زیور علم و ہنر سے بریز کرنا ہے۔ جو ما باپ بچوں کو علوم و فنون کی دولتوں سے فیضیاب
کرتے ہیں۔ وہی بچے پوری حقوق ادا کرتے ہیں۔ چاندی سونے کے زیوروں سے ایک
تو بچوں کے اعضا بد شکل میلے ہو جاتے ہیں۔ دوسرے روپیہ کو قفل لگا دینا ہوتا۔ اور سب سے
زیادہ اُنہی جان ضائع جانے کا ہر وقت خوف رہتا ہے۔ اس لئے وہ ماں یا باپ محبت نہیں
کرتے بلکہ اپنی اولاد سے سخت دشمنی کرتے ہیں جو محصور ہو کر زیور پہناتے ہیں۔ ذیل کا
ایک بچہ واقعہ نہایت سبق آموز واقعہ ہے۔ جو بچہ کمزور پہناتے کا خوفناک نتیجہ ذہن نشین
کرنا ہے۔ اُمید ہے کہ تم اسے مطالعہ کر کے آج سے تمام عمر کے لیے قسم کر لو گی کہ اپنے کسی عزیز
کو زیور نہ پہناؤ گی۔

ایک پولیس انکسیر کی حیرت انگیز کارروائی

۱۔ مارچ سنہ ۱۹۷۷ء میں نیچے صبح کا وقت تھا کہ ایک خوب صورت جوان طوائف بھلے سے ذکر
کے جسکے سر پر ایک چوٹی صند وچھڑا ٹھوایا ہوا تھا۔ تھانہ صدر میں آئی اُن دنوں تھانہ کے
انچارج ایک لائق سراسر اس جنگ بہادر خاں نام تھے۔ طوائف گھرائی اور کانپتی ہوئی
خانصاحب کے روبرو حاضر ہوئی۔ اور دریافت پر یوں گفتگو کرنے لگی۔

حضور والا کل ۳ بجے دن کے ایک نوجوان جس نے نہایت قیمتی اور نفیس کپڑے پہنے ہوئے
تھے نشن پر سوار میرے مکان پر آیا اُسکے ہمراہ بسترہ وغیرہ کے علاوہ یہ صندوق بھی تھا اُسے
ہی مجھے پانچ روپے دئے اور کہا ہم تمہارے مکان پر بیٹھیں گے ہمارے لئے کھانا تیار کر آیا جاوے
سامان و صندوق رکھ کر خود سیر کیلئے باہر چلا گیا رات کو ۹ بجے آیا اُسوقت ایک اور آدمی بھی
اُسکے ہمراہ تھا جس نے آنکھوں پر عینک لگائی ہوئی تھی اُن دونوں آدمیوں نے سٹراب کی دکان
میں گواہی خود دینے رہے اور مجھے بھی پلاستے رہے مجھے اس قدر رشہ ہو گیا کہ کچھ سہارہ نہ دے کر
اُن لوگوں نے میرے لنگ اور ٹائوٹ کو دور و پتہ انعام دیے اور انہیں بھی بے سوتل کر دیا۔

جب وہ سیرتے واپس آئے تھے اسوقت اُنکے پاس ایک سو لوٹ (سو نے کی میری) موجود تھیں جس میں سے ڈھانڈھنے دیر لگے تھے۔ آج صبح جب میں نشتر سے ہوش میں آئی تو وہ دونوں آدمی نہ تھے لیکن اُن کا بسترہ اور یہ صندوق پتھر پر لٹے ہوئے نظر آئے تو کروا دیا تو وہ بھی مخمور دکھائی دئے۔ فوراً اپنے زلیور والے صندوق کو دیکھا اُس میں کچھ بھی نہ تھا۔ اگرچہ صندوق کا قفل بدستور بند تھا اسیوقت سے میرے نوکر اور ہم سائے لوگ اُن دونوں آدمیوں کی تلاش کرتے رہے مگر وہ نہیں ملے۔ ہائے حضور میں لٹ گئی میری ساری عمر کی کمائی (پونے) جو میںے سیکڑوں آدمیوں کو ٹھک کر اور اپنی گرون پر گناہوں کا بوجھ ڈال کر جمع کی تھی برباد ہو گئی۔ صندوق اٹھوا لائی ہوں خدا جانے اس میں اُنکی کیا چیز ہے۔ سرکار میری مدد کیجئے میں بد بخت تباہ ہو گئی۔

انسپیکٹر صاحب نے ایک لوہا کو بلوا کر صندوق کھلوا یا۔ اُس میں ایک دو سالہ بچے کی لاش بہت سے کپڑوں میں لپیٹی ہوئی برآمد ہوئی۔ یہ بچہ گورا چٹا اور نہایت خوبصورت تھا اگرچہ چھوٹے چھوٹے گھونٹریا لے بال تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بچہ سو رہا ہے تمام بدن دیکھا گیا کوئی زخم نظر نہ آیا گردن پر بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نیلگوں نشانات موجود ہیں یعنی گھلا۔ گھونٹ کر بچے کی جان لی گئی ہے۔

انسپیکٹر صاحب نے کہا کہ یہ بچہ زلیور کے لالچ سے قتل کیا گیا ہے۔ اسلئے بچے کے قتل اور طوائف کی چوری دونوں الزاموں میں زیر دفعہ ۳۰۷ و ۳۰۸ تعزیرات ہند مقدمہ قائم کر کے تحقیقات شروع کی۔ کاغذات کی ترتیب دیجنے کی نعلش کو ملاحظہ ڈاکٹری کے لئے بھیجا اور طوائف کے مکان پر پہنچ کر بسترہ کے تمام پارچاٹ کو بغور دیکھا۔ بسترے کے ہر ایک کونڈے کو بے پردہ کر کے سوئی حروف میں۔ ایم۔ ایچ کے حروف لکھے ہوئے تھے۔ اس بسترے کو بھی اپنی جہول میں ایک انسپیکٹر صاحب نے خود بیٹھ نکالا کہ یہ بسترہ بھی اُس نوجوان نے ریل پر سے کسی شخص کا چوری کیا ہوگا۔ فوراً تھا نہ رہو سے میں مفصل حالات کا رقعہ لکھا اور دریافت کیا کہ کل کسی مسافر نے بسترہ تم ہونے کی رپورٹ دی ہے یا نہیں ایہ رقعہ ایک سپاہی کو دیکر تائید کی کہ فوراً جواب لاؤ۔ اور خود اس فکر میں ہوئے کہ اُس کو جوان کا پتہ لگا یا جاوے جو شخص مذکور کو لایا تھا۔ انسپیکٹر صاحب نے سوچا کہ اگر کوچبانوں سے حسب قاعدہ پولیس بلوا کر پوچھا جاوے گا تو ہرگز پتہ نہ لگیگا۔ کیونکہ کوچبان یہ سمجھ کر قتل کا مقدمہ ہے کہیں کوئی بلا برے سبب نہ آجاوے جھٹ انکار کر دے گا۔ علاوہ اسکے عام لوگوں کا دستور ہے کہ شہادت دینے سے سخت گھبراتے ہیں۔ اسلئے انسپیکٹر صاحب نے طوائف کے نوکر سے کہا کہ تم اڈہ گاڑ پوچھ چلے جاؤ اور کہو کہ کل تمام کو جو گاڑیاں ہمارے مکان پر سواری چھوڑ آیا تھا وہی اب چلے کیونکہ اس سواری نے رقم کراہ اور انعام میں دی ہوگی اور وہ گاڑیاں سننے ہی دوڑا چلا آئیگا۔ چنانچہ اُن کی یہ چال کار گر نکلی اور پھر اُس کوچبان اپنی فٹن لیکر فوراً پہنچ گیا۔ انسپیکٹر صاحب نے اُس سے دریافت کیا کہ تم اُس سواری کو کہاں سے لائے تھے پہلے تو وہ پولیس کی شکل ڈرا لیکن انکار تو کر نہیں سکتا تھا کہنے لگا ”غریب پرور پشاور ترین سے جو دو بجے آتی ہے“

میں نے اُس سواری کو لیا تھا اُس کے ساتھ ایک کس اور بسترہ تھا وہ شخص خود ہی کہتا تھا کہ ہم راولپنڈی سے گئے ہیں ہنگو گوبہر با نوظائف کے مکان پر سے چلو۔ اس مکان پر سامان رکھ کر وہ ڈلی بازار میں ایک صراف کی دوکان پر گیا اور سونے کے چند زیورات فروخت کیے وہاں سے بی بی بازار میں۔ قمر النساء طوائف کے مکان پر گیا وہیں گھنٹہ وہاں ٹھہر کر بعد چھنڈا ابرا در قمر النساء کو گوبہر بانو کے مکان پر گیا۔ راستہ میں دھارا سنگھ سوداگر شراب کی دوکان سے دو بوتل شراب خرید کی۔ گرا میں مجھے ایک گنی (بونڈا) انعام دی ہیں سلام کر کے چلا آیا بعد کا حال معلوم نہیں۔ کوچان یہ حال ظاہر کر چکا تھا کہ ریلوے سٹیشن سے وہ کنسٹیبل جو رقبہ لیکر گیا تھا وہاں گیا رقبہ کا جواب حسب ذیل تھا۔

جناب انسپکٹر صاحب کو تو والی شہر تسلیم بکار مرکار آنکہ

کل کے روز با و عمر حسین اور سید محمد نرسے بھاضی تھانہ اطلاع دی کہ میں انبار سے آ رہا تھا سیکنڈ کلاس میں سوار ہوا۔ تو ایک نوجوان مسافر بنٹیا میں پہلے سے بیٹھا تھا اُس نے مجھے پیسے کو سگرٹ دیا۔ جس سے میں بیہوش ہو گیا۔ مینا فیرسٹیشن پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ مسافر مذکور موجود نہیں اور میرا بسترہ بھی اٹھا لیا گیا ہے۔ میرے ہر ایک کپڑے ہرا لیم۔ پنج کے حروف لکھے ہیں۔ اُس پر مجرم ۳۸۰ تعزیرات ہند پر چھ چاک کر کے نقش کش شروع ہے اگر آپ کو یہ بسترہ مل گیا ہو تو مطلع فرمادیں۔ آپ کا بندہ محروسا رحمت تھانہ ریلوے پولیس لاہور

انسپکٹر صاحب کوچان کو ساتھ لیکر اُس صراف کی دوکان پر پہنچے جہاں وہ نوجوان زیور فروش کر کے گیا تھا۔ صراف پولیس کی شکل دیکھتے ہی کانپنے لگا۔ ہمارے جنک صاحب انسپکٹر نے بڑی چالاک سے کام لیا اور کہا کہ ڈرنے کی کچھ بات نہیں۔ وہ نوجوان ہمارا جیتا تھا بیوقوفی سے ہوا زیور چکیا ہے تم اپنا روپیہ پائی پائی سے لو اور وہ زیور دیدو، صراف اگرچہ جانا لک تھا مگر وہیں آگیا اور اپنی دوکان کے ایک کونہ میں سے ٹراہوا سندرجہ ذیل زیور نکال دیا۔ کڑے طلائی دستے (کے) دو عدد قیمتی دو سو روپیہ۔ سنہلی طلائی ورنی چھ توڑے ڈیڑھ سو روپے مڑکیاں طلائی دو عدد قیمتی پچاس روپے جگنی جڑا دو عدد روپے۔ کل زیور مالیتی چھ سو روپے کا تھا اور انار صراف نے نفقہ تین سو روپے کو خریدا تھا۔ انسپکٹر صاحب نے اُس کو مال مسروقہ خریدنے سے کے جرم میں گرفتار کر کے تھانہ میں بھیج دیا اور خود فوراً ہی بازار میں قمر النساء طوائف کے مکان پر پہنچے۔ مکان کا دروازہ اندر سے بند تھا آواز دینے پر چھنڈا ابرا در طوائف نہ کور باہر نکل آیا۔

پولیس کو دیکھے اُس نے اپنی خاص زبان میں کچھ احتیاط کئے جو غالباً یہ تھے (نقشی ٹھلا آیا) انسپکٹر صاحب نے اس چھنڈا سے پوچھا تھا اسے گھر میں کوئی ممان ہے وہ فوراً کہنے لگا نہیں جناب اندر تو صرف میری بہن ہے انسپکٹر بڑے جہان دیدہ تھے اور ایسی چالاکیاں اور ان لوگوں کی بولیوں سے واقف تھے فوراً چار معتبر آدمی بلا کر اندر چلے گئے ہر طرف نیچے اور تلاش ہوئی سوائے طوائف کے کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ بڑی جراتی پیدا ہوئی آخر کار ایک مرغ پالنے بڑا سا بکر ویا تو بجائے مرغ کے ایک مٹی کا برتن بیچے رکھا تھا اُسے اٹھانے پر ایک گڑھا دکھائی دیا اس میں نوجوان چھپا ہوا تھا اُس کو باہر نکالا تو رام دھن سپاہی نے جو پڑا نا آدمی اور دو درو

کے بد معاشوں کو جانتا تھا جھٹ کہہ دیا کہ ادھر یہ تو دلی کا گوانا می گرامی بد معاش ہے ہمیشہ بچوں کے زیور اتارنا اور بڑی بڑی سنگین وار دایں کرتا ہے اسی گڑھے میں گوہر یا لوکاں زیور اور بہت سا روپیہ اور پونہ ایک صند وچھی میں پڑے ہوئے ہیں کونسا کہتا تھا کہ میں سہارنپور کا ٹھیکہ دار ہوں مجھے کیوں پکڑتے ہو۔ مگر لائق سراغ سال نے اُسکو اور نرالنسا طوائف اور اُس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ تھانہ میں پہنچے تو اُنک میں سے ایک ضروری پروانہ نکلا کہ سیٹھ رنجند دہلی والا کا دو سالہ بچہ تین دن ہوئے بہت سے زیورات پہنے ہوئے کم ہو گیا ہے اندیشہ ہی کہ زیور کے لانچ سے قتل کیا گیا ہوا اسلئے زورخت زیورات وغیرہ کے مقامات کی خاص نگہ رانی کی جاوے۔ اس پروانہ کے پڑھتے ہی انسپکٹر صاحب نے "کونسا" مجرم کو کہہ دیا ابے دیکھ! ہمیں غیب سے معلوم ہو گیا ہے کہ دہلی کے رتن چند سیٹھ کے لڑکے کو قتل کرنے کے زیورات اتار کر قتل کر دیا ہے اب سچ بتاؤ کہ کیا بات ہے۔

مجرم نے جب دیکھا کہ اب بچا کوئی کوئی صورت نہیں تو صاف اقبال کر لیا کہ یہ لڑکا سا زور پہنے ہوئے گلی میں گھیل رہا تھا خادسہ باقوں میں بچی بھی تو جھٹ بیٹے اُٹھالیا اور اُس وقت کھلا گھونٹ زیور اتار صندوق میں بند کر دیا اور لاہور کو روانہ ہو آیا۔ دوسرے درجہ میں بیٹھا تھا ایک بابو کا بستر اُٹا دیا اُسکو صوف ایک سگرٹ سے اُلو کر دیا میرا ارادہ تھا کہ بچہ کی نقش کو دریا میں پھینک دوں کہ بد قسمتی سے شہر اب پیسے لگے گیاں زور صرافت کے پاس پہنچا۔ نرالنسا کے مکان پر گیا۔ اس موقع پر بد معاش گناہوں نے خوفناک شکل بنا کر اُس کے سخت دکھوم کر دیا اور وہ زار زار رونے لگا۔ اُس وقت بے ہمتی اُسکی زبان سے نکل گیا کہ میں آج تک دو درجن کے قریب خوبصورت اور ماں باپ کے لاڈلے بیگناہ بچوں کو زیور کے لانچ سے قتل کر چکا ہوں اُن کی لاشوں کو دور کے شہر وین جا کر دریا برد کر دیتا۔ یا آگ میں جلا دیتا تھا میں نے اپنے ظلم کا کیا ہوا تمام رویہ ہمیشہ بازی چیلوں اور دیا کار شیطانوں نے شراب فروشوں کو دیدہ پا ہا سے اس وقت ان معصوم بچوں کی رو جس ڈرونی شکلیں بنا کر ستا رہی ہیں یا اللہ جلد میری جان نکال لے۔

جن لوگوں نے یہ واقعہ سنا دانتوں میں اُنکھیاں دبانے لگے اور کہنے لگے کہ فی الحقیقت بچوں کو زیور پہنا نا خود اُن کو موت کے مندریں ڈالنا ہے۔

تار دینے پر سیٹھ رتن چند کو دہلی سے بلوا یا گیا اُس نے آتے ہی اپنے بچے کے زیورات پہنا لئے اور نہایت دردناک لہجہ میں چلا کر کہا "لوگو یہی زیور سے پیارے محنت جگر کی موت کا باعث ہیں مجھے وہ گھڑی ہاتھ نہیں آتی کہ ایسی غلطی کیوں کی۔ اب میں اپنے تمام جانداران میں کہی کسی بچہ کو زیور نہیں پہناؤں گا۔

مقدمہ کی حقیقتات مکمل ہو کر عدالت سے ششمن سے کوٹا کو سزائے پھانسی اور صراف و قزلباغ اور اُس کے بھائی کو چار چار سال کی قید سخت کی سزا ہوئی۔ گوہر یا لو کو اُسکا دیور لکھیا نہ سپکٹر صاحب کو ایک درجہ ترقی ملی۔

اور رتن چند میرے کنبہ کے تمام عزیز کو زیور پہنا نے کی غلطی اور اپنی ناعاقبت اندیشی

کی سزا جگتے رہے یعنی ہمیشہ اُس عزیز بیٹے کی یاد میں روئے پیتے رہے۔

(ماخوذ از ڈیکشنری سواری)

تماری خیر اندیش بن دانشمند بی بی از نسیم آباد۔ ۱۷۔ محرم ۱۳۸۵ ہجری

چند سوال جواب کے خطوط

بوڑھی دادی کے نام پونی کا خط

بڑی اماں صاحبہ سلامت رہیں۔ آداب

بہت دن ہوئے آپ کا کوئی خیریت نامہ نہیں آیا۔ ہر وقت کہنے کی طرف ہی دھیان رہتا ہے۔ اور تو کوئی ٹھہر میں کوئی پڑھا لکھا نہیں ہے آپ تو کبھی کبھی گرامی نامہ لکھتی رہا کریں تاکہ تسلی ہوتی رہے۔ ابا جان حج سے تشریف لا دینگے تو پھر یہ بوجھ اُتار چینیکیو۔

چھوٹے عزیز (احمد سیم) کو کبھی کبھی قبضی کی شکایت ہو جایا کرتی ہے کبھی دست آتے ہیں دودھ اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا۔

آپ کو یاد ہوگا عزیز کی عراب قریباً آٹھ مہینے کی ہونے لگی ہے سستیم کی ماں کہتی ہیں۔ آپکو (مغلی ٹھنٹی) یاد ہے کہتے ہیں کہ ہمارے چھوٹے سب دواؤں سے بڑا بکری ٹھنٹی راس ہو آپ وہ ٹھنٹی لکھکر میرے پاس بھیج دو تو بڑا ہی احسان ہوگا۔ زیادہ تسلیمات۔

یکم رجب ۱۳۸۵ ہجری۔ مہربانوبیکم از نجیب آباد

دادی کا جواب

راحیت جان عزیزہ مہربانوبیکم سلما۔

تیرا سائیں جسے بوسہ لگن ہو۔ اپنے بچوں کا سہرا دیکھکر بلوں کا سہرا دیکھے۔ نواسوں کو کھلا کر کنوا سوں کا کھلا نا نصیب ہو۔

”مغلی ٹھنٹی“ ہمارے چھوٹے بیک اچھی راس آتی ہے تین چار مہینے کے بچے سے لیکر دوسال

کے بچے تک کو یہی ٹھنٹی دی جاتی ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل بارہ چیزیں ڈالتے ہیں۔

بڑی بڑ۔ چھوٹی بڑ۔ گل انار۔ زنجور۔ سولف۔ گلاب کے پھول۔ یاویرانگ۔ باؤکھیا لٹا

گلاب کا زیرہ۔ پھند چینی۔ زہر مرہ۔ سب چیزیں ایک ایک روپیہ بھرا اور اٹھاس چھاس

روپیہ بھر ڈالنا چاہئے۔ جاڑے کا موسم ہو تو زہر مرہ اور انار کے نہ ڈالو اور اُن کے

جگہ بادام کے مغز اور اجوائن ملا لو۔

باریک کر کے چھ ماشہ سے ایک تولہ تک عرق گلاب یا دودھ کانے کا دو تین تولہ لیکر حل

کر کے پلا باکو۔ جاڑے کے دنوں میں اچھی دھوپ بھنے پرویا کریں۔ اور گرمی کے موسم

میں رات کے رات کے وقت۔ چھوٹے بڑوں کو سلام دعا دینا۔

عمری بیکم از ساڈہورہ ۳۰۔ رجب ۱۳۸۵ ہجری

قلب کا خط اپنی محبوبی کو

ملاپ کی بکی دلی بھی بھولی بھالی ہیں خورشید بیگم۔ تمہارا خط آیا۔
دل میں لڑا کھو نہیں لڑا کھیر میں ٹھنڈک لایا۔ بوا میں سے پہلے بھی دو تین خطوں میں تاکید لکھا ہے۔
ہماری نواب زادی (چاندنی بی) کو پھیلیاں سننے کا بڑا شوق ہے آپ کو اچھی اچھی پہلیاں یا دیں
اور آپ سننے کئی کامیوں میں آٹھی بھی کر رکھی تھیں۔ آٹھ دس پھیلیاں ضرور جلدی لکھ کر بھیجیں
میں نے اُسے اترا کر دیا ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر منگوا دوں گی! دیکھنا مجھے شرمندہ نہ ہونا پڑے
میں نے اُنکے آگے بہت تعریف کی ہے وہ کہتی ہیں آپ عقل کی سردار ہیں تو ایک ہماری پہلی
جی بوجھتی ہیں یا نہیں۔

پہلی یہ ہے

دیس بدیس پھرے اک ناری چن دیکھی اُن چری پھاڑی
دیکھو کو کو اُلٹا دور گوئی آپ کا دے در
جواب جلد لکھنا۔ آپچی چاہنے والی مرالسا از لکھنؤ۔ ربیع الثانی ششہ ہجری

خورشید بیگم کا جواب اپنی پہلی کے نام

ربیع الثانی ششہ ہجری

میرے ساتھ تھیلی دکھ کی شریک بہن خور و مشاور ہو۔

تمہارے ہاتھ کا لکھا خط پہونچا۔

پہلی کیا بتاؤں وہ تو میرا خط کھولتے ہی حل کر لو گے۔ پیاری بہن نواب زادی کو عرض کریں۔
یہ تو جیسی ہے! دیس بدیس پھرتی ہے دیکھنے والا چیر پھاڑ کر بکے لگتا ہے اور وہ چپ ہنسی ہو
آپ کی فرمائش کی تعمیل میں چند ایک پہیلیاں یاد سے لکھتی ہوں۔ بہن چاندنی بی ان کو پسند
فرمائیں تو دوسرے خط میں بہت سی لکھ دوں گی اور اپنی قلمی کتابوں سے تلاش کر کے لکھ دوں گی
لو ذرا ذہن رٹا کر اور کان لگا کر سننا۔

(۱) ایک ناروہ دانت دنیسی۔ چلی ڈبلی چھیل چھیل

نت اٹھ اُسکو لائے بھوک سوکھے ہوئے چاؤ کو دکھ

کیوں ری سکھی کہاں سے پاؤں

ادھر "آرہی" میں تجھے بتاؤں

(۲) تر یا بیٹی ہو ہو چکی بیٹی روبرو

دو ملے جدائی نا۔ پر بات پہنچ میں آئینہ

(۳) سدرخ سفید ہے اُس کا زنگ لاگ رکھے وہ ترہوں سنگ

چوری کی "تاخن" کیا۔ سیر کیوں اُس کا کاٹ لیا نونو

(۴) بن سے نکلی پیابیری گردلین کا بھیس
 سوا جوڑا اُسے ہنسبہن کھا ہمیش
 (۵) اُسے تو ایک روگ اٹھا وے بیٹھے تو دکھ وے
 جاوے تو اندھری لاوے اوے تو سکھ وے
 (۶) ایک نار دیکھن کو اوے
 جو دیکھے سو آنکھ لگا وے
 (۷) دُھوپ لگے سوکھے نہیں اور چھائے لگے کھائے
 میں تجھ کو چھوں لے سکھی پون لگے مہجائے
 پہلی تو آری کشوچی آری ہے - دوسرا آئینہ ہے - تیسری ناخن - چوتھی لالہ
 پانچویں آنکھ چھٹی عینک - ساتویں پسینہ -
 فقط زیادہ سلام دعا و پد حیات - تمہاری دعا کو خورشید بگم از نگینہ -

بیوی کا خط میاں کے نام

میرے سرتاج تالوم قیامت سداست رہی -
 گزشتہ ماہ میں دو باتوں کی تاکید عرض کی تھی - ایک تو لڑکی کے بارے میں دوسرے نے نظر
 نہیں سدر حین کی نسبت ۔ ۔ ۔ لیکن آپ نے جواب سے بھی جوابدہ با حقیقت یہ کہ
 کہ لڑکی جوان ہو نہ کوئی مگر آپ نے اسکی کچھ فکر نہیں رکھی - اب تو اس کی شادی کا جلدی ہی
 انصرام ہونا چاہیے کوئی اچھا سا غریب اور اچھل لڑکا دیکھ کر اسکا فرض ادا کر دو -
 مجھے یقین ہے ایک آپنے بیٹی کی شادی کیلئے کوئی شے ہیا نہیں کی - آئندہ ہی فکر رکھنا
 چاہئے جب اپنے چار کپڑے خریدے لگے اُسکے لیے بھی دو جوڑے بنائے - کہی برتن کپڑے
 ہوئی تو چار فاضل لے رکھے کسی نیپے میں دس روپے تھوڑے سے چلکے تو کوئی اُسکا زور ہی
 بنا چھوڑا - اس طرح تھوڑا تھوڑا کیا ہوا بہت سا جمع ہو جاتا ہے - اور وقت پر یہ چیزیں منت
 برابر بیٹھ جاتی ہیں - اس واسطے سب بارے میں شب و روز فکر سے کچھ نہ کچھ بچھڑتے رہو -
 شہر حسن و شمار بٹیا بہت ہی بگڑتا جاتا ہے - ایک دن مدرسہ جیسے تو دس دن خود
 تعطیل نہ لیتا ہے - کیسی کھڑکی اور تار کا خوف نہیں کرتا - اور نہ کیسے دباؤ یا ادب کا لحاظ ماننا
 ہے - دن بھر گڑیاں ہیں یا گلے ڈنڈا - سارا دن کھیل کود اور لڑکوں سے لڑائی جھگڑے سے
 سوا اور اسے کوئی کام نہیں جب دیکھو گڑیاں ہیں یا سڑک گشت پر چکر لگاتے یہی بھولے سے گھر
 میں آجائے تو گھر میں بھی دنکا فساد کرے گا - روٹی کھائے بیٹھا ہے تو اندھے بچے کی طرح
 چار نوالے مارے اور دیوانوں یا دولوں کی طرح بڑبڑاتا ہوا گھر سے بھاگ گیا - صاحب من آؤ
 یہ کیسی لکھو ہی ہے جدھر چاہو توڑ موڑ سکتے ہوا ایک دو سال اور اسکے ہی شغل رہے تو نہ گھر کا
 رہیگا نہ گھاٹ کا خدا کیلئے یا تو کسی جلا وطن کے حوالے کر داور کسی رشتہ دار بھائی بند کو گھو

جو اُس کی غور و پروا نہ کرے۔ یا اپنے پاس بلا لو۔ وہاں بھی سکول تو ہے وہیں داخل کرادینا۔
خط کا جواب یا صواب دینا روی کی لڑائی میں نہ ڈال دینا۔
آپ کی خادمہ فاطمہ ازبجورم۔ سوال ۱۸۱

خاوند کا جواب

ہم دم و ہمارا بیوی صاحبہ خدا تعالیٰ شاد رکھیں
تھارے دونوں خطے۔ لڑائی کے بارے میں برا وقت سے ہی خیال ہے کہ تم نے خود اُس کی شادی کی
ضروریات کا بند و بست کر رکھا ہو گا۔ سلیقہ شعاع عقلمند بیویاں آپ سے آپ ایسی باتوں کا فکر
رکھتی ہیں اور مجھے کامل یقین ہے تم نے خود اُسکی شادی کی کتنی چیزیں جمع کر رکھی ہوں گی اور اب تم
میری آزمائش کر رہی ہو۔ اچھا مجھے کیا مانع ہو مانگ لو۔ میں بھی اس بارے میں غور تو نے کم نہیں
ہوں میں نے بھی اُسکی پیدائش کے دن سے ایک مہاجن کے یہاں اُسکے نام سے روپیہ جمع کرنا
شروع کر رکھا ہے آج بفضل خدا اُسکا اپنا اکٹھا ہوا ہوا گیارہ سو روپیہ موجود ہے جب
چاہو وہ روپیہ منگا لو اور جو چاہو کپڑا برتن بنا لو۔
فیضان کی پڑھائی کا یہاں پر بند و بست کر لیا ہے اور بھی ہمارے تین کلرک اپنے لڑکوں
کے لیے ایک ہفتہ در کھنا چاہتے ہیں جو تھا میرا لڑکا ہو گا ہر ایک کو چار چار روپیہ دینا ہو گا
لاہور میں اُسٹا دیکھنے لکھا ہے اُمید ہے ہفتہ عشرہ میں اُسٹا آجائو گا اُس وقت ایک
کو روانہ کر کے عزیز کو اپنے پاس منگا لوں گا۔ ہر طرح تسلی رکھو۔ عزیزان کو دعا عمر درازی
دبر خور داری۔ احمد رضا۔ ہیڈ کلرک کشتری از شملہ ۷۔ سوال ۱۸۱۔ ہجری۔

ایک مسلمان خاتون کا شکایتی خط

”ہو لوگ کثرت ازدواج کے حامی و معاون ہیں۔ اُنکو ذیل کا خط پڑھنے سے عجب
شہم پیدا ہوگی۔

برسوز داند وہ بھرا خط ایک تحصیلدار کی بیابہائی بی اپنے خاوند کو لکھ رہی ہے۔
مبالغہ فی الماصل سہی! تبدیلی الفاظ سہی! اسب کچھ سہی!!! مگر اسکا جواب کیا ہے!
تانا شد چیز کے مردم نہ گویند چیز ہا“

الحمد للہ ایک وہ زمانہ تھا کہ انیسویں دن ڈھائی سو روپیہ ہاتھ میں آتے تھے ایک یہ وقت
ہے کہ آج پانچ بیسے بعد احمد کی ساس پچاس روپے لیکر آئیں۔ عیش و آرام تو تمام ہی چکا تھا۔
خدا کا شکر ہے کہ تمہاری زندگی ہی میں فاقوں کی بھی نوبت ہو چکی۔ چار بچے ایک چھو کر کی دو
بکریاں ایک بیگم آٹھ دم اور دس روپیہ مہینہ فی کس کیا پڑا! کچا ساتھ پردیس کی بات شہر کا چرچ
ہو۔ بے شکایتی خطوط لکھنے کی طرز بتلائے کیلئے یہ خط علم کی دیوی میں داخل نہیں کیا ہے بلکہ ہمارا منشا ہے کہ تمام عورتوں کو سوتیا ڈا
کے نتائج واضح ہو جائیں تاکہ کوئی اپنی لڑائی کا ایسے گھر میں داخل کرنے کی جرأت نہ کرے۔

کال کا زمانہ بیٹا کی لات گھٹو تنک چوری کروں یا بھیک مانگوں میں بیچاری عورت ذات پیسوں
پتکوں پاؤں کماؤں کیا کروں کیا ذکر کروں۔ میرے دل پر یہ گھر کتک چلے گا اور یہ پہاڑی عمر
کسکے کاٹے ٹٹیلگی! ایسا نصیب چھوٹا کہ پان زردہ عطر تیل سب چھوٹا ایک روکھی روٹی رہ گئی
تھی اُسکے بھی لٹے پڑ گئے! خدا سے ڈرو اور مرے کو مرنا سمجھو۔ گھوڑ و نکوڑ چھانی ڈھانی
تین تین سیر دانہ دو اور بچوں کو پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب! اتنا رسے پاس پور یونگی بوریاں
ہوں اونچے ایک مٹھی جنوں کو ترسیں۔

ممانی جانے (اللہ ان کو جنت نصیب کرے) آج زندہ ہوتیں تو مٹھاری مجال تھی کہ تم سوکھ
لائے۔ اور میری چھاتی پر سونگ دو لستے! ایک کا یہ سہاگ کر و پیہ پیسہ عیش عشرت کپڑا
لتا کتنا یاد دہ سب موجود دوسرے کیو یہ آگ لگی کہ کس کا چین اور کس کا آسام کیسا گھنا
اور کس کا کپڑا دودو اور تین تین وقت کے کڑا گئے۔ ایک کے صندوقچہ میں بھری ہوئی مٹ
کی سیسیاں ہوں اور دوسری چرائیں جلانے کا تیل بھی نہ ہو! غضب خدا کا برس کا برس
دن تھوڑا کار روز اور تحصیلدار کی اولاد ایسی ناشاد و نامراد کہ دھکی کی گھنگھٹیاں بھی ٹھیسوں
چھ برس کی بچی بھی تفیر لیکر آئی نہ دھیلے کی سندھی نہ دھیا رنگ نہ ڈھنگ کا چیتھا! نہ
پاؤں میں لٹا! نہ تو ایسے پلے ڈکویا جان پہچان ہی نہ تھی خدا کی شان ہے یا وہ ان بان کرنا
پر بھی نہ بیٹھے یا بے غیرتی کرنا ہوں بھی نہ چلے۔

ادھر حمیدہ ماشاء اللہ چار برس میں کہیں کی نہیں پہنچ گئی! ادھر سعیدہ برابر سے اٹھتی
چلی آ رہی ہے یہ پتھر میرے سر کاٹے تو سر کتے نہیں۔ جلدی ہر فری آنکھ بند کرنے کی دیر کم
یکسے برس اور چھینے لڑائی کی پل اور لگڑائی کی پل گھٹو نہیں بڑھتی ہے یہ چار پہاڑ اور میں
اکیل خدا ہی میرا پار کرے تو ہو۔

جیسی میری سٹی پلید ہوئی خدا نہ کرے کہ دشمن کی بھی ہو! جاڑوں کی پہاڑی راتیں آنکھوں
کٹتی ہیں چین و آرام تو الگ رہا پلک سے پلک بھبھکا کی حرام ہے پلنگ پر لیٹی ہوں اور جھکڑ
بن۔ ہے جدھر دیکھتی ہوں اللہ نظر آتا ہے شکے میں آٹا نہیں پھٹی میں کپڑا نہیں پاؤں میں
جوئی نہیں سر پر دوپٹہ نہیں! خانہ دار کی مصیبت قرضدار کا فکر ہر وقت ہی کوٹ آئے
دن کی بیماری مداری کا تقاضا کیرن کی نصیحت خدا کی قسم جان اجرن ہو گئی! سوت نے مجھے
سوت کا مڑا چکھا دیا۔ اب تو یہ دعا ہے کہ خدا مجھ کو اٹھائے! تم بیٹھے عیش کرنا نہیں ہوں گی نہ کھٹکوں
گی۔ بیس بائیس برس دنیا کی بیمار دیکھ لی۔ خدا گواہ ہے جز۔ اب زندگی سے بیزار ہوں! لا
تم نے اپنی زندگی سسراری اور میری بریاد کی اپنا گھر بنایا اور میرا! جاڑا! غرض رہو! آباد کرتے
یہ چلے جا جا کر دانت سے دانت جھیں اور گھر گھر جس کیسلی بدن پر روئی کا کپڑا نہ ہو! جو جھم
ماشاء اللہ تین سو روپے چھینے کاٹے اُسکے بچے لحاظ کو ترسیں ذرا انصاف کرو دو روں
لڑکیاں ایک پڑا سنے کبل میں سسر دی ٹیر کریں ایسی بے دردی پر کرنا دھکی ہے جسویں
کی ماٹیں تنک پچپک کی رڈائیاں اوڑھیں اور حمیدہ سعیدہ سوں سوں کرتی چھیں!

لے ساس ۱۲ صفحہ دوسری جی بی ۱۲ صفحہ

گنہ گار ہوں تو میں ہوں بری ہوں تو میں ہوں بد صورت ہوں تو میں ہوں کڑھوں تو میں ہوں پھوٹ ہوں
تو میں ہوں بیزار ہو تو مجھے ہونیکے کمائی کے حقدار کیوں نہ رہے !!! کیا خدا کی شان ہے حیدر ہونے
لٹیاں دودھ کی لٹاھائے چار چار روپیے کے کھلونے لائے اور توڑے اور سعیدہ کو بالی
دال بھی نصیب نہ ہو۔

جن ہاتھوں سے سیکڑوں ہزاروں روپے اٹھائے آج وہ ہاتھ ایک ایک پیسے کو محتاج
میل تھاری کمائی میں ہمارا اتنا حق نہ رہا کہ پسائی کا پیسہ تو میکس ہوتا! جس بچی کے ذرا سے بچا
میں بیٹے چار چار بکرے ملے آج وہ دو آؤں کیواسطے صبح کو شام تک آنکھوں کا تیل نہ لگاتی
ہے جب ایک میل پوری ہوتی ہے! جب کو کیا معلوم تھا کہ میرے معصوم بچے یہ دن دیکھیں گے اور
قسمت یہ مصیبت دکھائیں گی۔ بائیس برس پہلی بچائی کھا کر آج چار بجے سے چکی کے آگے بیٹھنا
پڑتا ہے! ہائے تقدیر! بھرے گھر سے فقیر ہو گئی!

جو حالت میری ہوئی الٹی کیسی یہ گت نہ ہو فقیر و شے بدتر گھر مردوں کی سی صورتیں الٹا
میں اپنے سانبان میں شلکے پھر تنکا چار پانی بھونگا چوتھے پہ منوں خاک صحن میں بیٹھیں
راکو نہ درمی نہ رزائی نہ بچھو نہ چار پانی برتن میں وہ لوہا تگے ہیں وہ جو ہا! ساری بار چار پیسہ
کی ہے وہی میں ہوں وہی لنگن کی نیم کا بیگم بیگم کہنے منہ خشک ہوتا تھا یا آج سڑی ہو بھنگن
جو جو منہ میں آتا ہے سنا جاتی ہے۔

وہ ہمیشہ رہے نام اللہ کا

لاکھ سورا ہو اکیلا چننا بھارا نہیں پھوڑا سکتا۔ حیدرہ کو دیکھ دیکھ کر روح فنا ہوئی جاتی ہی
فاقوں کی ماری ماری مصیبت زدہ دکھیا ری دینی دیانی کا وہ ڈول ڈول کھلے ہے کہ الٹی توبہ!
اسکا گھربا تیرا کام ہے! ایسی تقدیر پھوٹی کہ داد داد دی نانا ثانی چچا چچی ماموں مائی بڑی
اوردھوٹے مرد اور عورت ایک سہیلے سب ہی کو موت آگئی! افسوس غمگیناں مالدار کننگال
کوئی بھی نہ رہا۔ دھیلیاں اور زخمیاں کا صفایا ہو گیا۔ اچھے اور بڑے امیر اور غریب حیدر
بد نصیب سے پہلے ہی چل بسے! سارے کا سارا خاندان مصیبت زدہ بچی کے آنکھوں کے
سانے ایک ایک کر کے رخصت ہو گیا۔ پچاس آدمی کے کنبہ میں ایک پھرتی دادی اور ایک
خالہ فاطمہ دودم رہ گئے تھے رجب میں اُنکا بھی خاتمہ ہو گیا !!!

گھر کی ایسی خاک اڑی ہے کہ الٹی تیری ماہ موسے فقروں کے گھر میں بھی ڈھنگ کا اشتیاق
گھر کو وہ بھی نصیب نہیں!! اس گھر سے تو تحصیلدار کی بیٹی کو دو آنہ کا بیلدار بھی لیجائے تو
اُسکا احسان ہے! آخر حیدرہ کا نکاح کرنا یا نہ کرنا نہ ہونہ سہی! اگنا نہ ہو بلا سے عیش نہ ہو خیر
نوکر بیکار اچھا بڑا خوش مزاج اکھلکھڑا عزیز امیر جیسا بھی ہو حیدرہ کی تقدیر نگہ سید طرح اُنکو
دوبل ہو جائیں تمہاری امیری تنکو مبارک! میں اپنی فیکری میں بھی خوش ہوں! تنکو خدا نے
نئی دولت دی نئی بیوی دی مال و جائداد دی ماما نوکر چاکر بھی گھوڑا تم جتنا اوچلو سب
تھوڑا! فقیر مٹی بھیک منگنی جتنا اترا سٹے سب ٹھیک سیری پنڈیا میں سوا سیر پڑا اہل
پڑی۔ سدا کے فاسے ہمیشہ مانگی بھیک عمر بھر کی مزدوری رات دن کیں صدیاں خیرات

۲۷
صوبہ
راکھڑا

گدز کو قہر گھر صدقہ پر عمر لیتا جوتی چیتھڑا موزہ آگیا تو روزی نہیں تو روزہ منہ پی لیبیاں سیتی رہی
ٹاٹ جنم نہ دیکھا بوڑیا پسینے آئی کھاٹا ہگر بھر فقیر اکنبہ بھر محتاج آج بی صنوبر کو یہ دن لگے ہاتھوں
ٹھوس کر طے مانتے یہ جھومر گھر میں مانائیں ڈیوڑھی پہ نوکرا تمہیں پھٹ گئیں !!! بھگور نہ فرصت
تھی نہ ضرورت تھی نہ جب تھی نہ اب ہے نہ کیا نہ کر سکتی ہوں نہ کروئی کہ گھر میں سیکڑوں سہان
اپنے اور پر اسے جان پہچان اور انجان اور بیٹھی گھنٹوں میاں کے پردہ پاؤں اسکو تودل میں گھر
کرنا تھا ایسی گھسی کہ سب سے بڑا میاں کو کھوئی سے باندھ لیا بچے کیا خبر تھی کہ یہ سوکن میاں
پھیننے کا فکر کر رہی ہے اور یہ روزی ایک دن گھر والی ہو جاوے گی !!!

بمقامہ درگھ اپنے بچوں ہی سے فرصت نہ تھی کہ تہا رخدرست کرتی۔ ہاتھ جوڑ کر آتی تو گھنٹوں
پاؤں دباتی ! لایو والی رنگیں۔ مہینوں آئی ہیں اور دونوں سنتیں کی ہیں وہ ہوتیں تو رونا ہی
کا ہے کا تھا اپنا پیٹ کاٹتیں اور بچوں کا پیٹ پالتیں لائے کی لاج تھی کئے کا نبہا کرتیں۔
گیہوں نہیں جوا اور باجرہ نہیں بچھڑا سالن نہیں۔ شور بانہیں دال تازی باسی اچھی بڑی۔
صبح کو نہیں شام کو اور شام کو نہیں رات تو چوری کرتیں بھیک مانگتیں اور بچوں کے پیٹ میں
ڈالتیں۔

لاکھ خاک میں مل گئی نگر سارا شہر جانتا ہے کہ پانچزار کا جہر لیکر میکہ سے نکلے ہوں۔ تمام
بازار کمرہ ہاتھاکہ احمد مار کا نصیب کھل گیا ! تم نے دھڑی دھڑی کر کے سب لٹا دیا ! میرے
برق تم نے کوڑوں کے مول بیچ ڈالے ڈرٹا ڈرٹا دھڑن کے لگے دس دس بارہ بارہ روپے میں
کھو دیے اور چکی بیٹی دیکھا کی ! بیکاری میں بیوی رفیق تھی تحصیلداری میں بیوی دشمن
ہو گئی ! میرا تین ہزار روپے کا زیور سب مول بیاج میں ہا بھر گیا۔ اگر آج کو وہی روپے پاس
ہوتا تو خدا کی قسم مرجاتی اور تمہارے آگے ہاتھ نہ پھیلاتی ! اسات سو روپے کے جھاپے
ڈیرٹھ سو میں کالے کی نانی لے گئیں اور پتے اُن نہ کی ! اما جان بخشی کیسی کیسی بکڑاں اور بھٹا
کہ دیکھ مرد کا عجب بار نہیں مگر بیٹے سب پر سے نثار کر دیا اور یہی کہا اماں جان زیور کیسی
ذات نہیں۔ رتے کا سنکھار بھوکے کا اودھار جب اللہ دیکھا اور بچا دیکھا ! اللہ غنی ہم جان
مال سے نثار رہے اسکا بدلہ یہ ملا کہ تم ہم سے ایسے بیزار ہوئے کہ صورت تک دیکھنے کے
رد دار نہیں !

کہا ننگ جھینکار دوں اور کتبک جھونا چھوؤں خدا گواہ ہے مرجانی اور خط نہ کھتی۔
نعیم کے دو خط لاہور سے آئے یہ بھیجتی ہوں ذرا غور سے پڑھنا ! اللہ اللہ میرا مال میری
زندگی میں تھک و بال ہو گیا اُسے لکھا ہے چار دفعہ ابا جان کو سکول کی فیس اور کتابوں کے لیے
پچیس روپے کیواسے لکھ چکا ہوں نہ روپے ہیں نہ جواب ! اگر تمہارے پاس اُسکی تقدیر کا نہیں
ہے تو محمد و کر نام کٹوا لے۔

نعیم کے خط اور حمید کی مجبوری نے اتنا کچھ لکھوا دیا ہے یہ نہ بھنا کہ بیوی بھیک مانگ
رہی ہے۔

شہر بیوں کی بیٹیاں فافے کرتی ہیں ! اور ماں باپ کی لاج رکھتی ہیں اللہ عزت بڑے

اٹھالے سب کچھ بھربایا!!!
اب گھر کیا پھرے گا اور میں کس برتن پر میاں کو اپنا کرونگی وہ دل ہی نہ رہا ایک پھولا
ہے کہ ذرا تھیس لگی اور بہہ نکلا۔
وہ چمن ہی مٹ گیا جس میں بہا رانے کو بھی

دوسری فصل گھر کا تنظیم کرنا

اپنے گھر میں استری پرس (میاں بیوی) بادشاہ اور وزیر کی حیثیت کے ہوتے ہیں اور
یہ سب جانتے ہیں کہ دانا وزیر کی موجودگی میں بادشاہ کو ملک کا اتنا فکر نہیں ہوتا جتنا کہ وزیر کو
ہر ایک انتظام کی درستگی کا خیال ہوتا ہے۔ اسی طرح عقلمند عورت کے ہوتے مرد کو گھر
کے کام کاج کا مطلق فکر نہیں رہتا۔ مگر سمجھدار استری کو ہر ایک اوج نیچ کا خیال رہتا ہے برادری
میں رشتہ داروں اور قریبوں میں شادی بیاہی کے متعلق لین دین کے بارے میں غور نہیں
ہی بنتی ہیں۔

لڑکوں اور لڑکیوں کے پڑھانے کھانے پینے اور صحت بچھونے کی ہر ایک بات کا مناسب
بندوبست کرنا عورت کی ذات کے متعلق ہے۔
استری کو گھر کی ضروریات کے برتن اور دیگر سامان کی خرید و فروخت مکان کی مرمت وغیرہ
تمام باتوں کا فکر رکھنا چاہئے۔

دانا عورت کے لینے واجب ہے کہ اپنے بچوں چھوٹے لے ایک ہی رقم کا لباس اور کھانا
پینا بخیر کیا کرے۔ اگر ایک لڑکے کو ریشمی پوشاک بنوا دی جائے اور دوسرے کو کہہ دیا کہ قیمت
کے تھان کا جامہ بنوا دوں تو وہ ناراض ہو جائے گا۔ اگر ایک لڑکی کو ایک زیور کسی خاص تقریب
پر بنوا دیا ہے تو دوسرے کو بھی ضرور اُسے ساتھ ہی بنوا دینا چاہئے ورنہ اُس کا دل چوٹ کھاتا ہی
اگر آپ کے ہاں چار لڑکیاں اور ایک کو کچھ انعام دیا ہے تو سب کو یکساں دینا چاہئے ورنہ دوسرے
کو کراس جوش و خلوص نیت سے کام نہ کرے گئے اُنکے دل میں ضرور آئے گا کہ اس ایک شخص کو
ہمارے زے زیادہ لائق گنا گیا ہے۔

یہ بھی خیال نہ کرو کہ ایک چھوٹے بچے یا دس نوکر کے ناراض ہونے سے کچھ نقصان نہ ہوگا
گو آپ کے پاس ایسے مضبوط بندوبست بھی ہوں جس سے کچھ نقصان نہ ہونے پاوے۔
مگر کسی شخص کو ناراض کرنا سراسر دکھ کا باعث ہے! ایک بالکل ناچیز آدمی بھی جب چاہے
کہ نہ کچھ ضرور نقصان کر سکتا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ جس طرح گھڑی کا ایک بالکل
ذرا معمولی پرزہ بھی بگڑ جائے تو گھڑی کی رفتار درست نہیں رہتی۔ ایسے ہی جس گھر کا
ایک بھی کام کرنا والا یا تعلق رکھنے والا اپنے پہلے دستور کو چھوڑ بیٹھے تو سارے گھر کا تنظیم

بگڑ جاتا ہے۔ اس واسطے لازم ہے کہ ہر ایک خوش رکھا جائے۔ کیونکہ کچھ دیکر کسی کو وعدہ کر کے کسی کو بانوں سے پرچانا چاہئے۔

بادشاہوں کے وزیر ہر ایک بات اپنے مالک سے ہر وقت پوچھا نہیں کرتے۔ مگر وہ خود موقع اور وقت کو جانچ کر آپ ہی بغیر اجازت اپنے آقا کے حکم دیتے ہیں اُن کو یقین ہوتا ہے کہ ہم یہ کام سوچ سمجھ کر بادشاہ کی خوشی کے لئے تجویز کیا ہے تو ہمارا مالک ضرور راضی ہوگا۔

ایسے ہی عورت جب سوچ سمجھ کر کام کرتی ہے اس حالت میں اپنے غاوند کی رضی بغیر بھی کوئی نیا کام شروع کر دے تو مالک ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

ہاں یہ بھی خیال رہے کہ انتظام کرنیوالے کو اپنا بھی ہر ایک خیال دوسرے لوگوں کے مطابق بنانا ضروری ہے۔ مثلاً کوئی عورت اپنے بچوں کو کہتی ہے کہ نوکر و نگوں گالی نہ دیا کرو۔ فضول چیزیں نہ خریدا کرو۔ بڑھنے لکھنے کے بغیر کوئی وقت ضائع نہ کرو۔ ہر وقت چرنے چلنے کی دھن میں نہ رہو وغیرہ وغیرہ تو اس کو واجب ہے کہ آپ بھی بالکل نوکر و نگوں الفاظ منہ سے نہ نکالے وہ کسی بیکار شے پر ہمیشہ خرچ نہ کرے۔ اپنا وقت فضول نہ گنوائے۔ کھانے پینے میں بے وقت کے پابند نہ ہو۔ جب تو اس کی نصیحت سمجھنا کا اثر ہوگا۔ اُسکا سارے گھر کا انتظام درست رہیگا ورنہ ایسے وزیر جو آپ اپنی بات پر عمل نہیں کرتے۔ اُسے رعیت بھی اور بادشاہ بھی مناسب سلوک نہیں کرنے۔ ایسے ہی جو ستری سارے گھر والوں کے ساتھ آپ بھی ہر ایک انتظامی بات کا عمل نہ کرے گی۔ اُسکا انتظام اور رعیت سب کی نظروں میں گر جاوے گا۔

نوکروں سے مناسب سلوک اور کام لینے کا طریقہ

جس طرح ہمارے ہاتھ پاؤں کام دیتے ہیں ایسے ہی نوکر کام دیتے ہیں۔ اس واسطے نوکر کو اپنا جسم کا ٹکڑا سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اگر نوکر نہ رہیگا تو اُسکا سارا کام آپ کو اپنے ہاتھوں کرنا پڑے گا۔

اگر نوکر بیمار ہو تو اُسکی تندرستی کا فکر کرنا چاہئے۔ اُسکی ہر ایک تکلیف کو دور کرنے کا خیال رکھنا چاہئے۔ نوکر کو بالکل اپنے بچوں کی طرح سمجھیں۔

نوکر سے کوئی کام بگڑ جائے تو اُسے آستی اور مہربانی سے سمجھادیں۔ ہر وقت کی محنت ملاست اور بہت تنگ ہو کر دھکیاں دینے سے نوکر ڈھینٹھ ہو جاتے ہیں جب بات بات میں تالاف نہ عاید اچھو ایسے ایسے الفاظ کہے جاویں۔ تو وہ آدمی بیچ بچ کا نالائق ہو جاتا ہے اور چہرہ کوئی کام بھی صفائی اور خوشی سے نہیں کرنا چاہئے وہ یقین کر لیتا ہے کہ جب ہر کام کا مجھے ایسا ہی نتیجہ ملتا ہے تو پھر بگڑنے اور سنورنے کی کوشش کیوں کروں۔

بعض نوکر ہر وقت کی جھڑکی سے اور بات بات کی اُلٹی سیدھی سننے سے بھی یقین کر لیتے ہیں کہ ہمارے مالک کی عادت ہی اسی قسم کی ہے جو ہر وقت ایسا ہی سلوک کرتا ہے اس واسطے وہ اُس کی کالیوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے ”مہم نے کئی ایسے ایروں کے نوکر دیکھے تھے جن سے دل ہی دل میں ایسے سلوک کے وقت سُنا ہے کہ کتنا ہے چلو بھونکنے دو“

اس واسطے نوکر جب اچھا کام دیتے ہیں جبکہ بعض وقت اُن کو باتوں ہی باتوں میں خوش بھی کیا جائے
جب کام بگڑ جائے تو آرام سے کہنا چاہئے کہ دیکھو یہ چیز صفت میں ضائع چلی گئی اگر ذرا احتیاط
سے کام کیا کرو تو کیوں نقصان ہو اگر سے۔ نقصان سے بچنا ہی چاہئے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیسا
مور کھانہ آدمی سے دوسروں کے نوکر کہتے ہیں کہ تمکو تو کام کرنے کا ہی فرج نہیں ہے۔
اگر خوشی خوشی سے صفائی سے سنوار کر کام کرے۔ تو شاباش دیا کرو کہ تم بہت سی آرمی ہو
کبھی کچھ انعام دیدیا۔ نوکر کا انعام کیا ہے دو چار پیسے۔ یا کوئی سٹے کھانے کی دیدی اور وہ
خوشی سے باغ یاغ ہو گیا۔

اگر کسی دن چند ہمان آجائیں یا کسی شادی بیاہ کی تقریب پر کئی دن کام کاج کی کثرت ہو تو نوکر کو
تسلی دیتے ہیں۔ کہ یہ چار دن اتفاق سے ایسے آگئے ہیں جو تم کو اتنی محنت اٹھانی پڑتی ہے
اس تکلیف ہمت سے نباہ لو اور بعد میں تمکو آرام دیا جائیگا۔
خرید و فروخت میں نوکر عموماً دیانتداری سے پھسل جاتے ہیں۔ تمام امیر لوگوں کے نوکر بازار
جس قدر سود لاتے ہیں ایک آنہ یا دو پیسہ روپیہ دوکانداروں سے دستوری کا لیتے
ہیں۔ دوکاندار بھی ردی اور ناکارہ مال ہی اُن کے ہاتھ بیچتے ہیں کیونکہ اُن کو یقین ہوتا ہے کہ
یہ بربیب اپنی بے ایمانی کے ہماری دوکان کا پتہ تک نہ بتلا دیگا اس طرح مالک کا دونوں طرف
سے نقصان ہوتا ہے کیونکہ ایک تو پیسہ زیادہ خرچ ہوتا ہے دوسرے کام کی چیز نہیں ملتی
اس واسطے لازم ہے کہ نوکروں کو اس نقص سے آگاہ کرنا چاہئے کہ اس طرح چیز خریدنے سے
ہمارا ہمارا دونوں نقصان ہے۔ دہی آٹا دال تم کھاتے ہو جو ناقص خرید لاتے ہو دوسرے
دوکاندار کے رو برو اور دوسرے لوگوں کی نظروں میں تماری حقارت ہوگی۔ اور یہ بھی یاد
رکھو سودن چور کے اور ایک مالک کا۔ آخر بے ایمان نوکر ایک دن پکڑا بھی جاتا ہے پھر اس
نوکر کی بے عزتی ہوتی اور خزاہ وغیرہ بھی چھین جاتی ہے۔

نوکر کو ہمیشہ دیانتداری اور سچائی کی تعلیم دینی چاہئے۔ اور خود بھی دن بدن سچ زیادہ
عتبہ کرتے جائیں۔ جوں جوں اُسکو اعتبار ملتا سمجھنے جائینگے وہ خود ہی تمام کام عمدگی سے سر
انجام دیتے لگیگا۔

بہت امیر ونگے ہاں چار چار چھ نوکر ہوتے ہیں۔ ایسے گھر کی مالک اگر تجویز اور تقسیم سے
کام نہ لے تو اونگے گھر کا انتظام بگڑا رہتا ہے۔ کیونکہ ایک شخص کسی ایک کام کا ذمہ و انہیں
ہوتا ہے۔ اس واسطے واجب ہے کہ آپ کے پاس جس قدر نوکریں انہیں سے ہر ایک کام ایک
ایک کے سپرد کر دینا چاہئے۔ مثلاً چار آدمی ہوں تو ایک کے ذمہ پانی اور برتن بنانا۔
دوسرے کھانا پکوانا چاہئے۔ تیسرے کے لیمپ وغیرہ صاف کرنے جلانے چار پانی بچھانے
بسترے بچھانے اور سنبھالنے کا ایسا ایسا کام سپرد کر دینا چاہئے جو حقے کو بازاری خرید و
فروخت کا کام آئے گئے کی خاطر مدارات کیونکہ گاڑی پر سوار کرنا یا لانا جو نمکوسکول میں لیجانا
گھر کے لوگوں کو کھانا کھلانا ایسے ایسے کام سپرد کرنا چاہئے۔
اب ان چاروں آدمیوں کی پہچان کرنا ضروری ہے۔

اول تو کوئی ملازم نہ رکھنا چاہئے۔ جب تک کہ اُسکے چال چلن کی صفائی کی ضمانت نہ ملے دوسرے نوجوان اور ہر وقت اپنی ہی بناوٹ میں رہنے والا نہ کر گھر کے اندر کبھی نہ آنے دینا چاہئے۔ اگر جوان خود عورت والا ہو تو وہ عورت مرد دونوں بھلے مانس ہیں تو دونوں کو گھر کے کام میں لگانا حرج نہیں ہے مگر اُن کی بھی چند روز نگہ رانی ضروری ہے۔

بوڑھے آدمی کام چور زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر اُن کی معرفت بازار کے خرید و فروخت کا کام کرائینگے تو وہ خوشی خوشی تھوڑی تنخواہ پر بھی ایسی نوکری قبول کر لینگے لیکن یہ یاد رہے کہ ایسے شخص دیا ننداری کا سبق کسی نہیں سیکھتے اور بھلا بوڑھے طوطے کبھی پڑھتے ہیں۔ وہ اپنی دستوری ہر ایک سودے سے ضرور وصول کرینگے اور کام کے وقت زبان زیادہ ہلاینگے اور ہاتھ پاؤں کم۔

بہتر تو یہی ہے کہ گھر کی ضروریات کے تمام بڑے بڑے سودے آپ ہی اپنے گھر کے آدمی خریدیں نوکر و نہرعت ہا نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی انسان اعتباری مل بھی جاتا ہے تو یہ زر ایسی چیز ہے کہ خواہ مخواہ اُسکی نیت میں بھی فروغ ڈال دیتا ہے۔ اور سب سے بڑی نقص کی یہ بات ہے کہ نوکر گھر کے سارے بھیدوں سے واقف ہو جاتا ہے۔ اگر دوکاندار سے حساب کتاب ہو کسی سے قرض بھی لیا جائے تو ایسی باتوں کی نوکر کو بالکل خبر نہ ہونی چاہئے۔

نوکر و نئے لینے خواہ ایک ہو یا چار یا دس جیسا بتلایا گیا ہے۔ ہر ایک سے اپنا اپنا کام گھر کی محض خدمات کا لینا چاہئے اور اُسی میں اُس کی صفائی اور چھتی کا خیال رکھیں۔ دیگر امور ات خانگی کا اُسے راز دار ہی نہ بنا دیں۔

باب دوم

فصل دوم

کھانے بنانا

کہتے ہیں پہلے زمانہ میں تمام لوگ میوہ جات کھاتے تھے جنہیں پھل پتے اور سولی کا جو وغیرہ جڑیں شامل ہیں۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا وہوں وہوں کھانے پینے کی چیزیں زیادہ درپٹا ہوتی گئیں۔

پہلے ان آگ جلانا ہی نہ جانتے تھے ہوشنگ بادشاہ نے پتھر سے آگ نکالی۔ اُسکے بھشید بادشاہ ہوا اُس نے گھر گھاٹ بنائے اور لوگوں کو شہروں میں اکٹھا کر رہنا سکھایا۔ اُسی کے زمانہ میں اناج کی روٹیاں بننے لگیں مگر کئی مدت تک صرف روکھی روٹی اور دودھ وغیرہ کھانے کا

آدمی کو علم رہا۔

آدمی کو علم رہا۔
پڑائی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت کی بادشاہ سے انسان کو ذائقہ دار کھانے پینے کا شوق تھا۔ اس کے پاس شیطان باورچی (رسووا) بیٹھ آیا اور برٹمی برٹمی سوسا والی چیزیں بنانا کر بادشاہ کو کھلانے لگا۔ تمام آدمی اس کے بنانے سے طرح طرح کے کھانے بنانا سیکھ گئے۔

نگاہ تمام آدمی اسکے بتانے سے طرح طرح کے لحاظ سے بنانا سیکھئے۔ یہ اسوجہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ تمام لوگ ساوہ غذا کھا کر بہر وقت ایشور (خدا) کی یاد میں رہتے اور شیطان نے آدمی کو زبان کے رس کا لالچ ڈال دیا تاکہ آدمی کھانے پینے ہی کی چیزیں اکٹھے کرتا رہے اور اسکو اپنے بندہ کر نیو اسے کی یاد تک بھولی رہے۔

اٹھ کر رہے اور اس کو اپنے پیٹ پر لے کر اپنے کمرے میں لے گئے۔
شیطان کا یہ سبق دینا بیچ بڑا غلط ٹکڑا نہیں کہ وہ آدمی جنگلات دن زبان کی ہی
چاٹ کا مرض بھیجتا ہے وہ بیچ بیچ اپنے مالک کی عبادت بہت کم کرتے ہیں۔ فقیر اور پارسا لوگ
آج کل بھی سادہ خوراک پسند کرتے ہیں اور بڑی لوگ تو بالکل لطیف (ہلکی) غذا کھاتے ہیں۔
کیونکہ زیادہ گھی اور مصالحہ والی چیزیں کھائیں تو ہر وقت تھیند اور غنودگی سی وار ہو جاتی ہے۔
اس واسطے سادہ غذا کھانا بہر حال میں اچھا ہے۔

ابھی جن علاقوں میں عام لوگ صرف روٹی دودھ اور پھل پیتے ہی کھاتے ہیں۔ ان کو بیماری کم آتی ہیں اور وہ جسم کے بھی ہم لوگوں سے خوبصورت و مضبوط ہوتے ہیں۔ ہمارے شہر پر ہی ملک بلوچستان کا علاقہ ہے وہاں پر بھی لاکھوں انسان ہیں جو سوائے روٹی کے اور کوئی کھانا بنانا نہیں جانتے بغیر تک سچ کے صرف اکیلی روٹیاں بنا کر کھاتے ہیں یا دودھ کے ساتھ اُنکے ہاں اگر کسی کو روٹی کے ساتھ ایک پیاز یا گڑا کی چھٹا تک بلجاسکے تو وہ بڑا خوش قسمت کہلاتا ہے بڑے بڑے سیر دھکی آؤ بھگت ان ہی دو چیزوں سے کی جاتی ہے۔ اگر کوئی ذاب یا راجہ وہاں جانا چلتا ہے تو اُسکے لیے تلاش کر کر کے پیاز منگائی جاتی اور ایک تھال بھر کر اُس کے روبرو رکھی جاتی ہے۔ اب اُنکو یہ شے پیاری بختی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ جس چیز کو آدمی اب بھی مسلمانا لگتا ہے وہی اُس دیش میں اُم و ستو بھی جاتی ہے۔

آپ ہی رسیلا بنا لیتا ہے وہی اس دیس میں ام و ستمو ہی پائی ہے۔
 کھانے پینے کی طرز اور چیزوں کے پائیکا فرق اور بھی دلچسپ ہے اکثر ملکوں میں ایک ہی شے
 کو نہ نئے اور تازہ یا ناسی کھانے میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

لوہٹانے اور تازہ یا باسی ٹھاکے میں بہت بڑا احتیاط ہے۔
 قریباً تمام ملکوں میں تازہ انڈے کی زیادہ قدر ہے بلکہ ہمارے ہندوستان میں اگر دس
 بارہ دن کا انڈا ہو اور گرم موسم ہو تو وہ گندھا کھا جاتا ہے اور ذرا ابھی بدبو پڑ جائے تو دس
 بیس انڈے ایک پیسہ پر کوئی نہیں لیتا۔ چین کے ملک میں انڈا جس قدر بڑا ہوتا ہے اتنا ہی
 زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ کئی سال کا بگڑا ہوا مرغی کا ایک انڈا دس دس روپے مول پاتا ہے۔
 ہندوستان میں تازہ چھلی کی زیادہ قیمت ہے اور اکثر شمالی مغربی علاقہ کے لوگ تو اکثر
 چار دن کی چھلی بڑی رہ جاتے تو پھینک دیتے ہیں۔

برہما - جینا لوگ نازہ سے سوکھی مچھلی زیادہ چاہ سے کھاتے ہیں اگر کوئی پنجاب یا وسط ہند کا آدمی اُنکے خشک مچھلی بازار میں گزرے تو اُس کو آنے لگتی ہے۔ مگر اُنکو وہ جلی جینی مچھلی کی بونہایت دلفراغت ہے۔ اُن کے ہاں تمام کھانے کی چیزوں سے بڑی نہایت ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔

اُسکو مچھلیوں کا ست بھننا چاہئے یا بہت سی مچھلیاں ایک بڑے پیسے میں بھر دیجاتی ہیں اور جب کھل کر
 اُن کا گوشت ہڈیوں (کانٹوں) سے الگ ہونے لگتا ہے اور اُن میں کپڑے پڑ جاتے ہیں تو اس
 تمام کپڑوں سے جلے گوشت کو کوٹ کر پر پتی تیار کیجاتی ہے اُس کی ہم لوگوں کو ایسی گندی بو آتی ہے
 کہ بڑے سے بڑے مضبوط دل کا آدمی اُس بپتی کے قریب دو منٹ کھڑا نہیں ہو سکتا مگر برہما اور جینی
 لوگ جس قسم کے عطا اور کستوری وغیرہ سے اُسکی خوشبو افضل جانتے ہیں وہ ہمارے غمی کے بکے ہوئے
 بکوان سے ایسی نفرت کرتے ہیں کہ جس پر اسے حلوائی کی دوکان ہونا گ بند کر لیتے ہیں۔ ہندوستان
 کے تلوے اور پلاؤ کے بگھار کی خوشبو اُسکے دماغ پر آگندہ کر دیتی ہے۔ غرض بچپن سے زبان اور
 ناک جس چیز کی عادی ہے اُسکو پسند کرتی ہے اگر جسم برہما میں پیدا ہوتے تو ہم بھی ضرور پتی کو
 گلاب کے عطر پر سبقت دیتے اس سے معلوم ہوا کہ کسی ملک کی رسم و رواج اور لباس و چال
 و حال کو بڑا کتنا اور اپنی رسم و رواج و خوراک پوشاک اور بولی کو دوسرے سے سمجھنا محض حماقت
 اور نادانی ہے۔

چونکہ ہماری کتاب کا تعلق صرف ہندوستان سے ہے اسلئے ہم زیادہ تر صرف ہندو مسلمانوں
 کھانے بنانے کی ترکیبیں ہی درج کریں گے۔ اور اُچکل اکثر امیر لوگوں کے ہاں انگریزی کھانے بھی
 بننے لگے ہیں اس واسطے اگر میں چند انگریزی کھانے بھی لکھ دیتا ہوں۔
 پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں کے کھانے لکھیں گے بعد ازاں انگریزی اچار و سر بہ جات چٹنیاں
 ایک ہی جا قلمبند ہوں گی کیونکہ اُن میں اسلام یا ہندوین کا فرق بالکل نہیں یا بہت کم ہے۔

ہندوؤں کے کھانے اور مٹھیاں

دو طرح کی رسوائی بنتی ہے۔ نکھری یعنی پکی (نلی ہوئی) سیکھری (کچی رسوائی)

نکھری رسوائی

موہن بھوگ (حلو) بنانا۔ ایک سیر شکر یا گڑ آدھ سیر پانی کڑا ہی میں ڈال کر آگ پر رکھو جب پگل
 جائے تو دو سیر پانی اور آدھ سیر پاپاؤ بھر دو دھ ملا کر اوپر سے بقدر آدھ سیر اپنی دھارا چھوڑ دو
 پانچ سات منٹ میں اوپر میل کی تہ آجائیکل اُسکو پھیری سے پونی سے اتار دو اور دوبارہ آسفند
 وہی دودھ ملا پانی اپنی دھارا سے ڈالو اب پھر میل اتار دو جب سب ڈال چکو تو ایک جوش
 آنے پر اتار کر دوسرے برتن میں کپڑے سے چھان کر رکھ لو۔ اب وہی کڑا ہی دھو کر سیر بھر کھی
 اور سیر بھر سیدہ یا سوچی یا دونوں ملا کر ڈالیں صرف سیدے کا حلو اچکنا اور پیسٹم بوتاسے اور سوچی
 کا بہت خشک سا ہو جاتا ہے اسلئے نصف نصف دونوں ملا لیں تو عمدہ بنے گا۔ نرم آگ پر بھونٹتے
 جائیں جب سرخی مائل ہو جائے تو بجھنے ہوئے کی خوشبو آنے لگے تو وہ تیار رکھا ہو اسٹریٹ ڈالو
 اُسوقت آگ فرایتہ کر دیں اور چھپ سے ملا دیں پانچ سات منٹ میں اتار لیں ابھی موہن بھوگ تیار
 ہے اب تو مڑوک۔ مانڈے۔ دنگون وغیرہ کام بڑے شہروں میں مٹھائیاں کھانے لگے ہیں مگر دہاتیوں کا اب بھی

بادام کشمش پسند الہی دانہ ڈالنا ہو تو آٹا رنے سے دو تین منٹ پہلے ڈالیں اور نیچے اُتار کر تھال میں اُٹ دیں اور اُسکے خطہ بصورتی کیلئے سوئے یا چاندی کے دو چار ورق لگاویں۔

(۲) مال پوڑے بنانا

گڑا ایک سیر ایک سیر بانی میں گھولیں اور سو اسیر پاؤں تھ میر سیدہ پاؤں بھر دی ہمراہ ملاویں۔ اُس کے بعد چاروں نے سوئفت آدھ سیر بانی میں پکا دیں سوئفت کو ذرا در در اکوٹ لینا چاہتے جب دو چار جوش آجاویں تو اتار کر چھان لیں اور یہ پانی ساتھ ملا کر سیکو ایک ذات کریں ایک دو گھنٹہ بڑا رہنے دیں تاکہ ذرا عمدہ گھل جائے یا دو چار ماشہ سوڈا ڈال کر تھوہ بالا کر لیں تو جلدی خیر سا اٹھائے گا اب تو سے یا کڑا اسی میں کمی دیا کر کسی کنوڑی یا پچھم سے ڈال ڈال کر پوڑے بناتے ہیں۔ اگر یہ سیدہ ذرا سخت رہے تو کمی کم خرچ ہوگا گرا علی پوڑے نہ بنیں گے۔ سیدہ پتلا اور گھلا ہوا ہوگا تو کمی بہت خرچ ہوگا مگر پوڑے لازماً ہوں گے۔

پوری ہونا

کئی قسم کی پوریاں بنتی ہیں۔ ذیل کی پانچ قسم کی مشہور ہیں۔
 ناگوری۔ سیدہ ایک سیر۔ گھی پاؤ بیہ۔ نمک ۲ تولہ اجوا ۶ ماشے۔ اول نمک کو پانی میں گھولیں اُسکے
 بعد گھی اور سیدہ ملاویں اور وہی نمک والا پانی ڈال کر کوندھے جائیں۔ اب اجوا سن بھی ملا لیں اور
 چمکے دیلن پر سہ لوریاں بننا کر گھی میں پکاتے جائیں۔

سچی پوری { یہ بغیر غمی کے صرف میدہ گوند کھربانی جاتی ہے اسکا میدہ بہت ہی باریک ہونا اور کڑا اسی میں گھی چڑھا کر ہاتھ سے خوب چوڑی کر کے پکاتے جاویں۔

آٹے کی پوری

آٹے کی پوری - اُرد کی دال بھگو کر دھو کر سیل سے ٹہر بار یک میسین اور اس میں نمک سبج و حبثیاں سنو پکھوری - بنا بنا کر اُنھو تھوڑا ہاتھ پر چڑا کر کے اندر اُنکے پیٹھی دیکر
 ڈالکر ملائیں اور سیدہ کی لونیاں (پیرٹے) بنا بنا کر اُنھو تھوڑا ہاتھ پر چڑا کر کے اندر اُنکے پیٹھی دیکر
 پھر لونی (دپٹا) بنا کر چھلکے پر بنا بنا کر پکالو۔

پھر لوی دبیڑا (۱) بنا کر چھ پرہیزگار بنائے۔
 پنجابی میں پروٹھا بولتے ہیں۔ ایک تو سے یا کڑا اسی میں قدرے گھی ڈالیں اور اٹا
 دو ریکی پوری یا میدہ گوندہ کر پیڑے چھلکے پر رکھتے جانیں اول ایک پڑا رکھیں اُس پر ذرا
 گھی لگا کر دوسرا اچھا دیں اور ہر دو کو میل کر کڑا اسی یا تو سے میں چھوڑیں ایک طرف پک جائے
 تو دوسرا تبدیل کریں یہ بہت گھی نہ خرچ کرنا بہتر بنانی چاہئے۔

کے لئے

دوسرے دودھ آگ پر رکھیں جب جوش میں آوے تو دو پھنٹانک چاول تین دفعہ دھو کر ڈالیں۔

کسی کیس وقت چھ سے ہلاتے ہیں اور نرم آگ پر پکالیں نیچے اتار کر تین چھٹا تک شکر یا مصری ڈال کر ملا لیں۔

شیریں پلاؤ

چاول آدھ سیر گھی آدھ سیر دودھ چار سیر مصری کیا رہ چھٹا تک۔
دوسرے دودھ میں چاول دھو کر ڈالیں اور باقی دودھ دوسرے چوٹے پر چڑھاویں چھ ہلاتے
ہیں جب دوسرے کا تین پاؤں کے قریب رہ جائے تو اتار لیں۔ اب دوسرے برتن کو دیکھیں جس میں
دودھ و چاول رکھے ہیں وہ چاول تمام دودھ پی گئے ہونگے اس وقت ایک کڑاہی میں گھی کو
آگ پر سرخ کر کے اُپر ڈالیں۔ بعد اسکے مصری یا ایک پیسہ دودھ میں حل کر لیں اور یہ تمام
دودھ ڈالیں۔ اب پتیلہ (بٹلوٹی) میں ایک دفعہ چھ (کڑاچھی) ملا کر نیچے اتار لیں۔ اور اوپر سے
کوئی کدھر کا سوٹا کڑا چھٹا کر دو چار تہہ بنا کر منہ پر ڈالیں اوپر ڈھکن رکھیں ڈھکن پر پونے پونے
کوٹے رکھ کر دم بخت کر دیں دم بخت کھلتا ہے ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ بعد ڈھکن پر سے
آگ اتار چینیکیں اور چاول کسی برتن میں اُلٹ لیں۔ بہت نفیس پلاؤ تیار ہو گا۔

فرنی بنانا

چاول بھگو کر گھوٹ لیں اور کھیر کی طرح پکالیں حبیب کا ڈھاسا شیرج سا بنجائے تو شیریں میں
ڈالتے جائیں اس وقت پستہ منہ تراش کر ایک پر تھوڑا تھوڑا ڈالیں چاندی کے وزن
کائیں یا عطر وغیرہ کے چھینٹے دیں یہ طبیعت کا خیال ہے۔

فالودہ بنانا

نشاستہ پانی میں گھول کر فرنی کی طرح پکانا چاہئے جب حلوا سا بن جائے تو ایک برتن میں پانی بھر
اس کے اوپر لوہے یا پتیل کی چھلنی رکھ کر گرم گرم ڈالیں اور کسی پتیل کے گھاس یا اسی طرز کی ایک
بنوائی ہوئی ٹوکری سے دباویں تمام فالودہ نیچے چھن جائے۔ ٹھنڈا ہو نیچے بعد دودھ و شربت و
برف وغیرہ ملا کر کھائیں۔

سکری یعنی کچی سوئی

میٹھے چاول پکانا۔ سر بھر شکر یا گڑ کا شربت بنا دیں اور آگ پر ایک دو چوبند کیر اتار لیں
اب بقدر ڈیڑھ سیر یا کچھ زیادہ چاول دھو کر رکھ لیں اول ڈیڑھ یا دو یا آدھ سیر گھی آگ پر چڑھاویں
جب سرخ ہو جاوے تو قدر سے نیمہ سیاہ والا بجی سفید کا بھنگا رنگ کر چاول ڈالیں اور چھ
سے تہہ دہلا کر دیں۔ اب وہ شربت و الدین۔ اور باقی کا اندازہ کر لیں اگر پڑانے چاول ہوں
اور شکر کا میٹھا ہو تو چاول پر قدر دو اٹکل اور پانی رہنا چاہئے اگر چاول نئے ہیں اور گڑ میں
پکانے ہیں تو پانی دو اچھ یعنی تین اٹکل اوپر رہنا چاہئے۔ جب پکنے کے قریب آئیں تو ایک کڑا

ہنگو کر دم پخت کر دیں (جسبی ترکیب ٹھیریں پلاؤ میں لکھی گئی ہے)
مزنک کی وال بھگور رکھیں اور دو تین گھنٹہ کے بعد دھو کر اُسکے تین گنے یا چار گنے پاؤ
بکھڑی پکانا ہمراہ ملائیں اور بٹوٹی دہلیہ میں پانی گرم کر کے ڈالیں بعد ازاں دو تولیہ سیکنے
حساب سے نمک چھوڑیں۔ کھی خواہ نیچے اُتار کر ملائیں یا آدھی بجی ہوئی میں شامل کریں۔ پانی کا اندازہ
چاولوں کے اوپر تین انچہ کا ہے۔

بھونی کھڑی چاول و ڈال ڈالنا چاہئے اور پانی دو انچہ کے اندازہ کا ڈالیں جب خشک ہونے
پر اُسکے تو اُسی طرح جسا پلاؤں میں اوپر لکھا ہے دم دینا چاہئے۔
چنے کی وال کی کھڑی بنانا ہو تو پہلے وال کو پانی میں ڈالیں جب وہ آدھ لکھی سی ہو جائے تو چاول
ملائے جائیں۔

وال پکانا کھجور کی طرح ہی دونوں طریق سے وال بنائی جاتی ہے اور وال میں نمک کے ساتھ
ہلڈی مرچ دھنیا ہینک سونٹھ زیرہ وغیرہ مصالحو جات بھی ڈالے جاتے ہیں اسکی
ترکیب بالکل آسان ہے اس واسطے ہم زیادہ لکھنا بیفائدہ سمجھتے ہیں۔

ترکاریاں بنانا

دوسری قسم کی ترکاریاں بنائی جاتی ہے۔ ایک خشک جسکو بھڑی یا بھاجی یا بھرتا وغیرہ پکارا جاتا ہے
دوسری رسداری تری والی یہ بھات کے کام کی ہوتی ہے۔
اُلو بنگین۔ پلوں۔ ٹیٹنڈا۔ سڑا بی سب ترکاریاں پھیل کاٹ کر رکھیں اور ان کا مصالحو
سل بنے پڑھ کر رکھی ہیں پہلے مصالحو چھوڑیں اُسکے بعد ترکاری دھو کر خوب بھنیں۔ اگر خشک پکانا
ہو تو آٹا پانی ڈالیں جس میں چیز کھجور کے اگر پانی بنانا ہو تو آٹا پانی ڈالیں کہ آدھا خشک ہو جائے
اور باقی کھانے کی واسطے کافی رہ جاوے۔ زیرہ قند کچا لو۔ نشتر۔ سولی۔ ایسی چیزیں پہلے پانی
پانی میں اُٹالیں بعد اُسکے ویسے ہی اوپر لکھے طریقے سے پکا دیں۔

بالک۔ میتھی۔ سویا۔ تھوڑا۔ چوئلای اور رشم کے ساگ پکانیکا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی اور
شے ساتھ ملانا ہو تو اُسکے ساتھ کاٹ کر پکاویں اگر ساگ ہی اکیلا بنانا ہے تو ٹھوڑے پانی میں
اُبا کر نیچے اُتاریں اور گڑاھی میں ڈال کر نمک مرچ زیرہ دھنیاں باریک کر کے ڈالیں اور ساگ
سے پانی پھونک کر بھون لیں۔
گو بھی۔ بھینڈی اور ہرقہ کی ترکاریاں صرف دھو کر ڈالیں اور اوپر سے بٹوٹی ڈھانک دیں اگر
دھیمی رکھیں تو آپ سے آپ گل جاویں گی۔

روٹیاں پکانا

روٹی بنانے کی ترکیب بھی ہر ایک سہتر کو معلوم ہے۔ اصل میں کھانا بنانا بالکل آسان ہے۔
اور شکل بھی ہے۔ بچہ والی استری ایک شے کسی کو دینے دیکھیے تو وہ اُسی طرح کی تمام چیزیں۔

خاکر

راتے
سین
یا کو
نام
پڑا ہو
ٹے کو
سےسین
ورنپانی
لی ایک
سبرہیں
پیدا ہو
ورچھ
ہوں
برگڑیں
بس

پکالیتی ہے۔ روئی بنانے میں صفائی اور دھیرج کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ آٹا سمٹا ہوا باریک میدے سے موٹے آٹے کی روئی جلدی مضمر ہوتی ہے۔ ایسا آٹا کچھ دیر پہلے گرم پانی سے بھگوویں اگر خیرہ بنانا ہو تو ایک چھٹنا ٹک کے قریب آٹا گوندھکر اس میں چھماشہ کے قریب سوڈا اور ایک ٹولر سونف کا سفوف اور دو ٹولر شکر ڈالیں اور چار پانچ گھنٹہ رکھ چھوڑیں اُسکے بعد دوسرے قریب آٹا گوندھکر وہ ہی خیر بنا ہوا ملا لیں اور ایک ذات کر کے میں پچیس منٹ رکھ کر پکھڑاویں۔ چمکے پیلنے سے صرف ہاتھ کی بنی ہوئی روئی جلدی پڑج جاتی ہے۔ برتن سب صاف ستھرے ہوں ہاتھ اچھی طرح دھو دھاکر میٹھی میٹھی آبرج پر پکھڑاویں تو چمکے یا جوگی روئی بھی امیروں کی گھڑی کی گیسو کی روئیوں سے عمدہ ہوتی ہے۔ اگر سوئے جانے کے برتن بھی ہوں۔ گھی اور میدہ سو جی کر ڈھیر ہوں مگر صفائی سے کھانا نہ بنایا جاوے تو اُسکو دیکھ کر ہی جی خوش نہیں ہوتا۔

مٹھائیاں بنانا

ہر قسم کے لڈو۔ ارنی۔ جلیبی اور ایسی چیزوں کے واسطے چاشنی بنائی جاتی ہے اس واسطے سب پہلے ہی ترکیب لکھتے ہیں۔

وٹل شیر (کھانڈا) میں پانچ سیر پانی ڈالکر کڑاھی میں آگ پر رکھیں۔ جب جوش آوے اُسوقت ایک سیر پانی میں پاؤ بھر دو وہ ملا کر اپنی دھارا چھوڑیں اور کھانڈے سے میل اُتاریں دوسری دفعہ پھر اتنا ہی پانی اسی طرح ڈالیں اور میل اُتار تے جاویں اگر ابھی چاشنی صاف نہ نظر آئی ہو تو اور ایک گھنٹہ ایسا پانی بنائیں اس میں چھماشہ کے قریب سبکی ملا لیں اور ڈالیں اب کے نام میل اکٹھی ہو جائیگی یہ سب کڑے سے چھانکر ایک برتن میں بھر لیں۔

ضرورت کیوقت جس شے کیلئے چاشنی تیار کرنی ہو بناویں اگر جلیبی کی واسطے درکار ہے تو آگ پر اس قدر پکنا چاہئے کہ جب اس میں چکدار سے پہلے اُسٹے لگیں اُسوقت کسی تنکا سے اُٹھا کر تار پھینچیں جب تین چار تار کھینچ لگیں تو اُتار لیں۔ موتی چور کے لڈو بنانے ہو تو چاشنی اور زیادہ گاڑھی کریں اُسکے چھ سات تار بننے لگیں تو اُتار لیں۔

چاشنی کا حساب میدہ سے چار پانچ گنا زیادہ ہے مثلاً سیر میدہ کی واسطے چار سیر کے قریب شکر کی چاشنی بنائی جائے تو آٹے سیرہ کی ابھی جلیبی بنتی ہے

بنائیں ترکیب چمکے کا بہت موٹا سا بسین پسوالو۔ اور اُس کو چار پانچ گھنٹہ موتی چور کے لڈو پہلے گھول دو جب ذرا ابھرا آئے تو کڑاھی میں بھی ڈالکر پکھڑاویں جب جوش میں آوے تو پھر بری یعنی بڑی چھید والی پونی رکھ کر اُس سے وہ پتلا بسین نکالیں۔ وہ موتیوں کی طرح دانے نکل آئینگے جب پکھڑا کے تو پاس تیار رکھی ہوئی چاشنی میں ڈالکر ملت پست کریں۔

بسین کے لڈو باریک بسین کو گھی میں بھونکر چاشنی میں ملا کر لڈو بنالو۔

مونگ کے لڈو کھارے پانی میں مونگ کی دال کو تین چار گھنٹے بھگو رکھیں اُسکے بعد دھو کر اس بٹے پر پیس لیں اور تھوڑا کیسر لہدی کا رنگ دیکر گھی میں پکھڑا چاشنی میں ملا کر بناؤ۔

امرتی بنانا۔ اردکی دال دو تین گھنٹے پھلو کر دھو کر پیلیس اور اچھا مضبوط سا چار باج گرہ لٹھ لیکر لگو
پچیس در سے چھید کر لیں۔ دال بہت ہی باریک پیٹھی بنائی ہونی چاہئے اس میں لپیٹ کر گھی کی
گرم کڑا اسی میں تین چار چکر سے دیویں اور امرتی کے طرز کے حلقے بناتے جانویں جب پکجا دی
اُتار کر چاشنی میں ڈبوئے جانویں۔ اور جب اس جذب ہو جائے تو نکال نکال دو سکر برتن
میں رکھتے جانویں۔

جلیبی بنانی کی ترکیب رات کو میدہ گھو لکر رکھ دیں تاکہ صبح تک خیر تیار ہو جائے یا صبح کو گرم
پانی میں میدہ گھولیں اور بقدر ایک تولہ سوڈا سیسہ میدہ میں ڈالیں
ایک گھنٹہ تک خیر تیار ہو جائے۔ اُسوقت چاہیں تو ایک سیسہ خیر میں آدہ پاؤ یا تین چھٹا تک وغن
زرد والیں تاکہ بھر جی (خشہ) بہت نفیس جلیبی بیگیں۔

اب ایک پتیلہ یا کڑا اسی میں گھی ڈال کر چوٹھے پر چڑھا دیں جب گھی جوش میں آوے۔ تو خیر کو
ایسے برتن میں بھر لیں جسکے نیچے بقدر چھوٹی انگلی کے سوراخ ہو۔ پس اس سوراخ کو انگلی سے بند
کر کے پتیلہ تک سے جا دیں اور انگلی ہٹا کر اٹھ کر گھوڑیں تاکہ جلیبی کی شکل کا دائرہ سا بن جاوے
جب پک کر سرخ ہوئی جائیں تو ایک سوراخ دار کفہ (پوٹی) سے اُٹھا کر چاشنی میں ڈبوئے
جائیں۔

پٹھ کی مٹھائی بنانا

پٹھا مٹھا کر چھیلیں اور ٹکڑے کر کے ایک تھال میں رکھتے جائیں۔ اب ایک پتیلے میں اچھا
کھلا پانی ڈال کر تھوڑا سا چونہ ڈال دیں جب پانی میں ایک دو جوش آ جاویں تو تمام طرح سے ڈالیں جب
نیم بجت ہو جاویں تو اُتار کر ٹھنڈے پانی میں ترکیں اور سڑھوئے پر پھریے سب کو کوچہ
دیدیں اور چاشنی کا کٹا رھا تو ام بنا کر اُسٹے اوپر کھانڈ کا غلاف چڑھا لیں۔

اہل اسلام کے کھانے پکانے کی ترکیبیں

نان شیرمال۔ میدہ ایک سیر دودھ دو سیر گھی ڈیڑھ پاؤنٹ دو تولہ ملائی دس تولے الائچی چھوٹی
دو ماشہ جافضل ایک عدد۔ دارچینی سہ ماشہ ان سب کو علیحدہ رکھو اور آدہ پاؤنٹ میدہ لیکر دیہی میں
گوندھیں اور چھ ماشے سوڈا ملا کر دو تین گھنٹے ڈھا تک رکھیں جب عمدہ خیر تیار ہو جاوے اُسوقت
لکھا سب مصالحہ دودھ میں یکذات کر لیں جب اچھی طرح گوندھا جاوے تو یہ خیر کسی میں ملا لیں۔
کوئی آدہ گھنٹہ اور رہنے دیں جب خیر خیر آوے اُسوقت پیڑے بنا کر بیٹے جانویں اور گھنے پر
پھیلا دیں اور اُسٹے کیل صفائی اڑھا دیں پندرہ سیسہ سنڈ کے بعد تنز میں لگا دیں۔ اور اوپر دودھ
کا چھینٹا دیکر نشان لکیر فکا بنالیں جب سرخ ہو تو اُتار لیں۔

نان تاقان۔ آٹا ایک سیر دودھ دو سیر گھی پاؤنٹ سیر۔ ملائی آدہ پاؤنٹ بادام آدہ پاؤنٹ دو تولے

الہی خرد و دارچینی دود و ماشہ جائفل ایک عدد ترکیب وغیرہ مطابق اوپر لکھی شیر مال کے ہے اس میں صرف بادام کا جڑ زیادہ شامل ہے اور سب وہی ہے۔

نان باقر خانی

اسکا بھی تمام مصالح آٹا دودہ وہی ہے۔ فرق یہ ہے کہ نان تافان میں آٹا ڈالتے ہیں اور اس میں میدہ پڑتا ہے اور نان دونوں میں بھی کو ساتھ ہی ملا یا جاتا ہے مگر اس میں جب خیر تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت پڑے بنا کر ہر دو طرف کھی لگا لگا کر پیتے ہیں۔ اور کچھ دیر گیلی صافی اڑھا کر رکھ دیتے ہیں بعد ازاں تنور میں لگاتے ہیں اکثر لوگ پکائے کی وقت بادام اور تل سفید اوپر چاقو سے کوچے دیکھ چکا دیتے ہیں اور پکے وقت دودہ کے پھینٹے دیتے ہیں۔

ترکیب بخنی پلاو کی

گوشت ۲ سیر۔ چاول تین پاؤ۔ بادام ۲۰ تولے۔ دارچینی ۹ ماشے دانہ الہی سفید ماشہ لونگ ۴ ماشہ زیرہ سیاہ ۶ ماشہ۔ اسن ۲ تولہ پیاز پاؤ بھر ملانی۔ اوتے دودہ ۲۰ تولہ نمک ۴ تولے۔ اول گوشت کو پانچ سیر پانی میں آگ پر چڑھا دیں جب دو چار جوش آئیں تو اوپر سے جھاگ اتراتے جائیں جب تمام میل جھاگ اتر جاوے تو اسن اور پیاز کو زیرہ کر کے ایک پوٹلی میں باندھ کر ڈالیں۔ جب دوسیر پانی بھجائے تو اتار کر پیاز و اسن کی پوٹلی نکال پھینکیں اور گوشت و بخنی کو جدا جدا کر لیں اب آگ پر پتیلہ رکھیں اور بقدر ڈیڑھ پاؤ کھی ڈالیں جب گرم ہو نمک و لونگ و الہی کے دسے اور زیرہ سیاہ کا بکھار دیکر گوشت ڈالیں اور خوب بھونیں جب سرخ ہو جاویں تو گوشت نکال لیں اور اسی گھی میں بخنی تو ڈالیں جب اسیں بھی جو ش کر کے تو چارم حصہ بخنی نکال لیں اور جو پانی ہے اسیں چاول اور گوشت ڈال کر نرم آتش پر پکا دیں جب خشک ہو تو باقی بخنی میں ملانی اور دودہ و بادام پیکر ملا دیں اور اوپر سے اٹ کر ایک فص گوشت اور چاولوں کو ہلا دیں اور دم بجت کر کے نیچے اوپر کونلوں کی آگ رکھ کر دو گھنٹہ تک رکھ چھوڑیں۔ آگ اوپر بھی صرف چند کولہ ہوں اور نیچے بھی بہت زیادہ نہ ہو بلکہ صرف پندرہ منٹ قدر سے تیز آگ درکار ہے بعد ازاں صرف دم ہی بند رکھنا کافی ہے۔

سادہ پلاو پکانا

گوشت کو اسقدر پانی میں ابا لیں کہ نیم بجت ہو کر پانی سوکھ جاوے۔ بعد اسکے نمک و دھنیاں اسن پیاز و صبح سیاہ با سرخ لونگ وغیرہ جو جو مصالح پسند ہو پیکر ڈالیں اور بقدر ضرورت گھی ڈال کر بھونیں۔ جب سرخ ہو جائے تو چاول دھو کر داخل کریں۔ اور پانی ڈال کر پلاو پکا دیں۔ پانی بقدر ڈالنا چاہئے کہ گوشت اور چاولوں کے اوپر بقدر دوا نکل اوپر سے ہلدی یا زعفران کا رنگ بھی دینا چاہیں تو اختیار ہے سیر پھر چاول کے پلاو میں تین ماشے زعفران کافی ہے۔

تور بنانے کی ترکیب

گوشت دو سیر گھی آدھ سیر ملائی پاؤ بھر دی آدھ سیر۔ اور ک۔ لسن۔ پیاز دس دس تولے۔ لونگ۔ الہچی دانہ۔ دارچینی۔ کالی مرچ۔ دھنیہ ایک ایک تولہ۔ بادام پاؤ بھر۔ لیون پانچ عدد نمک ۶ تولے زعفران ۶ ماشے۔

اول گھی میں پیاز کر کر ڈالیں جب سُرخ ہو جائیں گوشت دھو کر داخل کریں دس پندرہ منٹ تک نہیں جب اُسکا پانی سوکھ جائے تو وہی ڈالکر بھونیں اور لسن کا پانی بنا کر چھینکے جاویں اُسکے بعد ادکن پچ مصالح تمام باریک پیسکر ہمراہ ملا کر بھونتے جائیں سب کے پیچھے بادام پچھلے ہوئے پیکر زعفران اور لیون کا رس ملا کر داخل کریں اور قدر سے بھون کر تھوڑا پانی ڈالکر نرم آمیخ پر دم دیدیں اور دو گھنٹہ بعد اُتار لیں۔

خاگینہ پکانا

اندھے توڑ کر ان کی زردی و سفیدی ایک برتن میں رکھلو اور نمک پچ لسن دھنیہ لونگ۔ پیاز دارچینی۔ الہچی وغیرہ جو مصالحہ ڈالنا ہو سل بے پر خوب باریک پسواویں اور پتیلے میں گھی ڈالکر آگ پر چڑھاویں جب گرم ہو تو سب مصالحہ ڈالکر بھونیں سُرخ ہونے پر اندھے ڈالکر دس پندرہ منٹ پچھڑے ملائے رہیں۔

کباب بنانا

مسلمانوں کے ہاں طرح طرح کے کھانے بنتے ہیں کئی اقسام کے بلاؤ اور گوشت بنتے ہیں۔ کتنے تشرکی روٹیاں کئی طرز کے اندھے کباب پکھتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی کئی نہیں ہیں۔ اگر ان سب کا پورا پورا پکا بنانا طریقہ لکھا جاوے تو کتاب بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسلئے مختصر چیزوں کا بیان کیا گیا ہے۔

خطائی کباب

گوشت کا قلمہ کر داکر تمام مصالحے ملا دیں اور مثل خطائی کے نکلیاں بنا کر گھی میں بھون لیں۔

پرسندھ کباب

اول گوشت میں اور ک۔ لسن۔ پیاز۔ کالی پچ۔ دھنیہ زعفران۔ لونگ۔ الہچی۔ نمک وغیرہ مصالحہ حسب مقدار ڈالکر تھوڑے سے پانی میں نیم بجھت پکا دیں۔ جو خشک ہو جائے اور تمام مصالحہ گوشت پر لٹ پت ہو جاوے تو پتیر کو پیسکر ایک بونی پر لٹا دیں اور اُسکے تاکا پیسٹ کر کوٹلوں کے اوپر لے اگر لالہ رنگا تو قل صاحب اگر ڈال مالک کتاب بدلے پاس پوری دوسو بھی درخواتیں آجلوں کو ہم ”علم دیوی“ کی دوسری جلد شائع کریں گے جہیں علامہ دہلوی کے مختلف علوم و فنون کے کھانے بنانے کی بے نظیر تمکینیں بھی ہیں۔ ہر ایک ملک کے کھانے بنانے کے آسان طریقے واضح کئے ہیں (مضیف)

سن
ذکر
فی
رنگ

رکتے جائیں اور لٹ پٹ کر کے سرخ کر لیں پھل اور پرندوں کے گوشت کے کباب اسی مصالح میں بنائے جاتے ہیں انکی ترکیب یہ ہے کہ گوشت کی قاشونہ مصالح لگا کر تیج پر چڑھا لیں اور آگ پر تیار کریں۔

انگریزی کھانے اور مٹھایا بنانا

تازہ پھل کے اور ناجی دو قسم کے مرتبے بنتے ہیں۔
جس قسم کا مربہ بنانا ہو اول اس سے کو ابھر کھلا لینا چاہیے جب گل جائے تو کھانڈ کی چاشنی میں آگ پر چڑھا کر اس چیز پر ایک غلاف چڑھا لیں۔

کاغذی لیوننگ کا چار گنا پانی میں جوش دیں اس میں تھوڑا سا چونہ (قلی) بھی ڈالیں۔
لیمو کا مربہ۔ بھر لیو کیلے ایک تولہ چونہ کافی ہے جب ان کا چڑھا قدرے گل جائے تو اتار کر دھوپ میں رکھیں سو کہ جانے پر جا تو سے کئی ایک پھید کر دیں اور چاشنی میں ڈال کر پکالیں۔

ایئر سیٹ۔ گاجر۔ آملہ ایسی عام چیزیں صرف پھید دیگر ایک دو جوش کے بعد چاشنی میں پکالینا چاہئے۔

باقام۔ اورک۔ پستہ۔ اخروٹ۔ سونٹھ۔ انکا مربہ ڈالنا ہو تو اول چار دن تک ذیل کی چیزوں کا پانی بنا کر بھگونا چاہئے۔ گندک اتولہ۔ سوڈا م تولہ۔ چونہ اتولہ۔ بھی م تولہ ان سب کو پیسکرین سیر پانی میں گھولیں اور جس سے کامربہ بنانا ہے اُسکو بھگوئیں۔

چاکولیت

یہ مشہور مٹھائی ہے۔ عام بچے پسند کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک ہی انگریزی دوا سے بنتی ہے۔
ترکیب یہ ہے کہ کھانڈ کو صاف کر کے آگ پر چڑھا جو جب گاڑھا تو ام سا ہو جائے تو ایک سیر کھانڈ کے واسطے دو یا اڑھائی ماشہ انس ڈالیں اور کسی کھلے برتن میں پیچھے چمچی چڑھا کر ڈالیں ذرا خشک ہوا پرتین یا چار ماشے وز کاٹ کر چاندیکے ورقوں میں پٹے جائیں۔

پیپر منٹ کی گولیاں بنانا۔ ترکیب وہی ہے جو اوپر بھی ہے اس میں سنسن پڑتا ہے اور اس میں پیپر منٹ (پودینہ کاسٹ) ڈالا جاتا ہے۔ اس میں جوڑنگ چاہیں دے لیں اور جیٹر کی گولیاں یا ٹکلیاں چاہیں بنالیں۔ چاشنی کا اتنا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر ٹکلیہ بنانی ہوں اور انکو بھر بھری رکھنا منظور ہو تو چاشنی سخت نہ کرنی چاہئے۔ اگر گولیاں بنانی ہیں تو کھانڈ کو زیادہ پکانا چاہئے۔

حلوے (موہن بھوک) پوڈنگ بنانا

ناریل کا پوڈنگ۔ پانچ انڈے شکر کرائی ڈی و سفیدی الگ الگ کریں۔ زردی میں مکھن (مسکہ) دو تولے پیو مو بھلکے کے باریک کیا ہوا سم تولے۔ جائفل اتولہ ناریل باریک تراشا ہوا م تولے مصری م تولے روٹی کے ٹکڑے یا اراروٹ ۱۲ تولے دودھ تین پاؤں۔

پہلے تمام چیزیں انڈے کی زردی میں پھینٹ لیں پیچھے اور چربی ملا کر ایک گھنٹہ بھراگ پر بیگ کریں۔
پھانے میں یہ چھتیا طرہ سے کیچے سے آگ پر لگ نہ جائے۔

انڈے ۴ عدد۔ روٹی کے ٹکڑے پاؤں مصری ۲۵ تولے روغن زرد ۱۵ تولے کشمش۔ سرکہ ۱۵
پلم پودنگ دس دس تولے۔ برانڈی ۳۰ تولے الہچی و انہ سفید جافل ہر ایک دو ماٹے۔
تمام چیزیں ترکیب مندرجہ صدر (اوپر لکھے) ملا کر ایک تولیہ میں باندھو اور پانی کا پتیلہ یا دیگر چرھا
کراٹے اوپر رکھو تاکہ بھاپ سے پک جائے

اول کھیر بنانی چاہئے اُسکے بعد انڈے کی زردی اور مصری ملائیں بعد ازاں سفید کر
چاؤل کا پودنگ پھینٹ کر ان سب کیساتھ ایکڈات کر لیں (بعض قدر سے جافل بھی کٹر کر ڈالیں
ہیں) اور پودنگ کے برتن میں مکھن لگا کر بھریں اوپر سیوہ جات ڈالنے ہوں تو ڈالو اور آگ میں بیگ
کر کو

ہر شے کا شوربہ (سوپ) بنانا

بڑا رگوشت کو بقدر ذائقہ نمک ڈال کر اُبالیں جب خوب ٹھل جائے تو اُسکا رس نکال کر کسی ترکاری
(سبزی) کو اُس میں پکا دیں۔ مٹہ۔ کاجر۔ ہاکٹی پیچ۔ غلغم۔ پیاز ایسی تمام چیزوں کا شوربہ اسی ترکیب
سے بنایا جاتا ہے۔

انڈوں کا سوپ (شوربا) اُلٹ انڈوں کا شوربہ دوسری ترکاریوں کے رس میں پکایا جاتا ہے
اسکی ترکیب یہ ہے کہ چوتھری پسند ہو اُسکے ٹکڑے کر کے اول اُسکو گھی اور مصالح میں خوب بھون
پھر بہت سا پانی ڈال کر شوربہ بنا لو جب وہ تیار ہونے پر آگے تو تین چار انڈے پھینٹ کر داخل کرو
اور ایک دو جوش آنے میں اُتار کر کام میں لاؤ۔

پھلی پکانا

اول پھلی کی کھال اُتروائیں۔ پھل ٹکڑے کر کے نمک پیچ مصالح اور ایک دو لیو کا رس ایک دو
چمچ سرکہ ملا کر پھلی پر مل دیں۔ اور برتن میں مکھن ڈال کر آگ پر پکا دیں۔ جب سرخ ہو لو اُتار لیں۔

پھلی کے کباب

کھال اُتار کر ٹکڑے کر کے نمک میں لت پت کر کے ایک دو گھنٹے رکھ دیں پھر خوب ملکر دھوا
اور نمک پیچ مصالح قدر سے سرکہ دو تین انڈوں کی زردی اور قدر سے میدہ سبکو پتلا سا گھوہی
پاس رکھ لیں۔ اور کڑاھی میں گھی چولھے پر چڑھا کر دو دو تین تین ٹکڑے اُسی گھلے ہوئے مصالح
میں ڈبو ڈبو کر میریاں کریں۔

ترکاریاں پکانا

گو بھی۔ کوئلہ کی راکھ چار پانچ گنا پانی میں گھولیں اور ایک دو گھنٹہ رکھ کر دھو کر پانی تھار لیں

لینا
دیکھا
سر

مٹہ
کاجر
ہاکٹی

اسیں
ابیں
یتانی
حاندکو

مکھن
ام تے

اور اسی پانی میں جو شد کی گولھی کو ابالیں۔ اس ترکیب سے بنانے میں گولھی کی سبزی بدستور قائم رہتی ہے
 آلو شلغم۔ ہاتھی پنج تمام سبزیاں اکثر لوگ صرف اُلی ہوئی کھاتے ہیں۔ کھانے کی وقت آلو وغیرہ
 پھینک کر منجھن عجلہ علیحدہ پاس رکھا ہوتا ہے حسب ضرورت لگا لگا کر کھاتے ہیں۔
 انڈے اور گوشت بھی اُبالے ہوئے کھاتے ہیں۔ گوشت اُبالنے کا طریقہ عام ہے صرف اس قدر
 لینا چاہیے کہ اچھا گل گیا ہو تو اتار لیں۔ انڈے کھولتے پانی میں پورے پانچ منٹ تک ابالیں اور پھر
 اتار کر گرم پانی سے فوراً نکال کر رکھ لیں سرد ہونے پر پھینک کر کام میں لاویں۔ اگر بہت دیر اُبالے جائیں
 تو ان کا گوشت سخت ہو جاتا ہے اور پانچ منٹ سے کم دیر میں اتار لیں تو اُدھے کچے رہتے ہیں۔

کیک بنانا

پلم کیک۔ میدہ پاؤچھر کشمش ۱۰ تولہ۔ کھن ۱۰ تولہ۔ مصری ۱۵ تولہ۔ انڈے سات عدد جال
 جلوتری تین تین ماش۔ برانڈی نصف اونس۔ پتلے انڈ فنی زردی اور کھن و میدہ کو باہم ایکٹات
 کر لو پھر اور ساری چیزیں ملاو۔ سب کے بعد کسی شے کا مربہ باریک کر کر اوپر ڈالو۔ اور ساچے میں غنہ
 چکنا کر کے تمام مصالح بھر کر تھور میں نرم آگ میں پکاؤ۔
 اس منڈ کیک یہ بھی اُسی اوپر بھی ہوئی ترکیب کے مطابق بننا ہے صرف کشمش کے بجائے سبب
 بادام ڈالے جاتے ہیں۔

اچار۔ مربہ جات۔ چٹنیاں۔ پاپربنانا

مربہ و اچار ڈالنے کا طریقہ ہندوستان کے ہر ایک علاقہ میں جدا جدا ہوتا ہے۔ اہل پنجاب کا مصالح
 اور ترکیب علیحدہ ہے اور اہل بنگال کے بنانیکا ڈھنگ اور ہے۔ ہر ایک نے کا بیان بہت لمبا ہو گیا
 اسلئے ہم پانچ سات قسم کے اچار اور مربے لکھتے ہیں۔ اور خاص کر مصالح ایسا لکھیں گے جو ہر جگہ پسند
 کیا جاتا ہے اور بنانیکا طریقہ بالکل آسان ہو گا۔

(آتب) آم کا مربہ

آم نم بخت منگا دیں۔ ان کا پھلکا ڈور کریں اور قاشیں بنا کر چاقو کی نوک سے چولکیں اور بقدر
 دو گھنٹے چوڑے کے پانی میں ڈال دیں۔ چونہ پانی میں ٹھوکر اوپر سے پانی تھار کر استعمال کریں پھر صاف
 پانی میں ایک چوڑے سے لیں اُسکے بعد کسی بانس کی پیاری میں ڈال کر ہوا میں رکھیں جب پانی کی خوشک
 ہو جاوے بشکر سفید دو چد وزن کا قوام بناؤں اور قاشوں کو اُس قوام میں ڈال کر دوبارہ ملائم آگ
 جو شد کی گولھی اتار لیں اس وقت پھلے ہوئے بادام۔ چھو بارہ۔ الچی دانہ۔ مغزکد و وغیرہ ایسی چیزیں
 دیگر اور اوپر سے ڈال دیں اور چینی یا سبب کے برتن میں بھر لیں۔ بعض لوگ عطر یا روح گلاب یا کستوری
 کیوڑا وغیرہ خوشبو کیلئے ڈالتے ہیں۔ پیٹھ۔ ناشپاتی۔ انناس۔ بھی سبب وغیرہ کا مربہ بھی اسی طرح
 ڈالا جاتا ہے۔

مرہ کرکھ

کرکھ ایک سیر - شکر و دوسیر - دہی ڈوڑھ سیر - لیو چار عدد - نمک پاؤ بھر -
کرکھ کو ہانڈی میں ڈال کر پسا ہوا نمک چھڑکیں اور تھوڑا پانی ڈال کر ایک گھنٹہ تک برتن کو ہلاتے رہیں پھر
نکال کر چوڑے کا پانی اور لیو کا رس ڈالیں اور اچھی طرح ہلا کر ایک گھنٹہ رکھیں اُسکے بعد وہ بھی پانی نکال کر
پاؤ بھر شکر اور ڈوڑھ سیر دہی ڈال کر جو ششیں - پھر نیچے اتار کر ایک ایک کرکھ کو کسی تھال میں چھنڈیں جب سڑ
ہو جائیں تو باقی تمام شکر کا شیرہ بچا کر جب تار بندہ صے لگے تو کرکھ داخل کر کے ایک ہلکا سا اور جو شدہ
لیں - میں اب مرہ تیار ہے کسی برتن میں ڈال کر حفاظت سے رکھیں -

ترکیب مرہ کیلہ

کیلہ نیم تخت ایک سیر - شکر سفید دو سیر - لیو دو عدد -
ایک ہانڈی یا پیتلہ میں تھوڑی گھاس اور تھوڑا سا پانی ڈال کر کیلہ چیل کر اوپر دھریں اور نرم آگ پر
رکھیں اوپر سے پینے کا منہ بند کر دیں تاکہ بھاپ سے کیلہ نکلیں اُسکے بعد شکر کا کارٹھا تار بندہ شیرہ
بنا کر اس میں لیو کا رس ڈالیں اور کیلے کے ٹوٹے سرد کئے ہوئے داخل کر کے ایک جو شدہ لیں -

لیو کا مرہ

اگر کاغذی لیو ہوں تو پتھر پر گھس لیں تاکہ اُن سے چھلکے کی کڑواہٹ جاتی رہے اگر کرنا لیو ہوں تو پتھر
ڈالیں - بعد اُسکے تھوڑی سی پانی میں گھول کر دو تین گھنٹہ بھر بھگودیں - پھر نکال کر ایک سیر لیو کے حساب
سے - اتارے شہد اور ایک سیر پانی ڈال کر ایک دو جو ششیں اور نیچے اتار کر گھنڈے ہونے پر چاشنی
بچا دیں اور لیو مرہ آم کے بنا دیں - ان میں شکر آم کے مرہ سے پاؤ بھر فی سیر زیادہ ڈالنی چاہئے -
کر دندا - خالصہ - انہی کا مرہ بھی اسی ترکیب سے ڈالاجاتا ہے -

ادرک کا مرہ

ادرک کو چھیل کر ٹکڑے کاٹ لیں اور تین چار گھنٹے گوند کے پانی میں بھگودیں - گوند ایک تولہ فی
سیر کے حساب سے حساب سے ہونی چاہئے - اُسکے بعد سادہ پانی میں جو ششیں چاشنی میں ڈال کر
مرہ بنالیں - اگر چاہیں کہ ادرک کے تمام رائے گل جاویں تو خر بوزہ کا چھلکا م تولہ فی سیر کے حساب
سے سفوف کر کے پانی میں ڈال کر جو شدہ بنیا جائے -

اچار بنانے کی ترکیب

آم کا اچار - جالی بند سے ہوئے پکے آم (آنب) نکال کر چھلکا اور مغز دور کر کے قاشیں (پھانکیں)
بنادیں اور تھوڑا نمک مل کر تین چار گھنٹہ دھوپ میں رکھیں اُسکے بعد پھاٹکوں کو کپڑے صاف کر کے
ادرک - کلوچی - لسن اور بقدر ضرورت نمک باریک پیس کر پھانکیوں میں بھرے جائیں اور تاکے کہ

تہی ہے
آلودہ

اس قدر
لیں اور
سے جائیں
تہ میں

ات عدد
یا ہم ایک
ساتھ میں
جائے ہیں

سبجا ب کا
ہست لیا
جو ہر

چونکیں اور
ریں پھر
سب پانی کی
دوبارہ ملا
غیر ایسی
ح کا ب پاک
مرہ بھی

باندھ کر برتن میں رکھتے جانویں اوپر سے روغن تل یا سرکہ یا عرق پودینہ اس قدر ڈالیں کہ تمام مصالح
 خوب جائے تین چار دن دھوپ میں رکھ کر کام میں لادیں۔
 دوسری ترکیب (پنجابی) آم لاکر چار چار پھانکیں کر دو ان میں لیکن کوئی پھانک الگ نہ ہو بلکہ ایک
 ساتھ جڑی رہیں اس کے بعد پانی میں خوب دھو کر ایک چادر پر بچھا دیں
 تاکہ تمام پانی سوکھ جاوے۔ اب یہ مصالح کوٹھڑیوں کے تیل میں چرب کر لیں اور ایک ایک آم
 میں بھر کر برتن میں رکھتے جانویں۔ اکثر لوگ گٹھلی تمام نکال دیتے ہیں اسیں بہت مصالح بھرا جاتا ہے کئی آدمی
 آدمی آدمی گٹھلی نکالتے اور آدمی رہنے دیتے ہیں اور وہ بھی کھایا کرتے ہیں۔ مصالح ایک سیر آم کے
 کیلئے یہ ہے۔ سو ف ۵ تولہ۔ تخم میٹھی ۷ تولہ۔ ہلدی ایک تولہ۔ دھیندہ ۳ تولہ۔ لال رنچ آدمی چھٹا تک
 نمک ۵ تولہ۔ سب کو کوٹ کر تیل اس قدر ڈالو کہ تمام مصالح گیلنا ہو جائے۔ نہ بہت پتلا ہو اور نہ خشک رہے
 جب سب آم پھر لیں تو منہ باندھ کر برتن کو چار باغ دن دھوپ میں رکھیں اس کے بعد سوسوں کا تیل خانہ
 اس قدر ڈالیں کہ اچار کے اوپر تیرتا رہے۔ ایسا اچار دو تین سال تک نہیں بگڑتا۔

اچار لیمو

اگر صرف آبی اچار بنانا ہو جو رضیونے کام کا ہے تو لیمو کی دودھ پھانکیں بنا کر یا لیمو کو جگہ بہ جگہ پھینک
 کر کے بحساب فی سیر ۱۰ تولے نمک ڈال کر دو چار روز دھوپ میں رکھ کر کام میں لادیں اسی میں چاہیں
 تو سبز پھل (ادرک چھیل) کر ڈالیں دو چار ماہ رکھنے کیلئے عمدہ اچار بناتا ہے۔
 اگر بہت عرصہ رکھنے کی فتا (مرضی ہو) تو لیمو کو سوراخ کر کے نمک سانپھر یا لاہوری آدہ پاؤں لایا
 اور تین چار روز دھوپ میں رکھیں۔ اس کے بعد جب قدر پانی ہو سب نکال دیں اور سب لیمو باہر نکال کر برتن کو
 اور ہر ایک لیمو کو کڑے سے صاف کر کے اب ایک سیر میں ۶ تولے نمک اور لیمو کا عرق ان سے آدمی
 وزن ڈال کر ایک دو دن اور دھوپ میں رکھ کر ہتھال کریں۔ یا لیمو کارس نہ ڈالیں اور سرسوں کا تیل
 ڈالیں یہ اچار کئی سال نہ بگڑے گا۔

زمین قند کا اچار

زمین قند ایک سیر۔ رائی ۳ تولہ۔ رنچ سرخ ۴ تولہ۔ نمک ۸ تولے۔ اٹلی کی پتی آدہ سیر۔
 زمین قند کے ٹکڑے کر کے بغیر چھلے اٹلی کے پتوں میں تین چار سیر پانی میں ڈال کر جوش کریں جب
 گلیاں تھیں تو انار کو ٹھنڈے کر کے پھیل دیں اور چھوٹے ٹکڑے کر کے برتن میں ڈالیں اور نمک پھل
 رائی باریک پسیر کر داخل کریں دو تین دھوپ میں رکھیں اس کے بعد سوسوں کا تیل اس قدر ڈالیں
 کہ تمام اچار ڈھک جائے۔

شلعنم کا اچار

شلعنم پھیل کر ٹکڑے کریں اور ایک جو شہد بکر کسی قتال میں ڈالیں جب پانی خشک ہو جائے پنی
 یا سیر ۵ کے برتن میں ڈال کر نمک بحساب فی سیر ۱۰ تولے رنچ دو تولے رائی ایک تولہ سفوف کر کے

داغ لکریں اور ہلا کر دو سکر دن کھاویں۔

بعض لوگ رائی نہیں ڈالتے اور لسن یا کلوچی ڈالتے ہیں۔ اسی ترکیب سے بیگن گاجر۔ مولیٰ اور لوگی وغیرہ کا اچار بھی بنایا جاتا ہے۔

چٹنیاں بنانا

آم کی چٹنی کے آم ملاویں چنبرہ جالی نہ آئی ہو ان کا مغز اور پھلکا دور کر کے دھوپ میں خشک کر پھر خوب باریک سفوف کریں۔ اب ذیل کا مصالح ہر اہل ملا کر پودینہ کے عرق میں پتلی سی چٹنی بنا کر پانچ چھ دن دھوپ میں رکھ کر کھاویں آم کا سفوف اسیر سوٹھ ۸ تولہ۔ لونگ اتولہ۔ جاتھل چھ ماشہ۔ دارچینی ۲ تولہ۔ مرچ سرخ ۳ تولہ۔ ہلدی اتولہ۔ پھل ۹ ماشہ۔ چتر ۲۱ تولہ۔ نمک ۳۴ تولہ۔

سرکہ انگوری کی چٹنی

آم کا اوپر لکھا ہوا سفوف ایک سیر۔ مرچ سرخ ۳ تولہ۔ پھل سیاہ ۲ تولہ۔ پودینہ و سوٹھ پانچ پانچ تولہ۔ سبکو باریک کر کے سرکہ میں ملا کر استعمال کریں۔

اٹلی کی چٹنی

پاؤ بھرا اٹلی بھگو دیویں۔ اور چار پانچ گھنٹے کے بعد اٹلی کے تخم نکالی پھینکیں۔ اب اورک ۶ تولہ لسن اتولہ۔ مرچ سبز یا سرخ اتولہ۔ دہلیہ سبز اتولہ۔ نمک ۲ تولہ پیکہ چٹنی بناویں نہایت لذیذ ہوگی جی چاہے تو پودینہ سبب بھی شامل کر لیں۔

پا پر طبنا

اُرد۔ مونگ چنے تینوں کے پا پر بننے ہیں سب سے اچھے اُرد کے ہوتے ہیں۔ دال بھگو کر دھلو اور خشک کر اگر باریک میدہ پسوائیں۔

ان میں بحساب فی سیر ذیل کا مصالح ملا کر پتھر پر بیلنے سے بیل بیل کر پا پر بنائیں اُرد کا آٹا ایک سیر۔ مرچ سیاہ ۱۵ تولہ۔ زیرہ سیاہ ۲ تولہ۔ سوٹھ ۳ تولہ۔ دارچینی اتولہ۔ لونگ ۹ ماشہ۔ سبجی ۲ تولہ۔ نمک ۳ تولہ۔

بعض لوگ نمک نہیں ڈالتے اور تیل یا گھی میں تیلنے کے وقت بھگو کر نمک مرچ لگا کر بریاں (بھوننے) کرتے ہیں

بازاری بیچنے والے۔ صرف سبجی نمک اور لال مرچ ڈالتے ہیں۔

اور مصالح باریک کر لو اور مرچ سیاہ دو تین گھنٹے پختہ بھگو کر ثابت ہی کوٹ کر جوڑی کر کے ساتھ ملائیں۔ چھوٹے چھوٹے پڑے بنا کر تیل کا ہاتھ لگا لگا کر بیلنا چاہئے اور ایک ایک کو الگ الگ رکھتے جائیں جب ذرا ہوا لگ جائے تو اٹھتے کریں۔

دوسرا باب

تیسری فصل

(کپڑے سینا۔ ہاتھ سے اور مشین سے)

کپڑے سینے میں سب سے زیادہ اس امر کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ کپڑا میلان نہ ہو۔ ہاتھ بہت اچھے پاؤں صاف ہوں۔ تاکہ کسی جگہ سلائی کرتے ہوئے میل و داغ کا نشان نہ بن جائے۔ ہاتھ سے کپڑے پر سلائی کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ اگر باریک کپڑے پر سلائی کرنی ہے تو اول اسکے دونوں کونے آپس میں ملا کر چپ ویسے چاہئیں اُنکے سرو پور پھولنے ملانے پر شکن کے نشان بن جائیں اُسی نشان کی لکیر پر سلائی کرنی چاہئے۔ سوئی کا ہر ایک ٹانکا برابر برابر جگہ پر لینا چاہئے بالکل اوپر نیچے نہ آئے۔ اگر موٹا کدھر یا درمی کیبل وغیرہ کا پارچہ ہو تو اوپر سلائی کر نیوالے مقامات پر رنگدار پنسل کا نشان بنا لو۔ اور اُس کپڑے کا ایک کونہ دو رخا صلے پر پین لگا کر کٹا دینا چاہئے۔ دوسرے طرف سے اُسی نشان کی ہوئی لکیر پر سلائی کرنا شروع کر دو۔ سوئے کپڑے میں بر سبب اگر کدھر سے پین کے سوئی اچھی طرح نہیں ٹھسٹی اور اکثر سوئیاں ٹوٹتی جاتی ہیں اسکے لئے چاہئے کہ عہدہ نرم سا صابون لیکر سلائی والے مقام پر اوپر نیچے ٹھس دیں۔ اب صابون کی چکنائی سے سلائی میں آسانی ہو جائے گی۔ ہاتھ کی سلائی کا ہر ایک ٹانکا قدر سے نرم لگائیں اور جہاں پر ٹانگا نیا کاٹنا ہو اُسکو مضبوطی سے گرہ دے لیں کیونکہ مشین کی سلائی کے نام پر پوند خود ہی مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہاتھ کے سہلے ہوئے کپڑے کی اگر ایک جگہ کی سلائی ٹوٹ جائے تو تمام سلائی اُدھڑنے لگتی ہے اس واسطے سارے پارچے میں جہاں جہاں نیا ٹانگا لگایا جاوے وہاں پر علاوہ گرہ دینے کے ایک ہی جا پر پین چار ٹانگے لگانے چاہئیں۔

مشین کی سلائی میں ہاتھ کی زیادہ باریک سلائی سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مشین پر ایک کپڑا سینے سے پہلے چند دور دور کے ٹیڑھے ترچھے ٹانگوں سے سی لیا جاتا ہے۔ ٹیڑھے ترچھے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ خواہ مخواہ سلائی تا ہوا ہی کرنے لگو بلکہ صرف مدعا یہ ہے کہ چونکہ وہ عارضی سلائی بعد مشین کرنے کے ایکڑ دینی ہوتی ہے اس واسطے فاصلے فاصلے پر چند ٹانگے لگا کر کپڑا ایسے لگو۔ اس سلائی میں صرف سیدھ کا زیادہ خیال کرنا چاہئے۔ کیونکہ کپڑے کی تمام خوبصورت سلائی کا دار و مدار مشین کے سیدھا چلانے پر ہے۔ اگر کپڑا سیدھا نہ رکھا جائے گا تو تمام کام بدزیب اور گما ہو جائے گا۔ پہلے شروع میں جب سیکھنا ہو تو دو دو مشین پر بیٹھنا لازم ہے ایک مشین چلانے کے دوسری کپڑا کو نیچے صفائی سے لانی جائے۔ جب ہاتھ اچھی طرح پھرتی ہے چلنے لگے تو دوسرے ہاتھ سے خود ہی سینے والی کپڑا آگے کرتی جائے مشین کی سلائی میں بر سبب ہاتھ کی سلائی کے قدر سے کپڑا زیادہ کاٹنا چاہئے یعنی اگر کتر یا با جامہ ایک گز تیار کرنا ہے تو شترہ گرہ لینا چاہئے اور ہاتھ کی سلائی

میں سارے سولگرہ بھی کافی ہے کیونکہ مشین میں دوسری سلائی کرنی پڑتی ہے۔
 موٹے اور باریک کپڑے میں سوئی فوراً تبدیل کر کے تین پز مشین کے نام پر زوں کو گرد و غبار سے پاک
 صاف رکھو کیسی پزوں میں رنگ نہ لگنے پاوے۔ سلائی کے کام میں صفائی ہر بات کی مقدم رکھنی چاہیے
 اپنا لباس ہاتھ پاؤں خوب صاف ہو بیٹھنے کا فرش نہایت مصفا ہو مشین اور تانگا ہر شے خوب جلا اور
 اجلی ہوئی۔ اگر میں وگرد کے سبب پارچات میلے تیار ہونگے تو شخص کی نظر میں سینے والے کا وقار
 کم ہوگا وہ سمجھیں کہ کیسا غلیظ اور بے سلیقہ آدمی ہے۔ العرض ہر کام میں صفائی بہت اچھی چیز ہے
 مگر خاص کر کپڑوں کی سلائی میں از حد ضروری ہے

ہر ملک کے فیشن کا جوڑا تیار کرنا

وہی پارچات سینا

کرتہ تیار کرنا۔ کرنے کی لمبائی جوڑائی اور آگ بچھا اور آستین اور ریزیں پر چاروں حصے جدا جدا
 تاپنا چاہئیں۔ کرتا پنجاب میں عموماً گھٹنے تک لمبا رکھا جاتا ہے۔ بمبئی کانگڑہ اور مالک متوسط دہلی
 وغیرہ میں اہل اسلام کے گھٹنوں سے بھی تین چار گرہ نیچے تک لمبا رکھتے ہیں۔ پنجابی کے بغیرنگالی اور
 بھوانی اور دیگر علاقہ جات کے ہندو لوگ گھٹنوں سے تین چار گرہ اونچا رکھتے ہیں نیز جو کرتا بغیر ٹیوٹو
 صرف بیڑے گھٹنوں والا بنایا جاتا ہے اسکا گریبان ہندو لوگ بامیں جانب رکھتے اور مسلمان
 داہنی طرف رکھتے ہیں۔

کرتا جس قدر لمبا رکھا جائے اتنی ہی اسکی جوڑائی رکھنی چاہئے۔ یعنی اگر کرتا سترہ گرہ لمبا رکھیں
 تو اسکا گھیرا ہی سترہ گرہ رکھنا چاہئے

آگ بچھا چھاتی کے مطابق رکھیں۔ یعنی جس قدر چھاتی کا گھیرا ہو اس سے نصف سے قدرے زیادہ
 آگاہ چھار رکھیں یعنی اگر سترہ گرہ چھاتی ہو تو آٹھ اور نو گرہ کا درمیان رکھیں۔ اور کچھ سلائی کیلئے
 نصف گرہ تک زیادہ رکھیں

آستینیں۔ عموماً نصف گز سے یون گز کے درمیان میں رکھی جاتی ہیں پز آستین رکھنے کا سبب
 بہتر طریقہ یہ ہے کہ کندھے کے جوڑے سے بازو کے نیچے تک تاپ لیں اور جس قدر ماب ہو اتنی رکھیں
 آستین کی جوڑائی کا فیشن ہر ایک علاقہ میں جدا جدا ہے سورتی اور دکنی مسلمان لوگ بہت
 چوڑی آستینیں پسند نہیں کرتے اور بنگال و بنارس وغیرہ کے ہندو بھی زیادہ چوڑی ناپسند کرتے ہیں
 مگر یہ لوگ تمام آستینیں یکساں چوڑی رکھتے ہیں مسلمان لوگ کلائی کے پاس سے زیادہ تنگ بنواتے
 ہیں

پنجابی لوگ دونوں قسم کے کرتے جدا جدا پہنتے ہیں۔ ایک کو گاؤم آستین والے دوسرے کو
 ٹنڈے یعنی کھلی آستین والے کہا کرتے ہیں۔ العرض کرتے کی آستین بنانا بالکل آسان ہے جس علاقہ
 کے انسان بنوانا چاہیں اسکا کرتہ نمونہ رکھلو اور اس کے مطابق کاٹ لو۔

تریز یعنی کلی اگر کڑی سستہ گرہ لیا ہو تو کلی بارہ یا تیرہ تک لمبائی میں رکھیں اور اگر آستین چار گرہ چوڑی ہو تو تریز کا کڑہ پانچ گرہ تک چوڑا لینا چاہئے اس کو اوپر اور نیچے سے ایک ایک گرہ چھوڑ کر حصار دوہرا کر لینا چاہئے اور درمیان سے مقراض سے کاٹ کر تریز میں جدا جدا کر لیں۔

پاجامہ بنانا

ہندوستان میں کئی اقسام کے پاجامے بنتے ہیں۔ ہر علاقہ میں جدا جدا قسم کے ہوتے ہیں۔ زنانہ اور مردانہ پاجامہ میں بڑا فرق ہے یعنی کرتا و اسکت وغیرہ میں اتنا فرق نہیں ہوتا جس قدر پاجامہ میں فرق ہوتا ہے۔

مردونکے پاجامے ہر علاقہ میں الگ الگ طرح کے ہوتے ہیں۔ پیشاد کی طرح سٹھن نہایا جاسہ پہنتے ہیں اسکو سلوار پوتے ہیں۔ اس کے قطع کر نیکی یہ ترکیب ہے۔ کہ اگر سلوار ۸ گرہ لمبی بنوائی ہے تو کل کپڑا سوا پانچ گرمٹکا دیں گمرا سکا عرض ایک گز ہونا چاہئے اگر عرض کم و بیش ہو تو اس کے مطابق اندازہ کر لیں۔

پہلے اس کپڑے سے ۱۹ گرہ کپڑا کاٹ لو اس کے دو پاؤں پنچہ بناؤ یہ ہر ایک چار گرہ چوڑا اور اٹھارہ گرہ لمبا تیار کرینگے بقایا کپڑہ کے چار کندہ ۸ گرہ ناپ کر کاٹ لو اور آٹھ گرہ کے آسن بناؤ بعد ازاں کندے کو پاؤں پنچہ سے ملا کر نیچے سے چار گرہ چھوڑ کر سلائی شروع کر دو اور سب کاٹ کر کے جوڑ ملانا چاہئے۔

پنجابی تبنی

اس کے لئے کپڑہ کی مقدار لمبائی سے دو گنی ہوتی ہے مثلاً تبنی سو اگرتیار کرنی ہو تو اڑھائی گز کپڑہ گز عرض کا لاویں۔

کپڑا کو لمبائی کی طرف سے دوہرا کریں بعد ازاں عرض کے درمیان میں شکن ڈالکر دوہرا کریں پھر نیچے اوپر تک حصار کاٹتے آویں وہ اس طرح کر پاؤں پنچہ کی چوڑائی ڈھائی گزہ اور آسن کی ساڑھی چار گرہ ہو۔

اب دونوں کے ملا کر نیچے پاؤں کی موہری سے ایک گرہ جگہ چھوڑ کر سلائی کریں اور اس گرہ بھر جا میں سہ بارہ یا چہار بارہ بنجیہ کریں۔

اور سلائی وغیرہ کا طریقہ مثل سلوار کے ہے

تبنی بھی بعض قصہ جات میں زیادہ اور سب پہنتے ہیں اور بعض میں سیدھے چنانچہ ان ہر دو کی کاٹ بالکل آسان ہے۔

پاجامہ پتلون نما

اس کو تبنی سے پاؤ یا آدھ گز کے قریب کم کپڑا لگتا ہے کیونکہ تبنی کی کاٹ تو اور سب کاٹی جاتی ہے اور اسکی سیدھی کاٹ ہے کپڑا دوہرا کر کے اوپر اور نیچے سے جس قدر موہری رکھنی ہو اتنا عرض میں کاٹ لیں بعد ازاں دونوں کو سلائی کر لیں دونوں سر یکے دونوں پاؤں پنچہ اور درمیان یعنی ایک

سرے کے آسن بنجائی گئے۔

پاجامہ اوریب

یہ پاجامے علاقہ جموں و امرتسر لاہور پہننے جاتے ہیں دہلی وغیرہ میں بھی پڑانے لوگ پہنتے ہیں اسکو کپڑا لمبائی میں زیادہ لگتا ہے۔
طریقہ یہ ہے جس قدر پاؤں یعنی لیڑی کا ناپ ہو اُس سے بھی نصف گڑہ کپڑا کم چڑا رکھیں اور نیچے سے پانچ گڑہ تک اسی ناپ کا کاٹ لیں بعد ازاں اوپر کا آسن تہنی کی طرح کا بنا کر سلائی کریں۔

پتلون

اگر پتلون سو اگڑ لمبی رکھنی ہے تو ۱۲ گڑہ عرض کا ڈھائی گڑہ کپڑا لٹکا دیں۔ کپڑا جو درمیان سے دوڑا کر لو موہری ہونے چار گڑہ رکھ کر گدریکو ساڑھے چودہ گڑہ تک کاٹ لیجھاں پر گدری ختم ہوتی ہے۔
اسجگہ پاؤں بچنے کا عرض پانچ گڑہ رکھنا لازم ہے۔
اب اگاڑی اور پچھاڑی کے دونوں ٹکڑے آسن کے جدا جدا کاٹ کر جوڑنے چاہئیں آسن کی مقدار موافق قد اور ران کے وزن کے ہو کر تھی ہے۔
سلائی باہر سے گول ہونی چاہئے۔ اور سامنے تہ دار بن لگانے چاہئیں۔ ہنر سے کپتلون کاٹتی ہوئے نمونہ رو برو رکھ لیا جائے۔

برجس!

یہ جو دھوری پاجامہ ہے۔ ابٹو فٹیں ہو چلا ہے۔ انگریز اور دیسی سب ہی پہنتے ہیں مگر بھدروگ صرف سواری کی وقت پہنتے ہیں۔
اس کپڑا ہر قسم کے پاجامہ سے زیادہ لگتا ہے مگر اندازہ ہر ایک آدمی کے مطابق ناپ کے لیا جاتا ہے۔ پانچ جگہ سے اس کی کٹائی اور سلائی ہوتی ہے اول لمبائی کو لیں اگر سو اگڑ لمبی بنائی ہو تو گدری چودہ گڑہ موہری تین گڑہ اور موہری سے گھٹتے تک ساڑھے آٹھ گڑہ جدا جدا کر لیں گدری سے اوپر تین ایک طرف سے ساڑھے پانچ گڑہ دوسری سے ساڑھے تین رکھیں پلوئی دو گڑہ کی رکھیں۔
ہر پانچ کو ملا کر گھٹنے پر ڈیل کپڑا پوند کریں اور آسن کے درمیان ہر دو اطراف میں پاکٹ لگائیں اسکی بھی پوری پوری سمجھ ایک برجس کو رو برو رکھنے پر ہی آئے گی۔

قمیض تیار کرنا

قمیض کی قطع ہر ایک اعضا کی جدا جدا بطور ڈیل کرنا چاہئے۔
اول پیش قطع کریں اُسکے لیے جب ایک گڑہ لمبی قمیض بنا نا ہے تو دو گڑہ کم ایک گڑہ کپڑا لیکر اُس کو دوڑا کریں اور درمیان سے کاٹ کر چوڑائی میں ۱۲ گڑہ رکھلو۔
گرمیان ساڑھے چار گڑہ کا تراش کر الگ رکھلو۔ گرمیان کی قطع ہر ایک علاقہ میں جدا جدا ہے۔

انگریزی فیشن کی شرٹ چھ سات گرہ تک گریبان کی ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ گریبان رو برو رکھ کر
ناپ لو۔

ایسے ہی پشت کا ناپ لینا چاہئے اسکے بعد تیرہ کو وضع کر لیں تیرہ دو سے تین گرہ لمبائی کے
درمیان رکھنا چاہئے۔

کالر۔ اول تو کالر کا پڑاؤ نکالنا چاہئے کیونکہ انگریزی فیشن میں جس کپڑے کی قمیض ہو اس سے دوسرے
قسم کا رنگ وہی مگر اعلیٰ قیمت کا کالر لینا نا لازم ہے۔ کالر چھوٹا رکھنا ہو تو نصف گرہ چوڑا سا رکھو
لمبا نہیں بڑا رکھنا چاہئے تو لمبائی میں سات گرہ چوڑائی میں پون گرہ تک رکھ لیں۔

آستین۔ گرہ سے ۲۰ انچ حسب مقدار لمبائی بازوؤں کے رکھنی چاہئیں جتنی لمبی آستین بنانا ہو
کپڑا بیکر اس کے چوڑائی کے جانب درمیان میں شکن ڈالکر دوہرا کر لو اور کاٹ کر ہر دو کو علیحدہ علیحدہ
سی لو۔

کف۔ ویسی قمیضوں کے ایک گرہ سے دو کے درمیان تک رکھنے چاہئیں انگریزی نمونہ کے دو سے
تین گرہ تک بھی رکھ سکتے ہیں۔

تین طرح کے کف بنائے جاتے ہیں چون دار پلیٹ وار سادہ ہر ایک کف کے نمونہ کے ساتھ
ملا کر قطع کرنا چاہئے اور جب تیار ہو جائے تو آستین کے ساتھ پیوند لگائیں۔
لکھ کا پلیٹ ڈالنا ہو تو اس کو بھی گریبان کے ہمراہ وضع کرنا چاہئے۔

انگر کھایا چو عن

پُرانی وضع کے لوگ اکثر ریاستوں میں اور بڑے بڑے شہروں میں اب بھی پہنتے ہیں۔ اس کا
بنانا آسان ہے کیونکہ اس میں جھول اور شکن پڑ جانے کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ قطع کرنے کی ترتیب یہ ہو
کہ چھائی سے ناپ کر چوڑائی میں اور لمبا ڈالوں تک کاٹ لیں ایسے ہی پیچہ کا جوڑنا چاہیں مابعد دو دو پیچہ
کی کلیاں (تربریں) کاٹ لیں اور ہر ایک کی جدا جدا اسلامی کر کے ہمراہ پیوند لگائیں۔
بعد سب کے آستین لگا دیں آستین دس سے تیرہ گرہ تک لمبی رکھیں اور کاؤ دم قطع کریں۔
سب کے بعد بڑے کھنڈیاں دو دو انچ کے خاصے پر لگادیں اگر اچھا چھیتی کپڑہ ہو تو اپنر زرد رزی کام
کر لیں ورنہ سادہ رہتے دیں۔

کوٹ تیار کرنا

آج کل کئی فیشن کے کوٹ بنائے جاتے ہیں اگر ہر ایک علاقہ کے ہر ایک طرز کے علیحدہ علیحدہ بنائے
کئے جا دیں تو ایک بڑی سی کتاب بن جائے۔

سادہ کوٹ کر لمبائی اور دوڑ میں۔ طبعی جسم کے نصف نصف اپنر زیادہ قطع کریں اول بدن سی
ناپ کر لیں بعد ازاں گردیا کسی زنگار پینل سے نشان لگاتے جانویں اور پیچہ قطع کریں اول چھائی
کا ٹکڑا وضع کریں اس کے بعد پیچہ کالیں پیچہ اور چھائی میں تین گرہ کا فرق ہونا چاہئے۔

سادہ کوٹ صرف پیچہ چھائی اور آستین کے کاٹ کر پیوند کر نیسے تیار ہو جاتا ہے ٹکڑا ہر برسرے

تک ایک چوڑا لگا دیں کہ لوہوں کے ساتھ ملا کر ناپ کر لیں اور سی کر پہلے کچا پنالیں بعد ازاں پختہ
سلانی کریں

کوٹ ڈبل بریس

ایک گز لمبا تیار کرنا ہو تو سارے سولہ گرہ لمبا قطع کریں۔ کندھوں کے ہر دو پیش سلٹے چھ
گرہ جدا جدا کاٹ لیں اور نصف نصف تیار کرنے پر اُلٹا دیں چوڑائی میں اوپر سے سات گرہ رکھیں اور
کر کے پاس سے ہر گرہ تک کاٹنا چاہئے۔

کارل ایک طرف سے ۴ پا گرہ اور دوسری طرف سے اُنسی مقدار کا کاکر باہم پیوند کر لیں۔ پہلی نصف
فلج چوڑائی کی سات یا آٹھ گرہ لمبی نکالیں اور بغل کی گولائی سے لے کر دوسرے پالٹ کے دہانہ تک
لے جانی چاہئے۔

دونوں پیش جدا جدا تیار کرنے چاہئیں اور ہر ایک کو بالکل شے بنانا لازم ہے۔ جب تیار ہو جائے
تو چار چار بن دو نو نظر بالمقابل لگاتے جاویں۔ کنارے سے چھ اعلیٰ کا فاصلہ چھوڑ کر بن لگا دیں

الٹاویں کارل کا کوٹ

یہی کوٹ آجکل عام مریج ہے۔ اسکی تراش سادہ کوٹ سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔ زیادہ تر ذوق
کار میں ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل طریق سے اس کی کاٹ کرنی چاہئے۔

لمبائی میں ایک گز رکھنا ہو تو بارہ گرہ عرض کا پکڑا دو گرہ ایک گرہ دہرا کریں اور درمیان میں سینک
ڈا سحر اور بیب کاٹ لیویں۔ بعد ازاں تین گرہ لمبائی میں کندھے کا پکڑا اکائیں۔ اُسی کندھے کے
بالمقابل کریبان کیلئے سارے چار گرہ جدا کر لو۔ اور دوسری طرف کارل کیلئے سو اٹھ گز کا کمرہ
اب دونوں پاکٹوں کا پکڑا دو گرہ لمبائی میں نکال کر ہر ایک کاٹ کو الگ الگ پہلے کچا کر لو اور
پھر چوڑا لگا کر سلانی کرو۔ رومال کا پالٹ بائیں جانب اور دوسرا دہنی طرف لگانا چاہئے اس
کوٹ کو پانچ بن لگائے جاتے ہیں۔ پہلا بن کندھے سے دس گرہ کے فاصلے پر لگانا چاہئے۔
کارل کی اول سلانی اکری کر لیں بعد ازاں اُلٹا کر دہرا بنیہ کریں۔

فراخ قطع کا کوٹ

اس کوٹ کی بیٹھ چار ٹکڑوں میں قطع کریں۔ اوپر کے ہر دو پیش جدا جدا چھ گرہ لمبائی میں
اور چار گرہ چوڑائی میں کاٹیں۔ نیچے پشت کے ٹکڑے لمبائی میں ہر گرہ اور چوڑائی میں سارے تین
تین گرہ کے بناویں۔

گردن کے غلے حصہ کی کمر اور بغل تک لمبائی نا پکرتین حصے کریں اور ہر ایک ٹکڑا کچی سلانی کر کو
اُن چاروں حصوں کو ملا کر درمیان میں لگا دیں۔

اب استین قطع کریں۔ استین کیلئے لمبائی ہر گرہ اور چوڑائی میں تین گرہ کا ٹکڑا لیں بعد ازاں

چار گره لبیا کا تراش کر ہر ایک حصہ ساتھ ملا کر مشین کریں کالر پنجاب اور بنگال وغیرہ علاقہ جات میں
جدا جدا نمونہ کا بنتا ہے جس نمونہ کا تیار کرنا ہو اسکو روبرور کھٹک کوٹ طع کرنا چاہئے۔
ستین ہر ایک کوٹ کی ایک ہی طرز کی ہوتی ہے تنگ اور کھلی اپنی اپنی طبیعت پر منحصر ہے
جیسا منشا ہو رکھ لیں۔

کشیدے کاٹھنا

کشیدے کا رواج زیادہ تر پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ہے۔ اسلئے جس قدر کشیدے
بکائے جاتے ہیں اُنکے نام بالخصوص پنجابی زبان کے ہی ہر جگہ مشہور ہیں۔
کشیدہ کھدے کے موٹے ٹکڑے ہی پر بنزت نکالا جاتا ہے۔ اول کھدے کو سرخ کرچی رنگ یا
دیا جاتا ہے۔ اُس کی ترکیب یہ ہے کہ گز کپڑا لاویں اور اسکو دھو کر اس کی پان نکالیں۔ اب چار گره
پانی پیلہ میں چڑھا کر اُس میں مندرجہ ذیل چیزیں سفوف کو کے داخل کریں جب چند جوش آجائیں
تو اتار کر ٹیگرم پانی میں کپڑا مذکور کھدے کو رکھیں ایک گھنٹہ بعد سوڈہ کے پانی میں غوطہ دیکر معمولی بخورٹ
کر سائے میں سکھاویں چیزیں رنگ کی یہ ہیں۔ جھٹھ ۱۰ توڑے لاکھ بیر کی ۴ توڑے نوشادر ۲ توڑے رسا لکھ
خام ایک توڑے سوڈا پانچ توڑے اور پانی تین سیر۔
جب اچھی طرح خشک ہو جائے تو کشیدہ کاڑھنے سے پہلے جس نئے کے پیل بوٹے نکالنے ہو
اُس کی لکیریں (یعنی خاکے کھینچائیں) نکالیں۔ یہ تمام لکیریں سبز ریشم کی نکالی جاتی ہیں۔ یا بعض
کشیدے بالخصوص ایک خاص رنگ کے ریشم کے بنائے جائیں تو اُن کا خاکہ بھی اُسی ریشم کا
بنایا جاتا ہے۔

خاکہ بنانے سے پہلے گز کپڑے کے تین ٹکڑے تین تین گز کے بناویں اور اُن ہر ایک پر جدا
جدا لکیریں بناویں بعض عقلمند عورتیں پہلے پنسل کی لکیریں بنالیتی ہیں اور بعد ازاں سوئی سے سبز
ریشم کی لکیریں ڈالتی ہیں پھر اُسی بنائے ہوئے نقشے پر کشیدہ نکالتا چاہئے۔
کشیدہ کئی قسم کا نکلتا ہے اُن میں مشہور یہ ہیں۔
لاہوریہ۔ ٹیڑھی کوڑی۔ ریلیہ۔ پھل ٹھکن۔ اخروٹ۔ بادام۔ چوہارہ۔ سہرا۔ بٹیا۔ کھلیل۔ ساو
بھادوں۔

لاہوریہ کشیدہ کاڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ اول چار کوٹے جانے بناؤ یعنی سبز ریشم سے دو
اچھ لکیریں اور دو اچھ ہی چوڑا چار کوٹے خانہ بناؤ۔ اس کے درمیان ایک ایک ہر دو طرف سے لکیر ڈالو
اب اُس کے چار خانے بنجائیے ان چاروں کو سفید اور زرد ریشم سے نکالتے جاؤ۔ بس یہی لاہوریہ
باغ تیار ہوتا چلا جائیگا۔ اول ہر ٹکڑے لکیروں سے بھر لیں بعد ازاں کاڑھنا شروع کریں۔
اسکی تمام لائنیں ایک سرے سے دوسرے تک خمدار بناویں اپنے کوڑی رکھ کر
ٹیڑھی کوڑی پنسل سے خط ڈالیں بعد ازاں سبز ریشم سے نکالتے جاویں پھر تمام کشیدہ زرد
اور سفید ریشم کاڑھنا چاہئے یعنی ایک کوڑی سفید بنا دے جاؤ دوسری زرد۔
ریلیہ۔ ریل گاڑیکے نمونہ کا بنتا ہے۔ یہ نقشہ پہلے کسی بھی اُستانی سے سیکھنا چاہئے۔

پھل ٹھکن ہر قسم کے پھولوں کی شکل پر ترتیب دیا جاتا ہے۔ اس کے سیکھنے کی طرز یہ ہے کہ کچھ دن پہلے مختلف طرح کے پھول کے نقشے کا غزوہ پر رنگدار پسندوں سے بناویں جب اچھی طرح ہاتھ چل سکے تو کپڑے پر خاکہ کھینچ کر رنگ رنگ کے پھول نکالیں۔

آخر وٹ جاو ام چو بارہ یہ تینوں خاص ان ہی سیوہ جات کی شکل پر بنائے جاتے ہیں بعض عورتیں لاہور کے کشیدہ اور بادام یا چو بارہ اور کوڑی وغیرہ وغیرہ کئی طرح کے جوڑا میں سے باغ بناتی ہیں۔ سہرا بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ لہریار ایک ایک انجہ کے فاصلے پر لکیریں کالو۔ اس کے بعد پھولوں کی سرے کی طرح کی بیلیں ڈالتے جاؤ۔ سرے میں ایک لائن کو سفید ریشم کی بنائی جاتی ہے دوسری زرد یا سبزی سبز و گلابی ٹیکھڑوں کی طرز کی۔

بلیا چھوٹے چھوٹے لکڑی کے جڈا جڈا خط و خال کا بنتا ہے اور اس کا نمونہ ہر علاقہ میں نرالا ہوتا ہے پہاڑ کے علاقہ (جوں کشمیر کی طرف) چٹکی چٹکی اور پروانے سے جڈا جڈا پانچ رنگ کے سوت یا ریشم سے بنائے جاتے ہیں پہاڑی لوگ عموماً سوت سے ہی کشیدہ کاڑھتے ہیں۔ لاہور اور سرحد وغیرہ پان کے پتوں کی طرح کا لہریہ سے لگا کر ان پتوں میں چار چار مختلف رنگوں کے ریشم کی لکیریں لگائے جاتے ہیں اور وہ بنیا کھلتا ہے۔

اور سادوں بھادوں بھی ایک طرح کے پھول ہوتے ہیں جب لڑکیاں کشیدہ سیکھنے لگتی ہیں کھلیں تو دوسری بھولیوں سے ہر ایک کا نمونہ اور ترکیب معلوم ہو جاتی ہے۔ ہم یہ بخوبی سمجھا دیتے ہیں کہ کشیدہ کاڑھنا مشکل نہیں ہے صرف غور اور توجہ پر منحصر ہے۔ دل لگا کر بیٹھک کا کام ہے۔ چند یوم کے عمل سے خود بخود تمام طریقے سمجھ میں آنے لگتے ہیں۔

گلوبند بننا

ڈرٹھ یا دو گرو کے فاصلے پر دو لکڑیاں گاڑنی چاہئیں ان پر ہر دو اطراف میں دو دو سوہر نجیاں لگاویں۔ صرف یہ عقلمندی درکار ہے۔ کہ ہر ایک بونگی کا فاصلہ ایک دوسرے کے مساوی رہے۔ اس کے بعد پہلے اُون کے سوت کا تانا پورے جاویں پھر ہر ایک تاناکا کے درمیان بانا لگاتے ہوئے دو گلوبند بنائے اور نیچے ٹھونکتے جانا چاہئے جس طریقہ سے جلا ہے لوگ پکڑا جاتے ہیں۔ بس اسی ترکیب سے گلوبند مکمل بنالیں۔

ایک اور پرانا طریقہ

وہ یوں ہے کہ دو سلاخیاں ایک کو بائیں ہاتھ میں لیں دوسرے کو داہنے میں ہر دو میں کاٹھنر ڈال کر ایک ایک سر اُون لگا دیں پہلے ہاتھ کا پیرا بائیں سے شروع کریں اور متواتر ایک دوسری نوک سے جیتے چلے آئیں جسے کہ پانچ ساٹھ پھندے بن جاویں جب تم کو کہ ایک گلوبند کی جوڑائی کافی ہے تو اب اوپر کی طرف کو بننا شروع کرو وہ یوں کہ اول ایک گھر کے اُون کے پھندے میں دائیں طرف سلاخی کو بائیں ہاتھ رکھ کر اُون کا تاناکا لہو پھر داہنے سے۔ ہر خانہ پہلے سے بالائی سطح پر رہے۔ اس طرح گلوبند تیار ہوتا چلا جاویگا۔

ازار بند بنانا

زیر پر بقدر بائیں چھ بانشت کے فاصلے کے دو کھوٹی گاڑیں اُن کے درمیان میں دو بار یک سی لوہے کی سیخیں لگا دیں انکا باہم درمیانی دو اُگل فاصلہ رکھنا چاہئے۔ اور یہ بھی احتیاط رہے کہ یہ ہر دو سیخیں اُن کھوٹیوں سے آگے نہ نکلی ہوئی رہیں۔

اب پہلے تانا شروع کر دو خواہ سوت کا یا ریشم کا جیسا ازار بند بنانا ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ ڈورا ہمیشہ ہر دو کھوٹی کے اوپر سے گھا کر لاؤ مگر تیلیوں میں ہر دفعہ ایک دوسری تیلی یعنی سب کے اندر سے گزرے پتے ایک دفعہ ایک تیلی سے دوسری دفعہ لوٹ کر دوسری پر سے آوے۔

جب مقدار میں ایک ازار بند کے تانا بنا جائے تو اُس کو دو ہاتھ اتار کر ایک چار پائی سے باند جس طرح اڈہ پر چڑھا جاتا ہے۔ اُسکی تیلیوں ہے کہ جس قدر پیچھے ہیں اُن کو نصف و نصف دونوں ہاتھوں میں گنکر رکھلو اور پہلے ڈور کیو دایں ہاتھ کے انگوٹھے پر چڑھا کر نیچے والے ڈوروں میں رکھو اور نیچے کی تار دونوں انگلیوں سے پکڑ کر تاکا اوپر کو چڑھاؤ اس طرح جب ایک بند اوپر اور ایک نیچے کا بن لیا اس میں ایک تیلی سرکھٹے کی دھتے جاؤ ہر ایک تیلی لگاتے ہوئے ہر تیسرے گھر میں لہریے کی طرح بدلتے جاؤ۔

جب ایک لہر کا شیرازہ ختم ہو پھر اور دو تیلیاں اوپر نیچے کی درمیان رکھو اور ہر دو تیلیوں کو کھسکا اوپر نیچے لگا دو بعد ازاں پھر ویسی ہی لہر بناتے آؤ جب وہ بھی تیسرے خانہ پر آوے اس میں اور دو تیلیاں لگا دو جب میں میں تیلیاں اوپر نیچے ہو جاویں تو ایک ایک تیلی کو نکالتے جاویں۔ اعلیٰ خوبصورتی اور چڑائی اور لہروں کی صفائی کی تدبیر یہ ہے کہ ہر ایک لہر کی گنتی اُس کے آٹھ خانوں تک شمار میں لاویں۔

بہت اچھے ازار بننے والے تانا بہت بھر کر لگا لیتے ہیں اور اسپر بانا کی پے در پے لہروں میں نکالتے ہیں وہ جا لیدار اور خوبصورت ہوتا ہے۔

گھنا ازار بند بنانا ہو تو اس میں کس کر تیلیاں لگا دیں اور بازاری سے دام کا بنتا ہے تو فرق پر تار میں بھرنا چاہئے۔

ایک دو دفعہ کے عمل سے ہاتھ درست و صاف چلنے لگتے ہیں اور تمام گھر و بی گنتی اور لہروں کی درستگی سمجھ میں آ جاتی ہے۔

موزے بنانا

یہ بھی گھوبندی کی طرز پر بنے جاتے ہیں تفریق اس قدر ہے کہ انکو دو سلائیوں کے بجائے چار سے بنانا ہوتا ہے۔

گھوبندی کی ایک لائن بنانے کے طریقہ سے اسکی دو لائنیں بنانی چاہئیں اُن ہر دو کے پہلے خانے سے سلائی پر ڈورا چڑھا دیں اُس کو گانٹھ دیکر پھر دوسری سلائی کے سرے پر لگاؤ جب ایک خانہ بن جائے تو اُس کے درمیان سے لا کر تیسری اور بعد ازاں چوتھی سلائی کے سرے پر لگاؤ۔

اور سوئی سے کام شروع کریں۔ ہر قسم کے بیل بوٹے اور خط و خال نکالنے کا یہ طریق ہے کہ جہاں پر نیچے نشان لگائے اس جگہ سوئی کو اول ایک جگہ سے پار نکالو۔ دوسری طرف گانٹھ دیکر نیچے کر لو اور وہ دائرہ چپہر نشان بنایا ہے۔ گھا کر پھر اسی ٹیکر پر سے سوئی کو پے در پے لاؤ زردوزی کام کا یہ طریقہ ہے کہ دو سوئیوں میں ڈورا ڈالو ایک میں زر کی تار ہو دوسرے میں سوت کا تاگا نیچے سوت لگاتے جاؤ اور اوپر اس کے زر کی تار چڑھاتے جاؤ مطلب یہ ہے کہ سوت بچے تک وار پار ہوگا اور زرد تمام جگہ اوپر ہی اوپر جھلکیگا بخیر یوں کیا جاتا ہے کہ سوئی کو ایک ایک جگہ پر دو بار وار پار نکالو اور چٹنا بار یکس بجھ کر نا ہے اتنی ہی نزدیک نزدیک سوئی کو لگائیں۔

بیل بوٹے پھول بھی کو نوں پر ہر جگہ سے بخیر وار کرنے چاہئیں۔

اولی اور دینی کام بھی نیچے سے سوت اور اوپر سے اصل نام والی چیز کا بنانا چاہئے۔

تیسرا باب

فصل اول

حیض اور اس کی حقیقت و بیماریاں اور علاج

عولی میں حیض۔ فارسی میں ماہواری ایام۔ گورکھی میں کپڑے آنا۔ انگریزی میں منتقلی کو رس اور ہندی و بنگلہ میں جرسلد یا استری دہرم کہتے ہیں یہ ایک رطوبت ہے جو ہر مہینے میں ایک دفعہ تمام تندرست عورتوں کے رحم کی لعا بداز جھلی سے رستی ہے۔ اور بحساب اوسط چار اور کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ سات دن تک نکلتی رہتی ہے۔

اس تیلی رطوبت کا رنگ ہلکا سرخ یا سیاہ یا سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے پو اس کی اور کسی نئے کی بو سے نہیں ملتی وزن بوجب قوت مزاج کے مختلف مگر بحساب اوسط دو چھٹانک سے پانچ چھٹانک تک ہوتا ہے۔ اگر بہت زیادہ خارج ہو تو یہ رطوبت جم جاتی ہے کیونکہ اس میں کھار موجود رہتا ہے اور اگر کم آتی ہے تو رستہ کے تیزاب کو ملنے سے کھار کا اثر جاتا رہتا ہے اور وہ نہیں جیتی۔

جس عورت کا حیض جم جاتا ہے۔ اس کے اولاد بھی نہیں ہوتی۔

اول وقت حیض ظاہر ہونیکا دس برس کی عمر کے بعد کا ہے اور آخر اسکا چودھویں برس کے بعد ہے اور اول وقت بند ہونے حیض کا پینتیس برس کے بعد ہے اور آخر اسکا پینتھ برس کی

عزیمک ہے۔

حیض کے دنوں میں درد سرد درد کمر سستی۔ بے چینی۔ کالی و پیڑ و جنگا و اکثر اعضا میں بو اور گرانی معلوم ہوتی ہے اور عورت کمزور بھی ہو تو بہار بھی ہو جاتی ہے۔ اگر یہ خون (رطوبت) معمولی طور پر آوے تو اسکا رنگ خون خرگوش یا لالکھ کے رنگ کی مانند ہوتا ہے اور بغیر درد و صحن کے نہ بہت زیادہ نکلتا ہے نہ بہت کم۔ اور جس کپڑے پر اسکا داغ لگے وہ دھوئے سے دھل جاتا ہے اور جو بہت کثرت سے خارج ہوا ہے اس میں بد بو اور رنگت میں میل و کثافت ہوتی ہے اور سوزش و درد زیادہ محسوس ہوتی ہے اگر کسی کپڑے پر یہ خون لگ جائے تو بالکل داغ نہیں جاتا۔

بکثرت خون آئیے کی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ چھ وجہ سے جاری ہوتا ہے اول رحم کی رگوں کا ضعیف ہونا دوسرا رحم کے اندر کسی زخم کا پیدا ہونا۔ تیسرا بواسیر۔ چوتھا غارش رحم۔ پانچویں رحم کا پھٹ جانا۔ چھٹے رگوں کا منہ کھلی نایا تو نسا یا پھٹنا کسی رگ کا خواہ کیسوجہ سے حیض کا خون بکثرت آئے۔ طبیعت بے چین اور سستی ہو جاتی ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ بھوک جاتی رہتی ہے۔ چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور کسی تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ دست پا سرد ہو جاتے ہیں اور گاہے ہستہا کی نوبت پہنچتی ہے اور بسبب خراج ہونے خون کے صفرا غلبہ کرتا ہے۔ اور صفراوی تپ پیدا ہو جاتی ہے اور بسبب خشکی و کشیدگی اس جگہ کو بھوں کے در و پشت لاحق ہوتا ہے۔

نشانی

اگر رحم کی ضعیفی اور رحم کی رگوں کے منہ کھلنے سے حیض جاری ہو تو وہ خون صاف اور بے درد آئینا لیکن متلی اور درد سرد ضرور ہوگا۔ اور اگر بواسیر کیوجہ سے ہو تو اس کا رنگ سیاہ ہوگا اور اکثر قطرہ قطرہ گرے گا رحم کے پھٹنے یا غارش کے سبب خون کثرت سے آئے تو اسکی علامتیں پہلے سے ظاہر ہو جائیں گی۔ اگر رگوں کی ضعیفی کی علت سے ہے تو خون پنلا اور زرد رنگ کا آتا ہے اور ضعف بہت لاحق ہوتا ہے اگر قرحہ یعنی رحم کے زخم کے سبب ہو تو سفید و پیلا رنگ کا ہوگا اور بوقت ٹپکنے خون کے شدت کا درد ہوگا۔

علاج۔ اگر غارش یا بواسیر کے سبب ہو تو ان کا جدا علاج کریں۔

اگر رگوں کے ضعف کیوجہ سے ہو تو ذیل کے نسخہ جات سفید ہیں۔ نسخہ نمبر بیسویں پتر ہینک بارہ سنگا۔ زرد کوڑی تینوں کو آگ میں خاکستر بنائیں اور ایک ایک ماشہ ہمراہ دو ماشہ گل انبی کے سفوف بنا کر شربت خشنیاش دو تولہ کیسا نقد چٹاویں۔

دیگر۔ سنگ جراحۃ ماشہ۔ گوند ڈھاک بھنی ہوئی ماشہ مائیں خرد ماشہ۔ تخم کاہوہ ماشہ پورابہ بناویں ایک صبح ایک دوپہر ایک شام کو گائے کے دودھ سے کھلاویں۔

دیگر۔ نیمخ انجار۔ خون سیاہ و شال۔ گھنارہ ہر ایک دو ماشہ اندر چوزیہ ناگسہ ہر ایک چار ماشہ سفوف کر کے دو خوراک کریں ایک صبح کو ایک شام کو ہمراہ عرق کوچہ تولہ استعمال کریں۔

یہ کہ جہاں
نقطہ دیگر
رہے لاؤ
سے
یہ ہے
سوی کو
سوی

تھلی کورس

جادار جلی
پانک نکلتی

کی اور کسی
انک سے
اس میں
تار رہتا ہے

سویں میں
پیشہ بریل

(۳) دیگر اور جس سے حیض بکثرت آتا ہو ذیل کی دوائیں مفید ہیں

نسخہ - عصارہ ریشہ برگدہ ماشہ - طیار شیر - گلاب کانیرہ - آقا تیار ایک چھ ماشہ - کمر یا ۴ ماشہ باریک کے پانی میں گولیاں بناویں خوراک ۳ ماشہ ہمراہ پانی تازہ کے -
 دیگر - خار خشک - سور کا چھلکا - صندل سفید کا ٹورہ - لودہ پٹھانی - رسونت - تخم بکائن سبکو ہمزک
 سفوف کر کے ساوی وزن شکر ملائیں اور چھ ماشہ صبح آسپید رشام کو گائے یا بکری کے تازہ دودھ سے کھائیں -

دیگر - سونے کی جڑ - دم الاخرین - زرنجک - کندر ہر ایک دو ماشہ - کافور تین رتی سفوف کر کے دو سے کھلاویں - ہاتھوپیر مسندی اور جنطیانا لگاویں - اگر کسی دوا سے خون بند نہ ہوتا ہو تو ایک بالائی گرم پانی کی بھر کر ایک ایک فٹ تک ہاتھ اور پاؤں کو ڈبوئیں اسی وقت بند ہوگا -

حیض کا بند ہونا

حیض بند ہونے کی اسباب ہیں معزز یا دہ تران سات قسموں سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے -
 ایک حصے سے زیادہ موٹاپا - دوسرے بہت ڈبلا پن - تیسرے غنڈا پانی بہت پینا اور ایک ٹھنک
 حیض کا جم جانا - چوتھے سبب غلیظ غذاؤں کے کھانے کے طبع کا رگوں میں اترنا - اور حیض کی
 رگوں اور گزرگا ہو ٹھنک کر دینا - پانچویں کسی زیادہ گوشت کے ٹھوکے یا غنڈ و کا منور ہونا
 چھٹے رحم کی جھلی کا متورم ہونا - ساتویں کوئی زخم یا صدر شدید پیچھے یا ناگہانی کسی جگہ سے
 گر پڑنا اتفاق ہو اہو اور اسکی وجہ سے رگیں کو فتنہ اور بستہ ہو جاویں -

علامات - اگر درم یا زائد گوشت یا ضربہ سقط یا طعام کی غلطی اور فربہ (موٹاپا) یا ملاغ
 کے سبب ہو تو انکی نشانیاں آپ سے آپ معلوم ہو جاویں گی - اور اگر سرد پانی کے بکثرت
 استعمال سے یا کسی ناگہانی صدر سے حیض بند ہو جائے تو طرح طرح کی آفتیں پیدا ہو جاتی ہیں
 پہلے رنگ بھر کا بدلتا ہے اور کئی ایک سر کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مثلاً دوران سر - درد سر
 گرانی زبان اور کبھی یہ گرانی زبان کی اسدرجہ زور کرتی ہے کہ وہ عورت سر سے بات نہیں کر سکتی
 بسبب چڑھنے بد اخروں کے بطرف دماغ کے - اور گاہے یہ مرض فالج کی نوعیت ہو چکا ہوتا ہے
 اور اکثر عورتوں کو معدے کی بیماریوں سے کوئی بیماری عارض ہوتی ہے اور قوت ہاضمہ ضعیف
 ہو جاتی ہے اور بھوک کھانے کی قطعی حوائج رہتی ہے خراب چیزوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے جیسے
 کرناوسی اور شور اور بیز اور سٹی کوئلہ وغیرہ کی - دل ستلانا ہے بعض ٹھوکے ہوتے ہیں - قم
 سعدہ جلنے لگتی ہے - پیاس غلبہ کرتی ہے کئی عورتوں کو کھانسی اور تنگی سانس اور دشواری
 پیشاب کی نہایت پریشان کرتی ہے - اعضا بھاری ہو جاتے ہیں - گردن پشت اور کمر گاہ
 میں درد پیدا ہوتا ہے - اور آخرو کو استسقا لاحق ہوتا ہے -

علاج - اگر بکثرت فربہ پن یا خون کی غلطی یا سردی مزاج سے ہو تو قے یا اسہال یا نصد
 سے غلیظ مواد کو پاک کرنا چاہئے - اگر درم رحم کے سبب ہو تو ذیل کی ادویات مفید ہیں نسخہ

شکوہ اذخرا کر مویہا فقیون ہر ایک دو ماشہ مجیٹھ سیلخہ (دج) ہر ایک تین تین ماشہ جند بدستہ رتی
شندیں گولیاں بناویں۔ ایک ماشہ خوراک ہمراہ عقی پورینہ پانچ توڑے سے کھاویں۔
نسخہ نمبر ۲ سکنجھ - (دج) سدا ب ہر ایک تین ماشہ جیننگ چار رتی دو پوڑیہ بناویں ایک
پوڑیہ صبح کوشربت افنتین چھ توڑے میں بقدر ضرورت نیم گرم پانی ڈالکر کھاویں۔
نہایت مفید نسخہ نمبر ۳ - ہوبیر چار ماشہ - مرکی دو ماشہ - تخم گندہ ایک ماشہ تینوں کا
سفوف بنائیں اور اولے لوبیا سیر بھر پانی میں پکائیں جب پاؤ بھر پانی رہ جائے اتنا کر چھا
لیں اور قدر سے شدہ حل کر کے نیم گرم پلاویں۔

دیگر ہر قسم کا حیض کھولنا

اجوائن دیسی ۶ ماشہ - پرست درخت نیب اولہ - تخم خربوزہ ۲ توڑے تینو کو سیر بھر پانی میں پکادیں
جب نصف رہے چھان لیں پُرانا کر ملا کر پیئیں۔

بچوں کی بیماریاں اور ان کا علاج (استدالی روگ)

اگر مولود کی والدہ بچے کے دودھ پلانے کے زمانہ تک طبیعت پر جبر سے قابو پالے اور کوئی
بیماری نہ کرے تو بزرگ بچہ بیمار نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک کی نادان عورتیں کھانے پینے میں مطلق
احتیاط نہیں رکھتیں اور بچوں کے بیمار ہونے پر جادو و منتر - جند کا آسرا دھار لیتی ہیں۔ اور
کم عقلی سے اپنے بچے کو ضائع کر دیتی ہیں۔

بچے کی والدہ دو چار دن کے اسے بچہ کی طبیعت سے واقف ہو سکتی ہے بچہ
صحت کی حالت میں ہرگز روئے کا نام تک نہیں لیتا۔ اور اگر کسی دن دودھ پیتا چنگا بھلا بچہ
روئے چلائے لگے تو سمجھنا چاہئے کہ آج کوئی غذا اس کی خلاف طبع کھائی گئی ہے تو آئندہ کو
ایسی شے کا پرہیز کرنا چاہئے۔

باقاعدہ نیند اور پچانہ اتار ہے تو بچہ تندرست رہیگا۔ اس واسطے جسدن ذرا بھی قبضی کی
شکایت لاحق ہو سبوقت بچہ کی والدہ کو کوئی دوا قبض کش کھا لینا چاہئے۔ بلکہ بدون دوا کے
اگر ایک وقت کی غذا نہ کھائے اور صرف گائے کے دودھ سے خود سے گلقت کھائے یا بادام
روغن ڈالکر دودھ پی لے۔ تو پاخانہ کھل جائے گا۔ کھانے پینے ٹھانے دھونیکا خاص وقت
مقرر کرنا چاہئے۔ زیادہ مشقت کے کام کا پرہیز کرے۔ آگ تاپنے کی مطلق عادت نہ ڈالے
اگر کھانا وغیرہ اپنے ہاتھ سے بنا ناپڑتا ہے تو کھانے بناتے ہوئے یا بعد بنانے کے جب تک
کہ جسم ٹھنڈا نہ ہوئے۔ بچہ کو ہرگز دودھ نہ پلائے۔

سخت غذا و سخت ریح و تشویش کی حالت میں بچہ کو مطلق دودھ نہ پلانا چاہئے نیز
یاد رہے کہ بار بار دودھ پلانے کی عادت نہایت خراب ہے ایک دفعہ دودھ دینے کے بعد

کم از کم تین گھنٹہ کا ضرور وقفہ دینا چاہئے۔
ہمیشہ محبت اور شانتی (مخل) سے دودھ پلائے۔

امراض

نرملہ و زکام دودھ پیتے بچوں کو نرملہ اور زکام بھی اکثر عارض ہوتا ہے تدبیر اس کی یہ ہے کہ پانی گرم کر کے بہت سا اُسکے سر پر ڈالیں اور مغز بہیدانہ و کثیرا و مغز بادام سفوف کر کے بقدر ۲ سے چھ ماشہ تک والدہ کے دودھ میں حل کر کے پلائیں۔ یا بنفشہ کی گھلتہ باریک گھونٹ کر بقدر چار ماشہ چٹاویں۔

اسہال۔ اگر دانت نکلنے کے زمانہ میں دست آویں تو ہرگز علاج نہ کریں۔ اگر حد سے زیادہ گذر جائیں تو قدرے شربت صندل ٹھنڈا پانی ڈال کر پلاویں۔ یا باجرہ جو کوب کر کے پانی میں بھائیں اور پیٹ پر طلا کریں۔ یا زیرہ گلاب سرکہ میں کھل کر کے پیٹ پر ضماد کریں۔ قبض شکم گھی اور نیلگرم پانی ملا کر پیٹ پر مالش کریں۔ عشق بچہ کی پتی بقدر ۹ ماشہ باریک ٹھونچ کر تین چار ترے پانی ڈال کر چھان لیں اور تین چار ماشہ بادام روغن حل کر کے پلاویں۔

چھینک آنا۔ تلسی کے پتے خشک کر کے سفوف کریں اور ناک میں پھونکیں یا قدرے زعفران اور شکر ملا کر آگ پر جلاویں اور اُسکا دھواں دیں۔

آشوب چشم۔ بچہ کو آنکھیں عموماً آنکھوں کو میل کر رکھنے سے آتی ہیں بعض دفعہ قبض اور جسمانی گرمی کی وجہ سے بھی آنکھیں دکھنی آتی ہیں۔ ہمارے ملک کی عورتوں کی دوا فقط چاکسو ڈال کر پٹی کا باندھنا ہوتا ہے ہزاروں بچے اسی سبب سے اندھے کانے اور بیمار چشم نظر آتے ہیں۔ آنکھوں کا علاج کہیں عورتوں کی رائے پر نہ چھوڑنا چاہئے۔ جب بچے کی آنکھیں ذرا بھی بیمار ہوں تو فوراً کسی بچہ کے حکیم یا ڈاکٹر کو دکھانا چاہئے۔

اگر گرمی کی وجہ سے آشوب چشم ہو تو ہلیلہ۔ بلبلہ و آملہ دودھ تو لے کر ادھ جست ایک تولہ چار و نکوٹی کے برتن میں بھگو کر دن میں تین چار دفعہ بچے کی آنکھوں میں چھینٹے لگا یا کریں یہ نہایت ہی مفید دوا ہے۔

اور قبض کی وجہ سے ہو تو کوئی ہلکا سا جلاب دینا چاہئے۔
سبب مری پلک یعنی پلکوں کا سونا ہو جانا۔ مکہ کا پانی لگانے سے دو تین دن میں آرام ہو گا۔ یا رسوت کو عورت کے دودھ میں پیسکر لپشت چشم پر طلا کریں۔

بابونہ۔ انیون۔ پھٹکڑی۔ رسوت۔ ہلدی یا بچونکو گلاب کے عرق میں پیسکر لگا دیں ہر قسم کی آشوب چشم کو مفید ہے۔

کان بہنا۔ قدرے پھٹکڑی سرکہ میں حل کر کے ٹپکاویں۔ یا قدرے زعفران شہد میں۔ گوندھیں اور کان میں ہاتھی رکھیں۔

کرم شکم۔ نمک سوکھل۔ ہلیلہ سیاہ۔ بابر لنگ ہر سہ کا سفوف بنا کر بقدر دو ماشہ افستین کے شربت میں حل کر کے چٹاویں۔

مے آگیا۔ بعض بچے دن میں کئی دفعہ تے کر دیتے ہیں اسکا سبب والدہ کی قبضی شکم یا بے خوابی ہوتا ہے۔ بعض بچہ کمزور دودھ ہی ہضم نہیں ہوتا۔

اگر قبض یا بے خوابی کی وجہ ہے تو اسکی ماں کی شکایت رفع کریں اگر معدہ کمزور ہوئے سبب بچے کو دودھ ہی ہضم نہیں ہوتا تو سبب کا پانی بھدر دو تو لمحا لیں اور قدرے لونگ پیسکر حل کر کے پلاویں۔ یا بس تو لے پانی میں ایک تولہ چونہ حل کریں اور دو تین گھنٹے بعد اوپر سے پانی تنھار لیں اب یہی پانی اور تین چار دفعہ ادھر ادھر رتن میں اُلٹ کر جب چوڑی کی نکادے بالکل پاک صاف ہو جائے تو دودھ پلانے کے بعد ایک چمچ پلا دیا کریں

دانت نکالنا بچہ کمزور دانت نکالتے ہوئے از حد تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر پوری پوری غور و احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو بہت بچے اسی مرض میں مرجاتے ہیں۔ ۶ ماہ سے ۱۰ ماہ تک دانت نکالنا شروع کرتے ہیں۔ موٹے اور طاقتور بچہ کمزور دانت نکالنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے کمزور اور ڈبلے پتلے بچے زیادہ آسانی سے دانت نکال لیتے ہیں۔

جن بچہ کے منہ سے لیسدار پانی زیادہ آتا ہے انکو اگر دانت نکالنے میں تکلیف کم ہوتی ہے جنکو قبضی کی شکایت بھی نہ ہوتی ہو وہ بھی آرام سے دانت نکالتے ہیں۔ جب دانت نکلنے کو ہوتے ہیں تو مسوڑے خوب موٹے اور سخت ہو جاتے ہیں۔ اس وقت انکو خود یا کسی ڈاکٹر چراج سے نشتر لگوا کر کھلوا دینا چاہئے۔ اس میں بچہ کو کوئی ایذا نہیں پہنچتی۔ کیونکہ مسوڑا و نسا گوشت بالکل بے حس ہوتا ہے۔ کشتیا کا دودھ مسوڑا و پرنے سے دانت نکلنے میں بالکل تکلیف نہیں ہوتی۔ خرگوش کو مغز میں اسکے ہوزن کو کھٹک پنے سفوف کر کے ملاویں اور صبح و شام مسوڑا و پرنے کا کرک یا کرک مٹلور تکلیف نہ ہوگی۔

بچہ کے دانت نکالنے کے دنوں میں اسکی والدہ کو نرم اور زود ہضم غذا کھانا چاہئے **دبہ رام** (ام الصبیان) داغ میں بیج غلیظ کے اکٹھا ہونے سے یہ مرض مری کی طرح کا پیدا ہوتا ہے علامات تب شدید۔ منہ میں کف آتا ہاتھ پاؤں کا کھینچ جانا و پیچیدہ ہونا۔ یہ تشخی اکثر موٹے تازے بچہ کمزور دانت نکلنے کی وقت لاحق ہوتا ہے۔ اس مرض میں قبض شکم کا عارضہ لازمی ہے۔

علاج توتیا بریاں۔ سہاگہ نیم بریاں۔ ہر دو ایک ایک رتی والدہ کے دودھ میں گولی بنا کر دیں۔ دیگر۔ جدوار ۳ رتی۔ کیدہ ۱۰ ماشہ ہینک ایک رتی دہی کے پانی میں پیسکر پلاویں۔ دیگر۔ زہر ہرہ ۳۔ رتی ناریل کے پانی میں گھسکر پلاویں۔ قبضی زیادہ ہو تو ملٹی کی جڑ اچھلی ہوئی ۲ ماشہ۔ عصارہ ریوند ۳ رتی۔ کل ہفتہ ۳ ماشہ ایرسا ایک ماشہ چاروں گھوٹ کر عرف کلاب دو آتشہ دو تولہ میں حل کر کے دیں۔ اگر خرگوش جنگلی کا خون دستیاب ہو تو بقدر دو ماشہ عرق نکا و زبان میں حل کر کے پلاویں۔ شہ طیبہ آرام ہوگا۔

چیچک - یہ نہایت سخت تکلیف دینے والی اور خوفناک بیماری ہے۔ صد ہائیکے ہر سال اس موبی مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک کی الی پڑھ عورتوں نے اسکو سینٹا دیوی کا اوتا مان لیا ہے۔ اگر تیج منج دیوی ہے تو اس چڑیل نے لاکھوں ہنسانوں کے اعضاء بالکل بیکار آنکھیں بے نور اور بھرے بد نما اور واغدار کر دیے ہیں۔ بہت ہی کم گنتی کے خوش قسمت بچے اس نامراد وبائے صاف بچتے ہیں۔

ٹیکا اسکے حفظ مان قدم کا نہایت مجرب نسخہ ہے۔ ضرور بچوں کو کم از کم تین چار دفعہ بچپن میں ٹیکا گوانا چاہئے۔

یہ چھوٹا مرض ہے۔ جب کسی گلے محلے میں اسکا ناپاک قدم آئے تو اپنے بچوں کو کسی افسر میں لے جانا چاہئے۔ یا ایسے گھر و نئی آمدورفت اور لین دین کا تعلق قطعی ترک کر دینا چاہئے۔ چیچک کے ایام میں بچوں کو ہر وقت پاک و صاف رکھنا چاہئے۔ غذا گرم اور زود ہضم ہونی چاہئے۔ غذا میں بھی ستھرا پن کا خیال رکھیں

جب بخار ہونے پر بچے کو چیچک نکلنے کے کچھ نشان نظر آئیں تو کوشش کرنا چاہئے کہ چیچک جلد نکل آئے۔ سر پر پیسکرناک اور کان میں پھونکیں اور موی بقدر تین چار رتی عرق کاؤزبان چار نو لکھیا تھ دیں جلد نکلیگی۔

اگر بخار نفوذ ہوئے تین چار دن گزر جائیں اور کھلکر نہ نکلے تو خاکی ۲ ماشہ پھلکا مسورہ ماشہ عرق کیورہ میں ایک جو شہد بکر چھان لیں اور قدر شکر جگر کے پلاویں۔

اگر خارش ہو تو جھا کو بھو جپتر کی دھونی دیں۔ اگر آنکھوں میں دانہ ہائے چیچک نمودار ہوں تو تخم ہندی ۳ رتی ورق طلا دو عدد عرق گلاب میں کھل کر کے آنکھوں میں صبح و شام ایک ایک سٹائی لگایا کریں۔

اگر ابلہ چیچک بہت نکلیں اور پک کر پیپ گرنے لگے تو کا فورم وار سنگ و خاکستر کندہ ہر سہ ہوزن ملا کر لگایا کریں۔

غذا - چاول شکر - غنود آب - کچھ ٹامی وال سوگن وغیرہ دینا چاہئے۔

اگر بچے کو پانی کی بجائے عرق کاؤزبان پلا دیں تو مفید ہے۔ خسرہ یا مٹیڑھ - یہ بھی چیچک کی طرح کا مرض ہے اور بچوں کو آٹھ دس برس کی عمر تک ضرور نکلتا ہے۔ سرخ رنگ کی چھوٹی چھوٹی پھنسیاں تمام بدن پر نمودار ہوتی ہیں بیمار کو حد درجہ کی تنہی محسوس ہوتی ہے۔

اس مرض میں بھی سرد و شیار کا پرہیز رکھیں۔

اگر کڑت سے نہ نکلے تو زعفران یا منقہ یا قدر سے چھوڑ دیں۔ یا خالص سونا عرق گلاب یا کیورہ میں گھسکر پلا دیں فوراً کھلکر برآمد ہونگا۔

خوراک زود ہضم مطابق چیچک کے دین۔ پارچا بستہ و مکان صاف ستھرا رکھیں چیچک اور سبڑھ کے ایام میں بخار ہونا لازمی ہے اور اسکے علاج کا فکر نہ کرنا چاہئے مگر انکے دفع ہو جانے کے بعد اگر بخار ہو تو علاج کرنا لازمی اور ضروری ہے۔

بعد نجات پانے سبڑہ کے پھر کو سرد تر دو آئیں شربت وغیرہ کئی دن تک بلاویں اور
طباشیر ددانہ الچی خرد و چینی ملا کر کھلایا کریں۔ جسم پر بکھن کی مالش کیا کریں۔ کیونکہ اس مرض
کے بعد گرمی اور لمبی کی سخت شکایت رہتی ہے بکھن کھلاسنے اور مالش کر سنے سے تمام نقص
دور ہو جائیگے۔

دودھ کم ہو تو ذیل کی دوا استعمال کریں

تخم ثبت یعنی سویا پوست بچ کدو مساوی سے کر سفوف کریں اور بقدرہ ماشہ لیکر عرق کا وزبان بندہ
توے میں قدرے مصری حل کر کے پیئیں۔

دیگر۔ سولف۔ زیرہ کرمانی۔ ستا اور ہوزن لیکر سفوف بنا دیں اور چنے بھگو کر انکے پانی میں
شکر ڈال کر چند روز بقدرہ ماشہ روزانہ کھائیں۔

دیگر۔ تخم شلغم۔ تخم گاجر۔ تخم سویا۔ نخود بریاں۔ چاول ساٹھی ہر ایک دودھ تو لے لیکر سیر
بھر دودھ کا گے میں کھیر بنا کر شکر ڈال کر کھا دیں

دودھ زیادہ ہو اور کم کرنا چاہیں تو ذیل کی دوا کریں

آرد گیوں۔ آرد باقلا کو ہوزن لیکر روغن گل میں گوند میں اور پستان پر لپ کر دیں اور اگر
بھائیوں میں درد و حرارت محسوس ہو تو لعاب سیفول میں طلا کریں۔

دیگر۔ تخم کاہو۔ سور کا چھلکا اور زیرہ سیاہ بقدر چھ ماشہ روزانہ پانی کے ساتھ کھائیں دودھ
کم ہو جاوے گا۔

دیگر۔ برگ سداب۔ مغز تخم کنارہ شتی ایک ایک ماشہ سفوف بنا کر تاجیک ہفتہ ہی وزن
روزانہ کھائیں تو دودھ بہت خشک ہو جاتا ہے۔

حمل کی بیماریاں و علاج

حاملہ عورت کو متلی اور تے واسقاط کے عوارض دروگ ہوتے ہیں۔

اگر سرد مزاج عورت کو متلی عارض ہو تو تخم سویا بقدرہ ایک تولہ پانی میں بھاکر قدرے شدھل
کر کے نیگرم پلاویں کھل کر تے ہوگی اور طبیعت درست ہو جاوے گی اگر گرم مزاج ہو تو شربت

سنگترہ یا شربت لیمو یا شربت انار ترش سمی دفعہ دن میں تھنڈا پانی ڈال کر پلایا کریں۔
اگر متلی کوئلہ اور تیز و ترش چیزیں کھانے پر طبیعت مائل ہو تو سہ کہ انکوری میں پیلا

ڈال کر نمک اور رائی سے پروردہ کر کے روٹی کے ساتھ تھوڑا کھانا یا کما معمول بنائے اس
سے اچھی چیز و نئی خواہش پیدا ہوگی۔ سیوہ جات سے انار ترش۔ سیب۔ انگور وغیرہ کھانی

نسختہ جو متلی دور کرتی ہے بے نظیر

بکجور۔ لونگ۔ مصلی۔ جانفل۔ چھوٹی الچی۔ کباب چینی ہر ایک دو تولہ۔ بالچھڑ۔ جانی

زیدی
ماونہ
تھیکر
س

ہیں

نہر

ماونہ

شم

چیک

زبان

ہش

رق کھلا

لندہ

رور

بہ کی

یا کیوڑہ

چیک

ج ہو چکا

دروغ عقولی ہر ایک ایک تولہ۔ موتی بے سوراخ۔ موٹے کی جڑ۔ ابریشم خام۔ ہر ایک چھ ماشے
سفوف کر کے شہد میں بھون بناویں روزانہ خوراک چار سے چھ ماشے تک

دیگر ہر قسم کی فتنے روکنا

اجوائن ۲ ماشہ۔ دھنید ۳ ماشہ لیمو کے پھول خشک ۴ ماشہ نمک لاہوری بقدر حاجت ڈالکر
پتھر پر باریک پسکر پانی ڈالکر چھان لیں اور گھونٹ گھونٹ پیئیں۔

استقاط حمل

حمل کا بار بار گرنا اکثر خود عورتوں کی بے احتیاطی سے وقوع میں آتا ہے۔ جب کوئی قوی حرکت
عمل میں آئے جیسے گر پڑنا اور بلند مکان سے کودنا یا کوئی آسیب یا زخم پہنچے تو حمل گر جاتا
ہے۔ چلا کر پکارتا اور چیختا یا کوئی بھاری بوجھ اٹھاتا۔ یا عزم و غصہ اور خوف عظیم کا یہ ایک
پیدا ہونا حمل گرانے کا موجب ہو جاتا ہے۔

بہت سردی شدید رحم میں پہنچنے اور اس کے سبب سے بچہ کی غذا کے رستے سکڑ جائیں اور
بچہ غذا نہ پائے اور نہایت ضعیف و ناطاقت ہو یا سردی کی تکلیف سے مرجائے اور قوت
دافعہ اس کی ضعیف ہو جائے۔ کہ بچہ کو باہر نہ نکال سکے یا سپر گرمی کا صدمہ پہنچے۔

جب موسم سرما خزاں کے نزول سے گرم ہوتا ہے اور اس کے بعد موسم بہار کا بہت
سرد آئے تو عورتوں کے حمل اکثر گرے ہیں اور یہ بھی بخفا جائے کہ تکلیف استقاط حمل کی بچہ
پیدا ہونے کی تکلیف سے زیادہ ہو کر تی ہے اس لئے کہ بچہ کی پیدائش کا رجحان طبعی ہو اور حمل
گرانا امرنا طبعی ہے اور استقاط عموماً پہلے اور دوسرے دنوں سے پہلے ہوا کرتا ہے اور سبب
اس استقاط حمل کا جمع ہونا ریاح کا ہے اندر رحم کے کیونکہ بچہ ان تینوں مہینوں میں بہت ہلکا
اور ناطاقت ہوتا ہے کہ ریاح اس کو بہت جلد دفع کر دیتے ہیں اور اس کے علاوہ جب اور کسی مہینے
میں استقاط ہو تو اس کا سبب سور المزاج سرد اور جمع ہونا رطوبت فزونی کا ہے۔

نشانی

پستان حاملہ کے خالی اور لاغر ہو جاتے ہیں اور پستانوں سے دودھ ٹپکنا شروع ہو جاتا ہے
وہ نشانیاں ضعیفی بچہ کی ہیں اور رحم کا درد اور سرخ ہونا پھر کیا آنکھوں اور سر کا بھاری ہونا
اور گھومنا و درد کا احساس ہونا یہ علامتیں استقاط کی ہیں۔ خصوصاً اگر ساتھ ہی قدرے
بخار بھی پیدا ہو اور تپ لرزہ ہو تو جلد عمل گراتا ہے۔

اگر کسی صدر سے بچہ شکم مادر میں مرجاتا ہے تو حاملہ کو رحم کے اندر بہت بوجھ محسوس ہوتا
ہے کروٹ پلٹنے میں سمجھتی ہے گویا اس کے شکم میں پتھر ایک طرف سے دوسری طرف لڑاھکتا ہے
اور ناف گرم ہوتی ہے۔ رحم سے زرد آب سا ٹپکتا ہے اور آنکھیں گدلی معلوم ہوتی ہیں اور کینا
دردوں کان سفید ہو جاتے ہیں۔

علاج نفیل در وی اغذیات کا پرہیز کر اہیں اور حاملہ کو غم و غصہ و متوشخ خبروں سے دور رہنے کی ہدایت کرتے رہیں۔

ذیل کے نسخجات اگر شروع حمل میں استعمال کرنا شروع کرادیں تو ہرگز اسقاط نہ ہوگا۔
گل قطن ۲ تولے۔ بابونہ۔ سنبل الطیب۔ تخم سروالی ہر ایک چار چار تولے۔ کاشم پانچ تولے
سیکر باریک سفوف کر لیں اور تین ماشہ ہر روز صبح کو گاسے کے تازہ دودھ سے کھادیں۔

دیگر

غل کا و زبان۔ اکلیل الملک۔ خاکشی ہر ایک ایک تولہ۔ زیرہ و رد و دار چینی ۳ تولہ سب کو جو کب کر کے چھ ماشہ گی بوٹلی بناویں ایک سیر دودھ میں ڈالیں پکائیں جب نصف دودھ رہ جائے تو بوٹلی نکال پھینکیں اور ٹھنڈا کر کے قدرے شکر ڈال کر پیئیں۔

دیگر۔ فرخ شک۔ دانہ اللہی سفید۔ سرگی۔ زعفران۔ زہر مرہ پانچوں ہموزیں لیکر شہد میں گولیاں بنائیں روزانہ ایک گولی بقدر ڈیرٹہ ماشہ عرق کلاب ۳ تولہ سے کھائیں۔

اگر خدا نخواستہ بچہ شکر میں مرجائے تو ذیل کی دوا سے کوئی نسخہ استعمال کریں اور یہی نسخہ جات عسر و ولادت و دروزہ کو بھی یکساں مفید ہیں۔

فسخ۔ ہینگ و ماشہ۔ سداب خشک ۲ ماشہ۔ اہل ۱ تولہ سب کو جو کب کر کے ایک سیر پانی میں اٹائیں جب نصف رہے تو بھگرم پلاویں۔

دیگر۔ زراوند طیل۔ پھکان بید۔ حب النار۔ قسط بھری۔ سج۔ افنتین۔ کالی سچ۔ عصارہ سب کو ہموزیں کر بار ایک سفوف کر کے شہد میں گوندھیں اور بقدر ایک تولہ بھگرم پانی سے کھلاویں۔

دیگر پوست المناس ۲ تولے۔ پوست خشک ماشہ ایک سیر پانی میں جو شہد میں جب آدھا سوک جائے تو پھکان کر پڑا کر بقدر شہد میں ملا کر پلاویں۔

دیگر۔ گاسے کا تازہ گوہر بقدر ڈیرٹہ تولے پاؤ بھر پانی میں تھو بھر پلاویں زندہ یا مردہ بچہ بکلیف اس وقت پیدا ہوگا۔

بعد وضع حمل زچہ کی کیفیت و احتیاطیں

جس وقت لڑکا پیدا ہوا سو وقت حرج مریح زچہ کو نہیں۔ کیونکہ بعد پیدائش لڑکے کے زچہ کو خواب غلبہ کرتا ہے اور بعض سست اور قلیل الحریکت اور بد ہنر سردی محسوس ہوتی ہے اور زچہ کی طبیعت آرام چاہتی ہے اور سو جاتی ہے بچہ پیدا ہونے کے بارہ گھنٹہ تک یہ حال رہتا ہے اور کبھی کم زیادہ بھی۔ جب جاگتی ہے تو حمام نکالیں جو کہ بوقت اخراج جنین اور دروزہ کے ہوتی ہیں سب بھول جاتی ہے اور بحال خوشی گفتگو کرتی ہے اور وقت ولادت کر تیس گھنٹہ کے بعد ایک بخار ہلکا سا غرض ہوتا ہے اور دودھ پیدا ہوا تا ہے اور قدرے سرد و ریوی واقع ہوتا ہے اور تھوڑی دیر بعد پسینہ آکر بخار اتر جاتا ہے اور بعد ولادت رحم بند رچ اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے اور تولہ کے بعد خون آلودہ رقیق رطوبت نکلتی ہے۔

لے ان دراونے نام حرفتہ میں شکل معلوم ہوتے ہیں ورنہ چوبیس عام میں بچہ مستحیاب ہوتا ہے۔

حسوتفاس بولتے ہیں۔
بعد قطع رودہ ناف کے متصل شیر کے ہوتی ہے بعد ریشہ دو انگشت بطرف ناف کے چھوڑ
کر قطع کریں۔ اور شیر دینے سے پہلے بچے کو پانی میں ٹمک ڈالکر نیم گرم سے غسل دیں احتیاطاً ہے
کہ بچہ کے کان و حلق میں پانی نہ جائے پائے۔ اور بچہ کے پاخانہ و پیشاب کی جگہ کو پاک و صاف
کریں۔

زچہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیں اور مطاق شور و غوغا اُسکے نزدیک نہ ہونے دیں۔ حرکات نشاۃ
اور ہوائے سرد سے اجتناب کریں۔ اور ایک ہفتہ تک اباجی غذا کا پرہیز کرائیں۔ احوال
پانی میں جو شدید شکراور روغن زرد میں ترکیب دیئے کھلاویں (جسکو رس یعنی اچھوانی کہتے
ہیں۔ اور گرگزاج ہو تو اجوائن کے بجائے تخم ریحاں ڈالیں اور روغن زرد و شکر ملا کر ہر آہ اسکو
مغز بادام و پستہ و خرما اضافہ کریں۔

اگر حالت اول میں زچہ کو بسبب یحوم اور غوغا کے نسیخہ نہ آنے دیکھے اور اُسکی آرائش
وصفا فی میں اٹھانے بٹھانے کی اُسے تکلیف ہوگی تو علامات نوداری شیر میں خلل آجائیکا
اور سخت عوارض کا سامنا ہوگا۔

جب ایسی بے احتیاطی عمل میں آئے تو زچہ کے پستان دودہ بھر جاتا ہے اور اس سے
بخار و درد لاحق ہوتا ہے۔

علاج دائرہ یا کسی پچہ سے دودہ چسویں۔ اور اگر پچہ بھی درد نفع نہ ہو تو پانی گرم میں تیل ڈالکر
بچھا تیونہ مالش کریں۔

دوسری فصل

انسان کے سر پاؤں تک کے امراض اُنکے آسان علاج

سر سام۔ دماغ کے ورم کا نام ہے۔ اس مرض میں تب لازم ہے بے ہودہ یکناد اور پریشانی و درد
سر کا غلبہ ہوتا ہے۔ گرمی سے ہو تو بعض اوقات زبان بالکل بستہ ہو جاتی ہے اور مریض کوئی
بات نہیں کر سکتا۔ اسکو قرائط خالص کہتے ہیں۔

علاج۔ بھوئی کو درمیان سے چاک کر کے مشک کا فور ملکر سونگھاویں۔ شربت بنفشہ و بزور
سادہ عرق مکو حکر کے پلاویں۔

سر سام و موی مریض ہنستا ہے اور اُس کی آنکھوں سے پانی گرتا ہے۔ روغن گل و سرکہ ملا کر
سر پر مالش کریں۔ عتاب۔ مژہندی۔ آلو بخارا ہر ایک ۹ ماشہ پانی میں حل کر کے تربخین دو
نلے ملا کر پلاویں۔

سرکرم یعنی طبیعت سست اور بخار میں لرزہ ہوتا ہے علاج بیج باویان۔ پر سیا و شان

لہ اس کتاب میں اور کثرت امور استہ کا بیان درج نہیں کیا ہے اس واسطے امراض کے متعلق غور کھا گیا ہو۔ اگر پوری پوری
پوری واقفیت حاصل کرنا چاہیں تو علم کی دیوی دوسری جلد ملاحظہ کریں۔

گل اسطوخودوس برگ نار چاروں مساوی سفوف بناویں خوراک چھ ماشہ ۲ تولے گھصہ میں بیکند
کر کے کھلاویں۔ حاملہ مرغی کا شکم چاک کر کے سر پر باندھیں اسی وقت حواس درست ہونگے۔

سر سام سوداوی۔ علامت پیند کا نہ آنا۔ زبان کا بالکل خشک ہو جانا۔

علاج خون کبوتر گرم گرم سر پر نہیں یا رسوت ۳ ماشہ زعفران ۲ ماشہ سفیدی بیضہ مرغ میں حل کر کے
سر پر مالش کریں۔ گلاب کے عرق میں صندل سفید گھسکر گھسکا دیں۔

طلحا جو ہر قسم کے سر سام کو مفید ہے

جند بدستہ سات ماشہ۔ سبھی ۳ ماشہ۔ جو اکھار ورائی چار چار ماشہ عرق حاحا۔ منقے۔ دو نامروا چھ
بچھ ماشہ قدر سے شہاب و خبلی پیاز کے سر کے میں حل کر کے طلحا کریں۔

در دسر

اگر گرمی سے در دسر ہو تو کا ہو۔ صندل سفید۔ چھالیہ۔ گل سفید و در (گلاب کا سفید
پھول) ایون خام سر کہ اور گلاب میں کھل کر کے سر پر لگاویں اور کپڑا سر کہ میں سر کہ میں
تر کر کے اوپر ڈالیں۔ سر دیکھا در دہو تو سر پر بکثرت گرم پانی ڈالیں۔ بابونہ۔ اکیلل الملکٹ ریک
پیسکر روغن بابونہ میں حل کر کے ضماد کریں۔ عرق کھو و کا و زبان پیس۔

سفید کنیرے پنے ایک تولہ سایہ میں خشک شدہ باریک پیس کر جسطوف در دہو اسی
نقٹے میں در دنی کے برابر پھونچیں بہت چھینکیں آویٹگی اور در دنی ہو گا۔

ادرک کا مربہ دو تولہ کھائیں تو سر دیکھا در د ضرور رفع ہوتا ہے۔
وروشقیقہ (آو حاسیسی) خشکی کبوتر کی بیٹ اور رائی ہوزن لے کر کائے کے دودہ میں کھل
کر کے پیشانی پر ضماد کریں آرام ہو گا۔

دیگر کلومی بریاں۔ سوئٹھ و نشا در دہر ایک ۳ ماشہ جو کوب کر کے بھر جھریے کڑے میں پوٹلی
باندھ کر سوئٹھیں بہت سود مند ہے۔

دیگر ہالم کے تخم پانچ چھ ماشہ سر کہ میں پیسکر پیشانی پر طحا کریں خواہ پُرانا در دہو فوراً دور ہو گا۔
سکتہ اس مرض میں انسان کی حس و حرکت یک تخت باطل ہو جاتی ہے اور بشکل مردہ پڑا
رہتا ہے۔

علامہ سج کے بال مونڈ کر رائی اور جند بدستہ ہوزن لیکر انگور ہی سر کہ میں کھل کر کے گرم گرم سر
لیپ کریں اور ادر پر سر کے اندر سے کھنکھو اگر گرم رکھیں باندھے کی ٹوپی پنا کر اوپر لوہے کا قوا خوب
گرم کر کے رکھ دیں۔

نیل دوسر کی جز بقدر دوا ماشہ گھوٹ کر اور کہ کے پانی سے کھلاویں۔ بے ہوشی دور ہوگی۔
سبات (یعنی بے خبری نیند) کالی مرتج۔ نمک پتھر۔ ہلدی تینوں ہوزن پیسکر بقدر دوا ماشہ
ہر روز صبح کو کھایا کریں۔ نیند کا غلبہ دور ہو گا۔

گول مرتج سفید گھوڑ کے منہ کی جھاگ میں ایک ہفتہ بھگوئیں اور سر بہ بنا کر آنکھ میں لگا کر
سہر (بے خوابی) روغن کدو کی سر پر مالش کریں۔ تخم چنگ بقدر ایک تولہ بھینس کے دودہ چکا

پخند میں کھل کر کے پاؤں کی تلیو پر ضا د کریں۔
خشناس باج ماشہ - تخم کا ہو دو ماشہ دونوں کا شہرہ نکالیں اور شکر ملا کر پیائیں۔

صرع یعنی مرگی

بلخ یعنی ٹڈی بڑیگ سبز جو آگ کے پودے پر ہوتی ہے ملاویں اور ہوزن اس کے مرج سیاہ کھل کر کے نسوار بنا رکھیں اور نوبت کیوقت ناک میں چڑھا دیں۔

دیگم - جودوار اولہ - غار بقون ۷ ماشہ تخم خنظل ستمو نیا ہر ایک تین ہر ایک ۳ ماشہ نیچوے کے خون میں گولیاں بنا دیں ایک ماشہ کی گولی ہر روز صبح کو ہمراہ عرق کا وزبان دس نوے لکھاویں دیگم - میت ہاتھی کے پسینہ سے روئی کا کا لاکر کریں اور خشک کر کے پاس رکھیں جب مرگی کا دورہ ہو تو روئی پانی میں بھگو کر ناک میں ٹپکا دیں۔ نوبت مل جاوے گی۔

خفکان (مالیخو لیا) ناگز مرقہ - قنفل مصطلی - بالچھڑ ہر ایک دو تولہ - برہمی افیتون - کل اسطو خود دس ہر ایک ۴ تولے زعفران اولہ ہر ایک کر کے شہد میں ملا کر روزانہ ۹ ماشہ کھلایا کریں۔ دیگر - خاکشی سات ماشہ بکری کے دودھ سے روزمرہ تادو ہفتہ کھانا چاہئے۔

فالج - کچلہ باج عدد پانی یا گائے کے پیشاب میں ایک ہفتہ ترکیں بعد ازاں پوست اُس کا دور کر کے عقر فر جا دو ماشہ مصطلی رومی چار ماشہ سینبل کا گوند اولہ پانی میں بقدر کثارت دشتی گولیاں بنائیں ایک گولی ہر روز صبح کو کھلایا کریں۔

سجوں نہایت سریع الاثر - تربید سفید - سور بخان بلخ - حب الشیل ہر ایک اولہ - تخم خنظل چتر ہر ایک ۹ ماشہ بوزیدان - دیرج - عقر فر حاشیل ہر ایک ۶ ماشہ سکینچ - جاوشیر - گوگل سیاہ فریون - جذبید ستر ہر ایک دو ماشہ کوٹ چھانکر ہوزن شہد میں گولیاں بناویں خوراک ۳ ماشہ گرم پانی کیساتھ۔

عند اخذ آب یا شور بہ کبوتر کے ساتھ گیہوں کا خشک پھلکا۔

زکام و نزلہ

جو فضلات دماغ سے ناک کی راہ سے نکلے اسکو زکام اور جو حلق کی طرف سے گرے اسکو نزلہ کہتے ہیں۔ گرمی سے ہو تو پتلا اور جلا ہوا اگر تاپے سردی کی وجہ سے گاڑھا اور بے سوزش ہوتا ہے۔

عللاج - غذا ایک دودن تاغہ کریں۔ سر پر بکثرت گرم پانی ڈالوائیں۔

زکام گرم کیلئے - بادام کا مغز ۱۰ تولہ خشناس ۹ ماشہ ہر ایک پسوا کر پاؤ بھر پانی میں چھان کر شکر سفید ملائیں اور پیئیں۔

دیگر - عناب ولاتی - آلو بخارا - ہر ایک چھ دانہ شیشخت دو تولہ پانی میں ملکر پیویں۔

زکام و نزلہ سرد کیلئے - کاؤ زبان - مٹھی کی جڑ - پرسیا کشاں ہر ایک چار ماشہ ہستان ۶ دانے عناب ۵ عدد - عرق کاؤ زبان پاؤ بھر میں جو شکر کھڑا

کر کے شربت زوفاتین تو لے حل کر کے پلا دیں۔

گولیاں ہر قسم کے زکام و نزولہ کو مفید ہیں

مصر - تربہ سفید - کثیرا - رب السوس چاروں ہوزن سفوف بنا دیں اور بادام روغن میں چرب کر بقدر ۹ ماشہ رات کو سوئے وقت نیم گرم پانی کھائیں ایک ہی دودن میں آرام ہوگا۔

آشوب چشم

بگڑ چھ ماشہ کا فز تین ماشہ عرق گلاب میں گھسکر آنکھوں کے گرد لپ کریں۔ شورہ فلی نیج کے (ذیم) کے پھول ہوزن سرس کے پتوں کے پانی میں کھل کر کے آنکھوں میں لگا دیں۔ نازک برگ اعلیٰ ۳ ماشہ۔ الاچی دانہ - لونگ - اینون ایک ایک ماشہ عرق لیموں میں باریک پیسکر آنکھوں میں لگا دیں۔

رسوت - پھٹکڑی سرخ برابر وزن لیکر لڑکی والی عورت کے دودھ میں لیپ بنا کر آنکھوں میں دالیں

ر توندہ (شب کوری)

مغز تخم سرس کو پیاز کے پانی میں کھل کر کے لگایا کریں۔

چیکٹ حقہ کا لیمو کے رس میں کھل کر کے لگا دیں۔

پہیل دہی میں پیسکر لگاتا۔

سدا ب اور کشنیز کو ہوزن لیکر پانی میں پکا دیں جب گاڑھا سالاب بن جائے تو آنکھ میں پٹکایا کریں۔ بالخاصیت فائدہ ہوگا۔

پھولا اور جالا

بنولہ کا تیل کا پیر اسکے نصف وزن کھٹ دریا کھل کر کے ایک ماہ تک لگا تار آنکھوں میں لگا باکر ہر قسم کا پھولا قطعی دور ہو جاوے گا۔

ابابیل کی بیٹا شہدین پیسکر لگا دیں تو جالا دفع ہو جاتا ہے۔

سرمہ برائے جالا پھولا۔ دھند دھلکہ سرخی ہر قسم

سمندر جھاگ - پھٹکڑی بریاں - زرد چوب ہر ایک تین ماشہ سنگ بصری - موتی بے سوراخ - رتن جوت ہر ایک دو ماشہ - توتیا - پوست بیضہ شتر مرغ - میل سونے کھائے ہوئے کا ایک ایک ماشہ تین دن کھل میں ڈال کر مکو کے پانی میں پیسکر صبح و شام تار دھندلک آنکھوں میں لگائی

دیگر - آزودہ ہے گل کھند - گل جنیلی - تخم سرس - جراثیمی - مرچ سیاہ شب یانی بریاں ہوزن سر بنا کر استعمال کریں۔

سیرائے موتیا بند و دفعہ خارش ہر قسم زہری - یزبات - اشق - نوسا در ہر ایک
۶ ماشہ سافور بھیجیں - انزروت - زعفران ہر ایک ۴ ماشہ کشتہ قلعی - خربق سفید اشق ہر
۵ ماشہ ششماش کے پتوں کا پانی نکال کر ایک ہفتہ کھل کر کے سرمہ بنادیں اور صبح و شام لگا یا کریں

کان کی بیماریاں

درد کان - رانکی والی عورت کا دودھ اکیچن - تل کا تیل نصف جزئیہ نگرم کان میں ڈالیں -
دیگر - لہسن کا پانی - انگوری سرکہ ہوزن نگرم ٹپکا دیں -
سوباگہ - کندھک - رائی تینوں اورک کے پانی میں حل کر کے نگرم ڈالیں -
کرم گوش - ابلا (دھبہ) پانی میں پکا کر گرم گرم کان میں ڈالیں -
دیگر - شیرہ برگ شفا لوشیرہ پودینہ ہوزن قدر سے سفوفیا حلو کر کے نگرم استعمال کریں -
دیگر - حنظل تازہ کو آگ میں پکائیں اور اُسکا پانی چھوڑ کر ڈالیں -
قرصہ گوش (کان کا زخم) میں انزروت حلو کر کے کان میں ڈالیں - زنگار کو سفوف بنا کر بکری کے
دودھ میں ملا کر ڈالیں -
بہرہ پن - جند بدسترو غن بادام تلخ میں گھسکر کان میں ڈالیں -
دیگر - نازک برگ آک - اجوان خراسانی - تخم پیاز - کندر - زعفران سب کو برابر وزن لیکر لٹا
کے پیشاب میں کھل کر کے کان میں ڈالیں -

نکسیر کا علاج

پھکڑی خام مار یک پیسکر ناک میں پھونکیں سیونت نکسیر بند ہو جاتی ہے -
دیگر - گدھے کی لینڈ چھوڑ کر ناک میں ٹپکا دیں -
دیگر - پشم شتر جلا کر ناک میں پھونکیں فوراً بند ہو -
دیگر - پوست ڈھاک پوست کچنار - پوست بھضہ مرغ تینوں کی خاکستر بنا کر سنواریں -

قلع و سوزش زبان

منہ میں چھالے یا زبان میں سوزش پیدا ہو تو برگ چنبیلی پوست درخت کنار کی پانی میں ابالکر
اُس پانی سے لگی کریں -
دیگر - طباشیر کتہ سفید مغز کنول گٹھ بہون پیسکر قدر سے کا فور ملا دیں اور زبان پر چھڑائیں -
دیگر - مازو - گلنار دونوں برابر وزن لیکر سرکہ میں حلو کر کے لگی کریں -
دیگر - تخم کل سرخ - طباشیر نشاستہ - سور کا چھلکا - گل سیوتی - کباب چینی زہر ہر ہر چھوڑاں
سب کو سفوف کر کے چھڑائیں بچے اور جوان ہر ایک کیلئے مفید ہے -

درودات

کافور اور کلاب و سرکہ ملا کر کٹی کریں۔
 کر بخورہ جلا کر انکھ اس کی نمک میں ملا کر ملیں۔ عقر تر حاء کافور بموزن پیکر ملیں۔ سنبل ہندی
 ایک ماشہ نکل ازمنی۔ بزرالینج۔ زرد چوب (ہلدی) چھالیہ سوختہ کچھ سفید مصطکی رومی۔
 دم الاخویں ہر ایک پانچ ماشہ۔ نیلہ ٹھوٹھا۔ پھسکڑی بریاں۔ صندل سرخ و سفید۔ خرمدہ
 سوختہ۔ مٹھا تیلیا۔ مغز کر بخورہ ہر ایک آٹھ ماشہ منجن نیا کر استعمال کریں۔

خناق

مغز فلوس خیار شہر کو دودھ گائے میں گھول کر غرغہ کریں۔
 رائی پیکر نگے میں لگا دیں تاکہ مواد اندر سے کھینچ لائے۔
 برگ چقندر کا سفوف کر کے رب شہوت میں چٹنی بنا کر چائیں۔
 بیول کے پتے۔ نشا و رعاب اسپنول میں حل کر کے غرغہ کریں۔
 گلنار فارسی ۹ ماشہ۔ مازو سبز تین ماشہ۔ چھال گوندی دو تولہ۔ کشیز خشک نو ماشہ۔ برگ کو
 ۱۰ ماشہ چھال کچال ۲ تولہ سبکو جو کو ب کر کے پانی میں جوش میں نیچے اوتار کر گل ازمنی و گتھ سفید
 چھ ماشہ ملا کر غرغہ کریں

خنازیر (کھٹھ ملا)

برٹکی جڑ کا پوست سفوف کر کے بقدر ۹ ماشہ ایک تولہ شہد میں چٹنی بنا کر چائیں تا دو ہفتہ۔
 دیگر۔ اونٹ کی ہڈی جلا کر سرکہ میں حل کر کے ضما و کیا کریں۔
 دیگر۔ سرس کے بیج ہر ایک سفوف کر کے دو گئے شہد میں ملا کر کسی چینی یا سیسہ کے باسن
 میں ڈال کر دس دن دھوپ میں رکھ کر ایک تولہ روزانہ کھایا کریں نہایت مجرب ہے۔

کھانسی

خشک کھانسی کیلئے ۱۔ سوڑیاں ۴۰ عدد۔ بلہی کی جڑ ۲ تولہ غاب۔ تخم خیا زہی۔ تخم خلی ہر ایک
 ایک تولہ۔ پوست خشخاش ۴ تولے ۳ تولہ شکر ۲ تولہ ہیدانہ کے لعاب میں گولیاں بنائیں۔
 دیگر۔ ہر قسم کی کھانسی کو سفید۔ جدوار۔ کاکڑا سینگ۔ چراغہ کے پھول۔ پپل ہر ایک ۲ تولہ
 جاوتری۔ جوزبویہ۔ خوبان۔ رب السوس۔ ربوند چینی۔ دارچینی۔ ایک ایک تولہ زعفران۔
 انہوں پر دو چھ ماشہ شہد میں گولیاں بنائیں خوراک بقدر ایک ماشہ
 دیگر۔ محل پستہ۔ پوست بلبلہ زرد مساوی الوزن اور ک کے عرق میں گولیاں بنا کر استعمال
 کریں۔

دم کشتی (ضیق النفس)

ساگر بریاں ایک تولہ شہد میں تولہ حل کر کے ۹ ماشہ کھادیں۔
 پھول اک کا دو حصہ پپل ایک حصہ نمک لاہوری نصف حصہ پیکر خشکی بیر کے برابر گولیاں

بناویں ایک گولی ہر روز ماہ شتر کے دودھ سے کھائیں۔
پیتے و پھل درخت گولر کے جوشد یک صاف کر کے شکر ڈال کر قوام بنا دیں اور گل گاؤز زبان - گوند
بیول ہموزی سفوف کر کے چٹنی بنا کر ایک ایک تولہ صبح و شام کھاویں۔

ذات الجنب (در وہیلی) نمونیا

از بڈکی جوا کا پوست ۴ تولہ - سونٹھ ۶ ماشہ قند سیاہ دس سالہ ۳ تولہ ۳۰ تولے پانی میں پکائیں جب
نصف رہ جائے تو چھانکر نیگرم بنیں۔

آک کی جڑ سولف کے عرق میں گھسکر نیگرم صفا کریں۔
سفوف ختم کر بخورہ - لونگ ٹوپی والی مسادی وزن سرکہ میں پیسکر نیگرم طلا کریں - سفید سوم کود و غن
غل میں پگھلا کر کے درد کی جگہ پر ملیں اور اوپر اُسکے پڑانہ روئی گرم کرم کے باندھیں۔

در و معدہ

جھاؤ کی پتی اور نک پانی میں جوشد یک بوتل میں ڈال کر ٹکور کریں۔
سرکہ انجوری عرق کلاب میں ڈال کر پیس فوراً آرام ہو۔
روغن زرد اور پانی ملا کر گرم کر کے پیٹ پر مالش کریں۔

گولیاں خوش ذائقہ و ہاضم طعام اور در و معدہ کو مفید

چمڑا - سونٹھ - بودینہ - پوست ہلیہ زرد - کالی مرچ - اجوان دیسی - انار دانہ ترش ہر ایک پانچ
تولے تک ملی - نمک سو پخو - بادیان - دانہ الماچی خرد - نوشادر ہر ایک دو تولے ہیننگ بریاں
ایک تولہ سیکوئیو کے رس میں کھل کر کے بقدر دود و ماشہ کے گولیاں بناویں۔

ہیضہ (کالرا)

پیتہ در بانی ناریل کے پانی میں گھسکر پلاویں۔
بودینہ نیم کے بھول ہوزن بیاز کے رس میں پیسکر بقدر خیل بیر کے گولی بنا کر عرق سولف سے کھائیں
زیرہ گل مدار آکا ایک تولہ - اورک ڈیرٹہ تولہ سیاہ مرج ۱۰ ماشہ اورک کے پانی میں کھل
کر کے بقدر خود گولیاں بناویں ایک گولی عرق بودینہ سے دیں اُمیوقت آرام

یرقان

پوست بیخ مکوہر و زچہ ماشہ سفوف کر کے شربت دینار چار تولے میں چٹنی بنا کر کھائیں۔
چونہ بقدر دود و ماشہ کیلے کے رس میں ایک پھر کھل کر کے کھائیں۔
لیو کا عرق آنکھ میں لگا با کریں۔

استسقا

ختم بیتھی - پخال جنگلی کبوتر - حلیک البطم - پرانی چربی بڑ چار و نکو یکذات کر کے پیٹ پر صفا کریں۔

گندک آملہ سار-گوگل۔ اشق تینوں ہوزن سرکہ میں کھل کر کے بقدر دانہ خود گولیاں بناویں ایک گولی صبح ایک شام کوشربت افستین چھ تو لے کے ساتھ کھائیں۔

ورم طحال

ایر سا۔ ریوند چینی۔ پھول کثیر سفید ہر ایک دو تولہ۔ انجیر و لائی نہ تولہ نوشادر ایک تولہ سرکہ انگوری میں کھل کر کے دو دوا شدہ کی گولی بناویں۔ ایک گولی روزمرہ شربت سبچین سادہ کے ساتھ دیا کریں۔

پیشہ قسم

مولی کے تخم بھونکر سفوف بناویں اور نصف تولہ لے کر ہوزن شہد میں ملا کر کھاویں۔
دیگر۔ گل ارسنی۔ دم الاخوین۔ کمر با۔ طباشیر۔ کیترا۔ نشاستہ۔ تخم کنوچہ ہر ایک سادی وزن سفوف بنا کر بقدر ۴ ماشہ خشک ٹپے پانی سے کھائیں۔
دیگر۔ افیون جند بدستر۔ اجوائن خراسانی۔ زعفران ہر ایک ایک تولہ باریک سفوف صندل کے تیل میں چرب کر کے بقدر ایک ماشہ ایک دن دو دفعہ پانی سے کھائیں ہر قسم کے اسہال بھی شرطیہ بند ہونگے درد و چپش کو فوراً آرام ہوگا۔

لواسیر

برائے بواسیر بادی۔ پوست بلیہ زرد۔ پوست بلیہ و آملہ ہر ایک چار تولہ۔ کچور۔ گوگل بھینسیا۔ پچ گول سفید۔ پپل ہر ایک پانچ تو لے۔ جوا کھار۔ انار دانہ ترش۔ مغز تخم شب (نیم) ہر ایک تین تولہ۔ کوٹ چھانکر۔ بادام۔ روغن شیریں میں چرب کر کے بقدر، ماشہ علی الصباح کو مولی کے چھ تو لے پانی سے کھاویں۔

لواسیر خونی کیلئے۔ ابریشم خام کترا ہوا۔ مغز تخم بھان۔ دم الاخوین۔ خض ہندی۔ کمر با۔ ہر ایک دو تولہ کا غد سوختہ۔ برگ بھنگ۔ سرہ سیہا ہر ایک چھ ماشہ سب کو سفوف کر کے مولی کے پانی میں تین تین ماشہ کی گولیاں بنا کر ایک صبح ایک شام کھائے کے دو دہے کھائیں۔
دیگر۔ مغز تخم کرنبوہ ایک تولہ شکر ہوزن میں ملا کر پانی سرد سے دس یوم تک کھاویں۔
دیگر۔ برگ سبز آم پیکر چینی میں ملا کر ہر صبح بغیر پانی کے کھاویں۔
دیگر۔ تخم ریحاں بریاں و نیم خام یک کف دست نہار منہ کھاویں۔ خونی کو از حد مفید ہے۔
دیگر۔ برگ جامن دو عدد۔ پوست انار پختہ تین ماشہ میج سیاہ چھ عدد سفوف کر کے پانی کے ساتھ کھاویں۔

درد گردہ

مغز بادام۔ مغز ناریل۔ مغز فندق۔ مغز پستہ۔ قند سفید پتلا سا حلو بنا کر کھاویں۔
دیگر۔ مغز کرنبوہ ایک ماشہ دو ماشہ شہد میں ملا کر کھاویں تا ایک ہفتہ

باونہ۔ اسی کیج سبوس گندم پوست خشک اس روغن کچھ میں بجا کر جائے در و پر نیگرم ضاد کریں

ذیابیطس

اس بیماری میں پیشاب بار بار آتا ہے اور پانی پیا ہوا اجنبی خارج ہو جاتا ہے۔
علاج۔ غذا کا سب سے بڑھکر مقدم پرہیز کرنا چاہئے۔ آلو۔ مولیٰ۔ گاجر۔ شلغم وغیرہ جو چیزیں ز
سے گڑھی ہوتی نکلتی ہیں اس مرض کو ممنوع ہیں۔
محب نسیم بیج بندہ خستہ جامن۔ سمندر سوکھ ہرسم ہوزن لیکر سفوف بناویں اور ٹھنڈے پانی
سے کھائیں۔

دیگر۔ مونی بے سوراخ۔ کیترا۔ شاخ بارہ سینگا سوختہ ہر ایک تین ماشہ۔ مغز تخم پیٹھ۔ گل کچھ
ست گلو۔ گوند بول ہر ایک ایک تولہ سفوف بنا کر بقدر ۴ ماشہ شربت انار ترش سے کھائیں۔
اسی قدر امراض کا بیان لکھ کر اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اور مرد و عورت کے مختلف امراض کو قلم انداز
کرتے ہیں۔

علم کی دیوی جلد دوم میں ہر ایک مرض کو اور ہی ڈھنگ میں لکھا گیا ہے۔ جو ہستریوں کے
لئے بھی مطالعہ کرنے میں خلافت تہذیب نہیں ہے اور کوئی بیماری نظر انداز نہیں کی۔
مفصل ہستہار ہذا کا صفحہ ہذا کے انجام میں مطالعہ کریں۔

تیسرا باب

تیسری فصل

اولاد کی تربیت حفاظت و تعلیم کے قاعدے

ماتائیں ہی بچوں کی تمام زندگی مبارک اور کامیاب بناتی ہیں۔ وہی ان کو پاکیزگی صفائی اور امانت
سبق دیتی ہیں۔ کیونکہ بچپن میں اولاد کے صافی دل پر رنگ و کدورت اور کسی قسم کی بناوٹ کا نام
بھی نہیں ہوتا۔ اور جس قسم کی اُسے تعلیم ملتی ہے وہی اُسکی جلی عادت بن جاتی ہے۔
بعض کم سمجھ عورتیں جب کوئی شرارت بچہ کو کرتے ہوئے دیکھتی ہیں تو منہ دوسرے طرف کر لیتی
ہیں یا مسکرا پڑتی ہیں بچہ سمجھ لیتا ہے کہ ماں بھی مسخری ہے۔
اکثر بچہ نکو ایسا کہتے سنا ہے کہ چلو آج اسوقت اماں خوش ہے۔ آج تو خوب شرارت چھائیں
ٹھانی اُڑائیں۔ شور کریں وہ بچہ نہ کہیگی۔ دوسرے دن وہی لڑکے جب والدہ کو ذرا چین
بجیں دیکھتے ہیں تو پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔

بعض مائیں بچے کو کسی بات سے ڈانتی ہیں اور وہ حکم عدولی کرتا یا کوئی جھٹ پیش کرتا ہے تو ہنسی میں ٹال دیتی ہیں۔ ایسے احکام سے بچوں کا والدین پر عمت سباز نہیں رہتا۔ ماں باپ کو چاہئے۔ کہ جو بات منہ سے کہیں وہ بوری کر اسکے چھوڑیں۔

زیادہ پیار کر نیوالی مائیں اپنے ننھے بچوں کی ہر ایک بات پسند کر لیتی ہیں وہ کوئی نقصان کر دیتے ہیں تو وہ بھی لاڈ سے چشم پوشی کر دیتی ہیں۔ بعض بعض معمولی عادتیں بچوں میں شرارت اور فساد کا مادہ بھر دیتی ہیں۔ اکثر ایسے لاڈلے بچے کہیں کسی کو چھڑاتے ہیں کبھی کسی کو تنگ کرتے ہیں مگر مائیں اُن کو ذرا بھی تنبیہ نہیں کرتیں۔

جب کوئی بچہ شرارت یا دل لگی کی خاطر کسی بچہ کو مارنے لگے بلکتے پتی یا ایسے ہی زبردست جانور کو ڈکھ دینے لگے یا دایہ یا نوکر کو تنگ کرنے لگے تو اُسکو خوب کان کھینچے چاہئیں اور اُسکو سمجھائیں کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرے تو تم کو کیسا بُرا گذرے گا ایسے ہی تم ہر ایک کی جان کا خیال کیا کرو بلکہ جس طرح بُری عادات سے بھاڑا جائے ویسی ہی اُسے نیک افعال کی تعریف کرنا چاہئے مثلاً اگر بچے کسی مریض کے در کو محسوس کیا ہے۔ یا کسی بھوکے غریب کو دیکھ کر اُس کو کچھ دینے پر اُس کا دل پیسا ہے یا اُسے اور کوئی خدمت کا کام کیا ہے تو اسکو شاباش دینا چاہئے۔ کہ اہاں برخوردار یہ نہایت سعادت مند بچا کام کیا ہے۔ اس سے تم ہمیشہ خرم و شاد رہو گے ایشور تم کو ہر امر میں مدد دے گا۔

بعض چھوٹے بچے جنہیں اماں زیادہ پیار کرتی ہے بڑے لڑکوں کی کتابیں اور کھلونے وغیرہ بھاڑنے اور توڑنے لگتے ہیں اور جب وہ بڑا لڑکا اُسکی ایسی حرکت سے ناراض ہوتا ہے تو بھڑنے کی ماں اُسکی حمایت کرتی ہے۔ ایسی ناز برداری سے دوسرے بچے اُس سے حسد کرنے لگتے ہیں اور وہ دن بدن زیادہ شریار اور بھول ہونے لگتا ہے اور گھر میں ہمیشہ لڑکوں میں جوتی پیدا ہو اور فساد مچا رہتا ہے۔

اول عمر میں جنگی تربیت درست نہیں ہوتی وہ تمام عمر شریر۔ بد زبان۔ گستاخ اور بد اخلاق رہتے ہیں۔ بچپانی مثل ہے کہ پوٹرو لکے بگڑے کہیں نہیں سنو رتے بعض مائیں جب بچے کو سزا دینے پر آتی ہیں تو خود بھی آپے سے باہر ہو کر جو بات میں آنا کر لے مارتی ہیں اور غصہ سے جمل بھینکر لگا تار ایک دم کوٹتی ہی جاتی ہیں۔ یہ نہایت نقصان دہ حرکت ہے حقیقت میں بچے کی شرارت کو دور کرنا ایک مرض کا علاج کرنا ہے۔ اور حکیم مریض کا علاج کرنا تو بے خود نہیں ہوا کرتا۔

سزا بھی بچہ کی اخلاقی مرض کی دوا ہے۔ اور اگر سخت غصہ سے سزا دی جاوے تو معلوم ہو گا کہ ماں باپ اپنا کوئی کینہ نکال رہے ہیں

بچہ کو اندھیرے کمرہ میں بند کر کے ڈرانا اُسکو سخت بزدل اور کوہر بنانا ہے بلکہ اُنکے دل سے اندھیرے نکالتا کا خوف دور کرنا چاہئے نہ کہ اُن کو دھکی دینا کہ تم بڑے شریر ہو اسواٹے مکر کا لکھڑ مائیں بند کرنے تاکہ نکو جن بھوت کھا جائے۔

بچے میں جھوٹ بولنے کی عادت نہ پڑنے دینا چاہئے۔ جب اُس سے غفلت یا نادانی میں کوئی

قصور ہو جائے تو صاف کر دینا چاہئے۔ اگر اُس کو خوف سے دھمکا کر ڈرایا جائے تو وہ مجبوراً جھوٹ بولنا سیکھ جائے گا۔ اور اس میں بزدلی، کینہ پن، بد اخلاقی اور چالاکائی بھرتی ہونے لگیگی۔ اور وہ جھوٹ اور رکاری سے اُسے بچنے کی ترکیبیں سوچا کر یگا۔ مثلاً اپنے بچے کو ایک دفعہ کہد یا کہ خبر دار ایسا کام کبھی نہ کرنا۔ اگر آئندہ کبھی ایسا فعل تم سے سرزد ہوگا تو ایسی مار پڑیگی کہ تمام عمر یاد کرو گے۔ اب وہ بچہ ہمیشہ اسی کوشش میں رہیگا کہ اُسکا ایسا کوئی فعل تم پر ظاہر ہی نہ ہونے پائے۔ اس طرح وہ آہستہ آہستہ دغا باز بن جاتا ہے اور اپنی تمام زندگی بگاڑ لیتا ہے۔

بعض والدہ جو چند حرف بیڑھی لکھی ہوتی ہے یا اُسکے لیکچرار باپ بچہ کو لیکچر دیکر سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اُنکی سراسر بھول ہوتی ہے بھلا چھوٹے بچے کی طویل طویل تقریر دیکھ کر غور سے سنتے ہیں۔ جب تم بچہ کو لیکچر سناؤ گے اُن کا خیال کسی کوٹے یا چوڑیا کیوڑ کی طرف لگا ہو گا اور وہ آپ کی مدلل تقریر کو محض بکواس سمجھ گا۔ لیکن اگر آپ اُسکو واقعی اچھی عادات سکھانا چاہیں تو وہ تقریر بازی کے بغیر ہی اپنے عمل سے سمجھا سکتے ہیں۔ تم خود بھی بچہ کے روبرو کسی قسم کا جھوٹا وعدہ نہ کرو کسی سے بدخلق نہ برتاؤ کرو۔ کوئی بد تیزی اور رکاری کا کام نہ کرو۔ خود بخود بچہ بھی شریف اوصاف حاصل کریگا۔

دنیا میں کسی شخص کو گناہ کرنے کی تعلیم نچول نہ ملتی اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کو گناہ سے محبت ہوتی ہے۔ بلکہ تمام جسدِ گناہ کے کام کرتے ہیں وہ کمزوری کیوجہ سے ایسا فعل کر گزرتے ہیں کوئی شیطان کا حملہ کوئی بدعات کی غلامی سے منسوب کرتا ہے اور حقیقت میں برائی سے کیسکو محبت نہیں ہوتی۔ عادت سے بدی کے اعمال سرزد ہوا کرتے ہیں۔ جب تم ابتدا سے اُنکی عادتیں نیک بنا لو گے تو وہ کبھی بُرے کاموں کا خیال بھی نہ کریں گے۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ بچہ کو کبھی بیکار نہیں رکھنا چاہئے۔ یہ بات واقعی سچ ہے کہ بیکار شخص دیکھے دلیں شیطان فوراً اپنا کارخانہ کھول لیتا ہے۔ اُنکو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھو۔

بات بات میں روٹنے کی عادت بھی بچوں میں ایک بہت بڑا عیب پیدا کر دیتی ہے اور بچہ ناراض ہوا اور خوشامد سے اُسے منانے پھرے۔ ان باتوں سے وہ شوح اور خود مسر بھی ہو جاتا ہے۔ اسلئے اگر کوئی بچہ ذرا سی بات پر بچنے لگے تو اُسکو اپنے آپ سے رہنا دینا چاہئے۔ یعنی وہ روٹھ گیا ہے تو دیگر بچے سے پیار کرو اُن کو کھلاؤ اور اُسے دل ہی دلیں کرنا ہے دو۔ ایسے وقت میں اُسکو بھی سنا کر دوسروں کو لڑکوں سے کہو کہ دیکھو وہ اپنے پیوہ پن کی سزا پا رہا ہے۔ لیکن اگر محمد ارچہ بیٹے کوئی سات آٹھ برس کا لڑکا کسی لباس یا اور چیز کیلئے ضد کر کے یا دوسروں کو ایسی شے لئے ہوئے دیکھ کر روٹھ جائے تو اُس کو پیار سے ضرور منانا چاہئے۔ کیونکہ اُسکے دل میں یہ خیال نہ پیدا ہونے پادے کہ والدین بالکل ہی میری عزت اور دلدار کی پر واہ ہی نہیں کرتے۔ اس طرح اُس کی خود داری کو صدرہ لگینا کا احتمال ہے۔ پیار اور بچوں کی دلداری کیساتھ ساتھ اُن کو تادیب اور بزرگوں کی عزت کا بھی سبق دینا چاہئے۔

بچہ کو کمائیاں ملنے کا بڑا شوق ہوتا ہے اسلئے مائتاؤں کو لازم ہے کہ اُسکے اس شوق سے

فائدہ اٹھا کر کما بیٹھے ذریعہ ہی اُن کو ہر قسم کی اخلاق و آداب کی تعلیم دیا کریں۔ اُن کو ایسی کمانیاں سناؤ جن سے ایسے دلیں انصاف پرستی نیکی اور سچائی کی بنیاد پڑے۔ وہ اخلاق اور فرائض پر نونہیں۔

تربیت اولاد میں ماؤں کی مثال ایک باغبان کی سی ہے جس طرح وہ اپنے فوٹالان چمن کی پرورش اور حفاظت میں بہت سے جتن کرتا ہے زمین کو گرتا ہے اُس کو برابر کرتا ہے پودوں کو قابل بناتا ہے۔ اسیں کھاؤ والیاں اور سینچتا ہے تب کہیں جا کر وہ جڑ پکڑتا ہے اور جب ذرا بڑھتا اور بڑا ہوتا ہے تو اُسکی راست قاسمی کا خیال رکھتا ہے اُسکی زائد شاخیں چھانٹتا اُسکو تراش کر اُسکی خوب صورت بناتا ہے اور پھر ایک وہ دن آتا ہے کہ یہ پودا نام خدا ایک تناور درخت بنتا ہے آئندہ کو بھلا لگتا پھل پھول دیتا اور رابگیر و نکو اپنے ساتھ میں آرام دیتا ہے۔ اسی طرح ایک ماں کو اپنے بچے کی پرورش میں یہ سب مراحل طے کرنا پڑتے ہیں وہ اس کے نازک جسم کی غور و پرواہ کرتی ہے اوقات معینہ پر غذا اور ورزش سے اُسکو نو اور مضبوطی کا خیال رکھتی ہے آفات جسمانی سے اُسکی نگہداشت کرتی ہے۔ اُس کے قواعد عقلی و اخلاقی کی حفاظت کرتی اور اُنکی وسعت اور استقامت و تہذیب کا خیال رکھتی ہے لیکن اگر یہ تمام باتیں اُس کے قبضہ اقتدار میں نہ ہوں اور وہ ان فرائض سے لاپرواہ رہے تو اُسکی اولاد نہایت بے نصیب اور جاہل رہتی ہے۔

اگر بایں غور کریں تو اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ ابھی بچہ پینے کا بھی نہیں ہونے پاتا کہ اس تمام سمجھ بوجھ کی علامتیں اور افعال ارادی ظاہر ہونے لگتے ہیں وہ ناراض بھی ہوتا ہے اور خوش بھی غصے کی وقت روتا اور خوشی کی وقت ہنستا ہے لہذا یہی وقت ہے جبکہ ماں اپنی حکمت سے کام لے اپنے خیالات اُس کے لوح دل پر نقش کر دے اپنی محبت کا بیج اس کے دل کی زمین میں بوسے۔

اُس کے کھانے پینے۔ سونے جاگنے۔ نہانے دھونے اور کپڑے تبدیل کر کے کی وقت مقرر کرے تاکہ اُسی ترتیب کے ساتھ اس کی عادتیں پختہ ہوں رفتہ رفتہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے برائی باتوں تک اصول تربیت کو بلند کرتی جائے۔

تربیت اولاد میں اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے کہ ماں اپنے بچے سے سچے وعدے کیا کرے۔ ورنہ اگر وہ جھوٹ بولی اور اُسے اپنے وعدے پورے نہ کرے تو وہ خود اُس کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتی اور دروغ گو اُس کے خیمہ میں گوندہ رہی ہے۔

بچے کو ایک ہی وقت بہت سے کام کرنا حکم نہ دینا چاہئے کیونکہ ایک ہی دفعہ چند باتیں پور کرانے کا حکم دینا بچے کو سرخو و مبہوت بنا دیتا ہے وہ بچار اسٹش و بیخ میں پڑ جاتا ہے کہ اب کونسا کام کرے اور کونسا کرے اسی سوچ بچار میں اس کے فکری سے دماغ پر بوجھ ساموس ہوتا ہے اور اسکو اس سنگٹش سے بچنے کیلئے جلد جونی پر آمادہ کرتا ہے اور دیکھو سو فائدہ دیکھتا رہتا ہے کہ ماں ذرا غافل ہو اور وہ اپنے بھولیوں کے ساتھ کھیلے کھوئے کیلئے بھاگ جائے۔ علماء اخلاق کا قول ہے کہ چھوٹے بچوں کی تہذیب و تربیت میں جو چیز سب سے زیادہ قابلِ ملاحظہ ہے وہ سچ ہے جو شخص ایک مرتبہ بھی اپنے بچے سے جھوٹ بولتا ہے وہ اس کو جھوٹ کی

تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ جھوٹا اور مکار بنا تا پسند کرتا ہے۔
 بچوں کو شروع سے روپیہ پیسہ کی قدر بھی سکھانا چاہئے۔ کیونکہ روپیہ ایسی شے ہے جو
 بغیر دنیا میں انسانوں کو صد ہا دکھ درد و سرخ و الم لاحق ہوتے ہیں۔ اور جو بہت ہی مشقت اور
 محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ امیروں اور راجاؤں کے عیاش بچے اسیدو جہ سے بگڑ جاتے ہیں کہ
 وہ بچپن میں ماں باپ کے لاڈ پیار سے روپیے کو تھوک کے برابر سمجھتے ہیں اور جوانی میں جب
 ہر طرح سے خستیا رات بجاتے ہیں تو لاکھوں روپیہ مہینوں اور سالوں میں تباہ کر کے تمام عمر
 دست ناسف ملتے پھرتے ہیں۔

بچہ نکو بالکل سادہ لباس پہنانا چاہئے اور ہر وقت سادگی میں زندگی بسر کرنے کا سبق
 دینا چاہئے۔ ان کو دوڑنے اور اچھلنے کو دینے کے ساتھ محنت کش ہونے کی تعلیم دینا
 لازمی ہے نہ کہ ہر وقت بستروں پر ہی لیٹتے رہیں۔

بچے کو شروع ہی اپنے ہاتھ سے اپنا کام کرنے اور ہر ایک چیز سلیقہ سے رکھنے کی عادت
 ڈالنا چاہئے اُس کو سمجھاؤ۔ کہ اپنے ہاتھ سے اپنا بسترہ کر لینا یا اپنا ٹوٹ آپ اتارنا یا پنٹا امیر کی
 شان میں حرف نہیں آنے دیتا۔ اُن کو سلیقہ رکھنے کی نمائش کیا کرو ہر ایک چیز با ترتیب
 اور صاف ستھری رکھو لباس کیلئے الگ جگہ ہونی چاہئے کتائیں اور دیگر چیزیں اور جگہ بنی
 ہوں اور ہر شے اپنی جگہ پر ہونی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ باہر سے کھیل کود کر آئے اور ٹوٹ کتیاں
 اتار پھینکا ٹوٹی میز پر دے ماری۔ کوٹ اتار کر کرسی پر پھینک دیا اور کتا بونکی میز پر لیٹ کر بٹ
 کھانے لگ گئے۔ اُن کو سلیقہ پر چلنے کے اوصاف سمجھاؤ کہ ایک تو ہر چیز ہٹکانے میں کھنوسے
 مکان کی خوبصورتی و بالا ہونی ہے۔ لباس اور سب چیزیں پاک و صاف رکھنے سے دُگنی چلتی
 ہے لوگوں کی نظر میں عزت بڑھتی ہے جو کوئی تمہارے کمرے میں آئے گا صفائی دیکھ کر تعریف
 کرے گا اگر لباس بے ترتیب پڑا ہو کتائیں گڈ بڑھوں سر کے بال بکھرے ہوں پاؤں پر پی
 پڑی ہوگی تو ہر کوئی نفرت کی نگاہ سے دیکھینگا اور تمام لوگوں کے دل سے یک لخت تمہاری محبت
 اُٹھنے لگیگی۔ اسلئے جو کام کرو ایسی صفائی اور ترتیب سے سرانجام کرو کہ ہر کوئی دیکھ کر تعریف
 عرض کرنے لگے۔ خواہ تم اپنا کام کرو یا کسی کا فراموشی ہو پورے غور اور دلجوئی سے کرو۔ بیکار
 کام سمجھ کر اندھا دھند مت کرو۔

بچوں کو یاد کرو دینا چاہئے کہ بہت سے کام ایک ہی وقت میں نہیں مکمل ہو سکتے اور جو لوگ
 حد سے زیادہ پھرتے سے کام لیتے ہیں اور تمام ضروریات فوراً سے پہلے مہیہ کر لینا ٹھان لیتے
 ہیں وہ کوئی کام پورا نہیں کر سکتے۔ اس واسطے انسان کو لازم ہے کہ جو کام کرے۔ پورے
 اور سلیقہ سے کرے اور جب ایک شے کو تکمیل پر پہنچائے اس وقت دوسری طرف توجہ کر

بچوں کی زندگی ہر پہلو سے سنوارنے کا طریقہ

جس طرح لائق باغبان ہر پہلو سے باغ کو قابل قدر بناتا دھیان رکھتا ہے ویسے ہی عقلمند

مارنا یا سزا دینا سخت جرم ہے بلکہ اُنکے قصور کرنے پر بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔
 اگر ہم ہندوستان میں خواہ جس شہر میں جائیں کسی کتے کو دکھا کر ایک اینٹ یا پتھر کا ٹکڑا
 اٹھائے لیں تو وہ اُسی وقت بھاگ جائیگا۔ لیکن اگر ہم جاپان جا کر کسی کتے کو مارنے کے لئے
 پتھر اٹھائیں تو وہ مطلق نہیں بھاگتا اور لا پرواہ ہو کر وہیں کھڑا رہیگا۔ سبب کیا ہے کہ جاپان
 میں کبھی کتے کی طرف پتھر نہیں پھینکا گیا اور یہی وجہ ہے کہ وہاں کتے یہ نہیں سمجھتا کہ پتھر کیوں اٹھایا
 جاتا ہے۔ حیوانوں کے ساتھ نرمی اور پیار سے پیش آنا اور اُن کی پرورش کا خیال رکھنا اہل
 جاپان کی طبیعتوں کا خاصہ ہے اور اسی لئے وہ اپنے ہم جنسوں کے بھی نہایت الفت و شفقت
 سے پیش آتے ہیں اور ہر طرح باہم دلداری اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے
 کہ آبادی کے لحاظ سے ہر سال اور ملکوں کی نسبت جاپان میں جرائم بہت کم سمزدہوتے ہیں۔
 ملک ہندوستان میں بھی حیوانات کے ساتھ اور ملکوں کی نسبت بڑا اچھا سلوک کیا جاتا
 ہے۔ مثلاً انگلستان میں تقریباً دو کڑو کی آبادی ہے اور ہندوستان میں تقریباً تین کڑو
 کی آبادی ہے لیکن ہندوستان میں انگلستان کی نسبت ہر سال صرف چوتھائی جرم وقوع میں آتی
 ہیں اس حساب ہندوستان کی نسبت انگلستان کے جرائم کی تعداد ساٹھ گنی ہوئی اور امریکہ کے
 اختلاف متحدہ ہیں ان کی تعداد اور یہی زیادہ ہے۔ فی الواقع یہ امور نہایت ہی ضروری اور غور
 طلب ہیں ہمیں لازم ہے کہ ان کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کریں اور مناسب طور پر ان کی قدر کریں
 ہم پر فرض ہے کہ شروع ہی سے ہر فرد بطور کے دل و دماغ میں رحمہلی اور انسانیت
 کے خیالات پیدا کریں دیکھو بعض مائیں شروع ہی سے اور نادانستہ طور پر اپنے بچوں کو لا پرواہی
 سکھاتی ہیں جس کا نتیجہ آخر میں یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی اور چھوٹے بچے کے ساتھ کھیلے ہوئے پیش
 آتی ہے تو وہ بچہ اس اپنے کھیل کے ساتھ سے بھی ویسا ہی سلوک کرتا ہے پھر بڑا ہو کر وہ
 اپنے برابر والوں اور بڑوں کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آتا ہے اور اسی انتقام لینے کی عادت
 مستحکم ہو جاتی ہے۔

یہ تو لا پرواہ اور خود غرضی ماں کا بیان ہوا اب ہم ذرا اُس ماں کا ذکر کرتے ہیں جو ہمیشہ
 ہر ایک بات کا خیال رکھتی ہے اور اپنے بچے کی اثر پذیر لوح و دل پر شروع ہی سے نیک خیالات
 منتقل کرنا چاہتی ہے کیونکہ وہ تربیت پذیری کے قانون سے واقف ہے اور اس بات کو
 بخوبی جانتی ہے کہ شروع سے بچہ کی طبیعت کو جدوجہد میں ڈالنے سے بچہ بڑا ہو کر
 حسب دلخواہ اس کی تربیت کر سکتے ہیں۔ فرض کر دیجئے کہ کسی سے ٹھوکر کھاکر گر پڑتا ہے ماں پہلو
 جہاں بچہ کو چوٹ لگی تھی اُس پر ہاتھ پھرتی پھونک مارتی ہے پھر بچے کو پچھارتی ہے تاکہ اُس کا
 غصہ اور ڈر جاتا رہے۔ اُسے اُس پر غصہ ہے اور پھر یہ کہتی ہے ”دیکھو۔ میرے پیارے
 بچے کہیں کرسی کے توجوٹ نہیں آئی جاؤ کرسی میرے پاس اٹھالو پھر میں اُس کو بھی پچھارتی
 جوٹ اچھی کر دوں گی“ چنانچہ وہ کرسی کو ماں کے پاس لاتا ہے اور ماں کرسی کو بھی تھپکتی اور چھارتی
 ہے اور بچہ ایسا راضی ہو جاتا ہے کہ گویا چوٹ لگی بھی نہ تھی۔ بعد میں جب بچہ کتے سے ٹکرا تاہی
 اور ماں اُس کی چوٹ تھپک کر اچھا کر دیتی ہے تو وہی بچہ اپنی لٹ بٹی جال سے کتے کے پاس جاتا کہ

اور اُس کو پکارتا ہے اور دلاسا دیتا ہے اور پھر جب بچہ اپنے کسی کھیل کے ساتھی سے ٹکرا کر گر پڑتا ہے اور اُس کی ماں اُسے پیار کرتی اور تسلی دیتی ہے تب وہ اپنے ساتھی سے ہمدردی کرنے لگتا ہے اور اس کو اپنی ماں کے پاس لاتا ہے کہ وہ اُسے بھی پکارتے اور تسلی دے بعد میں وہی بچہ بڑا ہو کر اپنے بھینسوں کے ساتھ بڑی ہمدردی اور شفقت سے برتاؤ کرتا ہے۔ اور اس قسم کی تعلیم و تربیت کا اثر اس کی لوح دل پر عمر بھر کیلئے نقش پذیر ہو جاتا ہے اسی قسم کے ادب و بہت سے واقعات جو روزمرہ ماں اور بچے کے درمیان ظہور پاتے ہیں بیان کئے جاسکتے ہیں۔

بچے بے رحم ہو جاتے ہیں اور مختلف جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مثلاً ماں بچے کو ایک لکڑی کے گھوڑے پر سوار کرتی ہے اور اُس کے ہاتھ میں چابک دیکر کہتی ہے "اُس بڑے گھوڑے کے خوب چابک لگاؤ اور اسے چلاؤ" اس ابتدائی سبق کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جب بچہ اصلی گھوڑے والی گاڑی میں بیٹھا ہو اور اُس کے ہاتھ میں چابک ہو تو وہ فوراً گھوڑے کے چابک لگانے کا شائق رہتا ہے بعض اوقات بچہ ایک کرسی سے ٹکرا کر گر پڑتا ہے اور چوٹ لگنے کے سبب روتے لگتا ہے تو اُس کی بچہ کو بہلانے کیلئے اور اُس چوٹ سے اس کی فوجہ ہٹانے کیلئے اکثر بے سوچے سمجھے یہ کہہ اُٹھتی ہے "آہ! اس کمبخت کرسی نے میرے پیارے بچے سے نیچے کو مارا جاؤ اس کرسی کو خوب زور سے لات مار" اور یہ نہیں سوچتی کہ اس کا انجام کیا ہوگا پھر جب کبھی بچہ کہنے کے اوپر گرتا ہے تو وہی بچہ اب کہنے کو لات مارتا ہے اور بعد میں جب اسی قسم کی کوئی غلطی ہو تو وہ بریں جب بچہ پیدا ہوئی ہے پہلے اپنی ماں کے شکم میں ہوتا ہے اس حالت میں ہی بچے کی زندگی پر اُس کی ماں کی حرکات و سکنات اور اُس کے ذہنی خیالات اور تاثرات کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ حاملہ ماں کسی قسم کے غصہ، نفرت، بغض و حسد یا بے رحمی کے خیالات کو ہرگز اپنے دل میں جگہ نہ دے۔ برعکس اس کے محبت نرمی، رحمدلی اور شفقت کے خیالات کو اپنے دل میں قائم کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد بچے کے دل پر ان نیک خیالات کا بہت عمدہ اثر ہوگا اور یہ عمدہ اثر اُس کی بیرونی حرکات اور فعل میں بھی نمایاں ہوگا بجائے اُس کے کہ وہ بُرے خیالات کو اپنے دل میں آنے لے ہر وقت اُس کو نیک اور پاکیزہ خیالات کو دل میں لانا چاہئے تاکہ اس کا بچہ اپنے بھینسوں میں اعلیٰ سیرت کی تمام خوبیوں سے مالا مال ہو کر ناموری عزت اور نیک نامی حاصل کرے بچہ گھوڑا اور برقعہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دل کی تربیت بھی سکھانا چاہئے۔ کیونکہ جیتک دماغی یا عقلی تعلیم کے ہمراہ دل کی صفائی نہ ہو تو نرمی عقلی تعلیم سے بدی کرنے کی طاقت بڑھتی ہے اور تربیت دل سے جبکہ عقلی تعلیم بھی اُس کے ساتھ ساتھ ہو۔ نیکی کرنے کی طاقت ترقی پاتی ہے اور فی الحقیقہ اصلی تعلیم یہی ہے بیچ کما ہے

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ طاعت کیلئے کچھ نہ تھے کرو بیاں

یہ تو ظاہر ہے کہ ہمیں تعلیم و تربیت کا کام بچپن سے شروع کرنا چاہئے۔ بچپن یا چھٹپن

کے سبق عبرت تک یاد رہتے ہیں اور ہم اُن کو کبھی نہیں بھولتے۔ دیکھو کھار بھی مٹی کو اس وقت چاک پر چڑھا کر طرح طرح کی صورتیں دیتا ہے جبکہ وہ نرم ہوتی ہے اگر تھوڑی دیر اُسے اور پڑا رہنے دے تو وہ سخت ہونے لگتی ہے اور کھار اُس سے کچھ کام نہیں لے سکتا۔ یہی حال بچے کا ہے اگر نیک چلنی کے ابتدائی اصول بچپن ہی سے بچے کے ذہن نشین کر دیے جائیں اور اُس کے دل میں قائم کر دیے جائیں تو یہ اصول جڑ پکڑ جاتے ہیں اور نشوونما پاتے ہیں اور جب بچہ سن بلوغ کو پہنچ کر عالم شباب میں آتا ہے اور مرد بن جاتا ہے تو یہی اصول اُس کے ذہن میں تنک ہو جاتے ہیں اور اُس کی زندگی کا دستور العمل بن جاتے ہیں کوئی اور موجودہ طاقت اُن کو بدل نہیں سکتی۔ وہ عمر بھر اُسیں جاگزیں ہو جاتے ہیں اور انہی اصولوں سے اُس کی آئندہ قسمت کا تصفیہ ہوتا ہے کہ یہ شخص نیک ہو کر اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے گا یا بدی میں پھنک کر جہنم واصل ہوگا پس یہ بہت ہی ضروری ہے کہ یہ ابتدائی تعلیم کے اصول جو بچے کے دل میں قائم کئے جائیں۔ شرافت۔ مہربانی۔ رحم۔ محبت اور انسانیت کے سبق ہوں نہ کہ نفرت۔ بغض۔ خود غرضی اور کینہ کے۔

پہلی قسم کے سبق سکھانے سے ہمارے شر کے باشندے عزت و توقیر کے لائق ہوں گے ملکی قوانین پر عمل کریں گے اور قاعدوں کے پابند رہیں گے دوسری قسم کے سبق سے وہ قوانین کے خلاف چلیں گے۔ مجرم بنیں گے۔ جس قسم کی تربیت تم بچوں کو اس وقت دو گے اُسی تربیت پر تمہاری آئندہ نسل کی خصائل کا انحصار ہوگا۔

جو جرائم کسی شخص کے خلاف کئے جاتے ہیں یعنی قتل مار پیٹ وغیرہ انسانی جذبے یا شہوات نفسانی ہی اکثر اُنکے ارتکاب کا باعث ہوتے ہیں اور بہت سے جرائم جو جانکاد کے بارے میں سرزد ہوتے ہیں اُن کا بھی اکثر یہی باعث ہیں پس ضروری ہے کہ بچے کو اپنے جذباتوں کو قابو میں رکھنے کی تعلیم دی جائے یہ امر بہت لازمی ہے کہ بچے کو شہوانی سے مہربان نرم اور رحم دل ہونا سکھایا جائے اور اس میں محبت و شفقت۔ رحم اور پیار کرنے کی عادت ڈالی جائے اور اُس مقصد کو پورا کرنے کیلئے اس سے بہتر اور زیادہ معقول و مناسب طریقہ کوئی نظر نہیں آتا کہ اُس کو خداوند تعالیٰ کی ادنیٰ مخلوق یعنی حیوانات پر رحم کرنے کی تلقین کی جائے اگر بچوں کو اس طرح کی تعلیم و تربیت دی جائے تو اُن کے دلوں میں ایسے اصول نقش ہو جائیں گے کہ وہ صرف ادنیٰ حیوانات ہی پر رحم اور شفقت نہیں ظاہر کریں گے بلکہ بڑے ہو کر اپنے بھائیوں سے اسی طرح پیش آئیں گے بچوں کو یہ سکھاؤ کہ ادنیٰ حیوانات سے بھی اُنکی طرح خدا کی مخلوق میں جنگو رب العالمین نے خاص خاص مطلب کے لیے اس دُنیا میں بھیجا ہے یا پیدا کی ہے اور اسلئے اُن کو بھی اپنی جان کی حفاظت کا وہی حق حاصل ہے جو آدمیوں کو ہے جو نمک و وہ سکھاؤ جسکو تمام عالی ہمت اور بلند خیال لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں طاقت میں برتر سمجھ کر صرف سیو جہ سے زبردست۔ بے پناہ اور ادنیٰ مخلوق پر ظلم کرتا ہے اور اُن کو ایذا پہنچاتا ہے وہ ضرور طبیعت کا کینہ ذلیل اور بزدل ہے اور کسی شخص کی اصلی بہادری اور اعلیٰ شرافت کا اس سے بہتر اور کوئی معیار نہیں کہ وہ ادنیٰ حیوان تک

ساتھ عمدہ سلوک کرے۔ رحمدلی اور اُن کی فضیلت کا اظہار کرنا احاطہ اسکان سے باہر ہے جن بچہ کے یہ بات بخوبی ذہن نشین نہیں کی گئی ہے کہ حیوانات بھی اُس پر حق رکھتے ہیں کہ وہ اُن کی بچی حفاظت کرے اور اُنکے ساتھ مہربانی سے پیش آئے وہ بچہ بڑا ہو کر حیوانات سے بے پروا ظاہر کرے گا اور اُنکے ساتھ بے رحمی سے پیش آئے گا اور جب وہ حیوانات پر بے رحم ہے تو اس کی ایسی ہی طبیعت جسکو مہربانی اور رحم سے سس نہیں ہے اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ اپنے بکنے کے لوگوں اور بچنوں سے بھی بے رحمی ظاہر کرے برعکس اسکے جس بچے کے یہ ذہن نشین کر دیا گیا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ادنیٰ مخلوقات کے حقوق بھی اُس پر ہیں اور جس کے دل میں مہربانی اور رحمدلی کے سبق نقش کر دیے گئے ہیں تو وہ بچہ بڑا ہو کر اُس عمدہ تعلیم و تلقین سے فراخ دل۔ اولوالعزم۔ نرم طبیعت۔ نیرس مزاج اور عالی ہمت شخص ہوگا۔ بچوں کو یہ سکھاؤ کہ وہ بے زبان جانوروں پر رحم کریں کیونکہ یہ حیوانات زبردست ہو کر ہمارے ہی بس میں ہیں ہم اُن کو چاہیں مار دیں چاہیں چھوڑ دیں۔

اس قسم کی تعلیم سے بچے اُس اعلیٰ تر قانون کو تسلیم کرینگے کہ انسان پر حیثیت اشرف المخلوقات ہونے کے یہ فرض ہے کہ وہ کروڑوں بے کسوں کی حفاظت اور پرورش کرے یہی نہیں بلکہ اُس سے بچے اُس اعلیٰ ترین قانون کو سمجھینگے اور اُس پر عمل کرینگے کہ انسان کا انسان کپلے کپلے فرض ہے یا یہ کہ ہر ذائقے باہمی میل و ملاپ کے کیا کیا فرائض ہیں

ٹھگوں کی چالاکیاں اُن سے نبٹنے کی تدابیر

فرب۔ کمر۔ دھوکے بازی بڑے بھاری گناہ ہیں مگر بد معاش اور مکاروں سے جیسا برتاؤ وہ کریں ایسا سلوک کرنا۔ یا اُنکے پھندے سے باخبر ہو کر اُن کو پہلے ہی اُن کے بدینت عمل کی مشا دیتا برا کام نہیں ہے۔

ٹھگوں کی چال بازیوں کی بڑی بڑی عجیب روایتیں ہیں۔ لیکن دنیا میں اُن کو بھی سبق دینے والے بڑے بڑے استاد لوگ ہوتے ہیں۔

چند سال کا ذکر ہے پیشاور میں ایک نوجوان شخص نے سرحدی علاقہ سے آکر یکے نباباؤہ تین چار روپے روزمرہ کمانے لگا۔ اُسکو بد چلنی کی عادت پڑ گئی دیکے بان عموماً جیبی ہوتے ہیں اپنا در کی گرد نواح کی کئی غریب عورتیں بعض مقامات میں صدر میں آبا کرتیں اور وہ اکثر عورتوں سے چھوٹ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اُسکی بد چلنی کی عام شکایت چل نکلی نہ ایک قریب کے گاؤں کی عورت نے اُسکا قصہ سنا وہ بیوہ تھی اُس کے چھوٹے چھوٹے دو بچے تھے۔ اُسکا ایک ہمسایہ ایک زمیندار کی عورت تھی اُسکا خاوند بھی کچھ عرصہ سے فوت ہو گیا تھا وہ بیکاری اپنی زمین کے داخل خارج کیلئے صدر کی پکھری میں تین چار دفعہ گئی۔ پہلی دفعہ ہی وہ شہر سے

سٹہ ہم علم کی دوی میں ایسے مکاروں کا ذکر کبھی درج نہ کرتے۔ مگر آج کل دھوکا اور جیل بٹ بہت ہے۔ ایسے ہی لوگوں شہر اتوں کا بیان بے سود نہ ہوگا۔ مصنف

بجھاؤنی تک اُس یکہ بان سے کراہ کر کے اُسکے یکہ میں بیٹھ کر گئی۔ اس شخص نے اُس سے دریافت کیا اور جب اُس کو اسکا بیوہ ہونا ظاہر ہوا تو اُس نے اُسکو اپنے ساتھ شادی کر لینے کی رسلے دی۔ شریف عورت خاموش ہو گئی۔ گزریکھ والے نے اپنا بزرگ کر دکھا ہی اُس نے کہا میں بڑا خاندانی بڑا امیر زادہ ہوں۔ ہمارے دو گاؤں اپنی ملکیت ہیں۔ یکہ تو میں نے فقط شوقیہ طور پر بنا لیا ہے تم اگر میرے ساتھ شادی کر لو تو میں اپنی زمینداری چلدونگا۔

وہ نیک عورت کہنے لگی کہ میں تو برادری والی ہوں۔ لہستہ میری ایک چھوٹی بہن سے اُس کو تجھ سے نکاح کرنے کی صلاح دوئی۔ ایسی باتیں کر کے وہ عورت عدالت میں اپنی تاریخ بھگتا کر واپس گاؤں میں آئی اور رات کو اُس اپنی پڑوسن عورت سے ذکر کیا وہ بڑی اُستاد عورت تھی۔ اُس نے کہا اچھا تم کسی دن مجھکو ساتھ لے چلو تو میں اُس پلید نفس کو ایسا سبق دوں کہ وہ ساری عربیگانی عورتوں کو ماں بہن ہی سمجھینگا۔

الغرض چند یوم بعد وہ دونوں جوان عورتیں صدر کو آئیں اور اُسی یکہ بان نے فوراً یکہ لا کھڑا کیا وہ بیٹھ کر کوٹ کو چل دیں راستہ میں اُس نے حسب معمول بات چیت کی تو وہ پہلے دن والی عورت کہنے لگی کہ یہ میری ہمیشہ ہے اسکا خاوند اس کو گھر میں آباد نہیں کرتا وہ بدچلن ہے اسواسطے اُس سے طلاق دلو اس نے کیلئے آج ڈپٹی کمشنر کے پاس عرضی دینے کو آئی ہیں یکہ والا بولا۔ اگر وہ شخص عدالت میں حاضر ہو کر اسکو ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گیا تو ہم کو نکاح نہ ہو سکیگا۔ غرض کہ ایسی ایسی باتیں اُس نے کیں وہ شادی کی خواہاں عورت کہنے لگی کہ میں ایسی تجویز بتلاتی ہوں جس سے آج ہی ہمارا مقصد حسب وخواہ سرانجام ہو جاوے گا اور میرا اُس خاوند سے نام عرصہ کا قطع تعلق ہو جائیگا۔

تجویز یہ ہے کہ ابھی جاتے ہی ڈپٹی کمشنر کے پاس میں ایک درخواست دیدیتی ہوں کہ میں اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہتی ہوں اور وہ بھی خوشی سے مجھکو چھوڑ دینے پر تیار ہے۔ میری التماس ہے۔ کہ حضور کے روبرو میرے خاوند کا اقبال لکھا جائے تاکہ کل کو میرے دوست خاوند کر لینے پر وہ مجھ پر نالش نہ کر سکے۔ صاحب خاوند کو طلب کر کے گا اُس وقت تم نے پیش ہو کر کہدینا کہ ہاں یہ میری منکوحہ عورت ہے حسب رضامندی چھوڑنے پر تیار ہوں۔

یکے والے نے غور کر کے خیال کر لیا کہ واقعی یہ تو معمولی بات ہے اتنا کہدینے سے عورت ابھی ابھی میرے ساتھ اٹھ چلیگی۔ غرض دونوں فریق عدالت میں پیش ہوئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے روبرو یکے والے نے عورت کو اپنی بیوی تسلیم کر کے اُسکا بخوشی طلاق دینا منظور کر لیا ہر دو طرف سے انگوٹھ کے نشانات لگائے گئے اور عورت نے کہا کہ اب مجھے اجازت عام ہے خواہ جس سے شادی کر لوں۔ اُسکے خاوند نے اور عدالت نے کہدیا کہ ہاں اب تم مختار ہو جاؤ۔

عورت نے دامن کے گوشے سے ایک تنک کا کاغذ کھو لکر صاحب کی میز پر رکھا۔ یہ کاغذ حق نہ رکھا تھا جو اُسکے خاوند نے نکاح کرتے وقت لکھ دیا تھا اس پر لکھا تھا کہ اگر میں تجھکو طلاق دوں گا تو بلا عذر فوراً اُس وقت ایک سو ایک روپیہ نقد حاضر کرونگا۔ صاحب ہنسا

نے کہا کہ ابھی ایک لٹو ایک روپیہ عورت کو دیدو۔
 بیکے والا ہکا بکا چران و ششدر رہ گیا خوش و خرد کے طوطے اور لگے۔ اب تو وہ یہ کہہ سکتا
 تھا کہ میں اس کا خاوند نہیں ہوں اور میں عدالت کو دھوکہ دے رہا ہوں۔ اسلئے صاحب کو کہا
 کہ اس وقت میرے پاس روپیہ موجود نہیں ہے قسطن کی جاویں تو ماہ باہ دس روپے دوا کرتا
 رہوں گا۔ عورت بولی یہ بڑا مسکارا دیتی آپر حضور کہی عتبارت کریں اسکا یکہ گھوڑا بابا لڑکا
 عدالت میں موجود ہے وہ ابھی نیلام کرایا جاوے۔ تو مجھ بیکیں کو روپیہ وصول ہو سکتا ہے۔
 ڈبی کشن نے حکم دیا کہ ہاں ابھی ہمارے روبرو اسکا یکہ گھوڑا نیلام کیا جائے چنانچہ ایک ہی گھنٹہ
 میں ایک سو چالیس روپے پر یکہ بمعہ گھوڑا فروخت ہو گیا اور ایک سو ایک روپیہ عورت کے
 واس پر ڈلوائے گئے بقایا انتالیس روپے (۳۵) بیکے والا روتا دھوتا تیتا ہوا کہ عدالت سے
 باہر نکلا اُسکے پیچھے عورت مذکور بھی باہر نکلی جب پکھری سے چند قدم دور ہوئے تو عورت نے کہا
 کیوں وہ حضرت اب بھی کسی عورت سے شادی کی ہوس ہے یا کیا ارادہ ہے۔ بیکے والا روتا
 زار رونے لگا اُسے کہا اگر میں خاص اپنے ماں باپ کے نطفہ سے ہوں گا تو اب تمام عمر کسی
 بیگانہ عورت سے چھوڑ چھاؤ نہ کروں گا۔ تمام عورات مجھ سے بڑی میری والدہ اور ہم عمر بیوہ
 اور مجھ سے چھوٹی میری بیٹی کے برابر ہوں گی اور میں کسی خراب میں بھی کسی عورت سے گشتی
 کا برتاؤ نہ کروں گا۔

یہ مندرجہ صدر قصہ بالکل سچا واقعہ ہے گویہ ایک مکر یا خلاف ضمیر عمل ہے گمراہیوں سے
 ایسا ہی ہو کر ڈوبو و ہونا اسب ہو کرتا ہے۔

بعض بد معاش بڑی شمار توں اور مکاریوں سے مال اُٹا لے جاتے ہیں۔ دانا عورت
 کو ہر ایک بات میں سوچ سمجھ کر چلنا چاہئے۔ کئی فقیر بچانے میں کئی رشتے دار بنکر گھرمیں آتے
 ہیں اور جب کوئی اپنا قریبی گھر میں نہ ہو تو اُسکا نام لے لے کر اُسکو یاد کرتے اور داکو لگنے پر
 ہزاروں روپے کا مال لوٹ لے جاتے ہیں۔

لکھنؤ میں ایک بد معاش طرح طرح سے ٹھکی کیا کرتا تھا وہ فقروں سے بھی نہ چوکتا تھا ایک
 سا وضو مانتا نظر آیا اُس کو ہاتھ باندھ کر کہا لائیے میں آپ کو دودھ جلیبی لادیتا ہوں یہ ٹوٹا اپنا
 دیدو۔ فقیر بچار اگر ڈوی یا کنڈلی بننا جو کچھ ہو فوراً دیدیتا ہے کہ ابھی دودھ کا بھر والا دیکھا
 وہ مکار ٹٹکے وصول کر کے شراب و کباب میں اُڑا دیا کرتا تھا۔

ایک مہاجن نے گھر سے جاتے ہوئے عورت سے کہا کہ میں ابھی دوکان پر ہونچا کہ کسی
 اپنے واقف مزدور کے ہاتھ کچھ چاول اور گھی بھیجتا ہوں پرسوں دیوالی ہے تمام زیورات
 دھلوانے ہیں تم نے اُسکے سر پر زیوروں کا بکس رکھوا دینا۔ وہی بد معاش سننا تھا
 اُسے جھٹ دور روپیہ کا گھی اور ایک کے چاول بے اور اُنکے گھرمیں آیا کہ شاہ جی نے سوڈا
 لے کر دیا ہے اور کوئی بکس لانے کو فرمایا ہے۔ نادان عورت نے زیوروں کا صندوقچہ حوالے
 کیا۔

اُس بد معاش نے سیکڑوں لوگوں کو یہی ٹوٹا تھا آخر بہت برسوں کے بعد اُسکا راز

فنت
 بلے
 سبڑا
 طور پر

سے
 رنج
 آستان
 بین

بلہ لا
 دن
 چلن
 ناہی
 تو ہم
 گئی کہ
 سے گھا

بے
 بے
 غاس
 ناوند
 ہو کر

عورت
 شہر
 بنا منظور
 بازیت
 بتم

لہا
 سب
 سب

کھلا اور کئی سال جیل میں پڑ کر رہا تھا۔

نرسنگہ پور علاقہ ٹانک میں ایک لاکھ پتی شاہوکار تھا اُسکے ہاں چوری کرنے کو دو بد معاش پانچ چھ برس ترکیبیں سوچتے رہے مگر اُن کا داؤ نہ چلتا تھا۔ آخر اُن دونوں کی ماں نے تجویز نکالی۔ وہ اُس کے بھگئی اور اُس کی عورت سے کہا کہ میرا خاوند مر گیا ہے کوئی بیٹا بیٹی نہیں ہے تمھاری ہی خدمت میں دو سو کھی روٹی کھا کر عمر کاٹ لوں گی۔ شاہوکار کی عورت نے دیکھا کہ کام کی عورت ساری عمر کی خادمہ ٹہل والی مفت ملتی ہے جھٹ نوکر رکھ لیا بڑھیا نے دو چار مہینے رکھ رکھاں جھالیا اب تو صندوتوں کی چابیاں بھی اُسکے پاس رہنے لگیں۔ ایک رات موقع دیکھ کر جب کہ گھر کے تمام لوگ (اسدن دوسرے کی رنگ رلیاں مٹا کر خوب تھک کر پڑے ہوئے تھے) اپنے دونوں بیٹوں کو اندر مکان کے داخل کر لیا اور اُنہوں نے ستر اٹھی ہزار روپے نقد کا زیور چوری کر لیا اور اُس وقت ایک یکہ کراٹے کر کے چاس میل پر اپنے گھر پہنچے۔ بڑھیا بھی تیسرے دن چنپٹ ہو گئی۔

یہ مقدمہ بڑے بڑے لالین پولیس والوں سے نہ نکلا تھا۔ آخر اُس یکے واسے سے راز ملا اور وہ بد معاش پکڑے گئے۔

ایسی ایسی شہزادیاں بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ عقلمند عورتوں کو نوکر رکھتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ نیک بخت شریف اور معتبر نوکر رکھنا چاہئے خواہ عورت ہو یا مرد یہ نہ بھوکے عورتیں بد معاش نہیں ہوتیں۔

بلکہ عورتوں کے بھی بڑے بڑے مکادی کے قصبے ہیں جسے انسان حیران رہ جاتا ہے بات فقط یہ ہے کہ اس دنیا میں پوری پوری غور و عاقبت اندیشی سے کام لینا چاہئے۔

دنیا میں کامیابی سے عمر بسر کر نیکی حکمت عملی کسبن

ہر بات میں سادگی کا شیوہ بنانا بہت اچھا وصف ہے۔ چال چلن خورد و نوش رفتار و گفتار لین دین غرضیکہ تمام باتوں میں سادہ پن نہایت پسندیدہ شے ہے مگر دنیا داری میں اگر اپنے جیسے لوگوں میں کامیاب اور غنہ بگر رہنا چاہیں تو کسی قدر حکمت عملی سے ضرور کام لینا چاہئے اور یاد رکھو سنساری برتاؤ میں بالکل سادگی ہمیشہ نیچے ہی گرایا کرتی ہے۔ لوگ سب کہیں گے یہ تو آدمی بالکل ہی سیدھا سادہ ہے، اور سیدھے یعنی ایسے سادے آدمی کو ہر کوئی ٹوٹنے کی ہی کوشش کرے گا وہ تو سمجھ لیتا ہے کہ یہ تو سادہ (بڈھو) آدمی ہے اُسکو تو زمانہ سازی کی بھی خبر نہیں ہے۔ اس واسطے ایسے سادے لوگ اس دنیا میں ہمیشہ پریشان اور بد حال رہتے ہیں۔

روایت ہے کوئی سانپ ایک عام رہتے میں رہتا تھا اور اُس کے گئے کو جب بھی موقع ملتا کاٹ کھاتا تھا۔ ایک دن کسی فقیر کا اُس رہتے گزر ہوا وہ سانپوں لوگ اُس کو کسنے لگے کہ یہ دنیا محض چند روزہ ہے تو اس عارضی دودن کی سمرائے میں اتنا ظلم کرتا ہے کیونکہ ہر سیکو

اُس یلتا ہے یہاں نہیں چاہئے، سانپ نے اُس دن سے تمام مخلوق کو اذیت دینا چھوڑ دیا۔ وہ یوں ہی دستہ میں پڑا رہا کرتا اور بالکل کسبکٹول بھر ڈکھ ندیتا۔ پھر جو شخص اُس سے گزرتا اُسکو بوڑوں کی ٹھوکریں لٹکایا کرتا۔ سارا دن چھوٹے چھوٹے ٹپے بھی اُسے کانٹوں اور سولوں سے انگشت دیا کرتے۔ ہر کوئی کہتا تھا یہ تو نرا میٹھلک سا ہے اس میں سانپ بن کا تو نام و نشان نہیں ہی اُس کی زندگی دو بھر ہو گئی۔

بچہ مدت بعد وہی ماما اُدھر سے گزرے اُن سے سانپ نے بہت بہت۔ کھیا کہ دیکھو تم نے مجھکو نیک اور بے ضرر رہنے کا ابدیش دیا تھا۔ چنانچہ اس بچلے مامی نے میری یہ حالت بنا دی ہے کہ ہر کوئی تکلیف دیتا ہے فقیر نے کہا ہم نے تو کاشے سے منع کیا تھا کہ خود داری یعنی چنکار کو بھی چھوڑ دینا کہا تھا تم کسی کو کاٹو نہیں مگر اپنا پھنکارہ تو ہرگز بھول نہ جاؤ۔ یوں ہی دنیا میں اگر بالکل دیوتا بنکر گائے اور بھیڑ بکری کی طرح انسان بھی اسیل جیوان بن جاتا ہے تو اُسکے نگھے پر ہر کسبکو چھری پھرنے کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔

ماتاؤں کو لازم ہے کہ بچوں میں خود داری (اپنی عزت کرنا) اور حکمت علی سے چلنے کی تعلیم دیں اُنکو ہر آن سمجھائے رہیں کہ خدا بھی اُنکی ہی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دوڑ بھاگ کر بہت سے کوئی کام کیا جائے تو ہم بڑے آدمی بن جائینگے اور اُس دولت پر قبضہ پالینگے۔ مگر یہ ہرگز نہیں ہے کوئی شخص خواہ شب روز مشقت کرے کتنی ہی مصیبتیں اٹھائے کتنا روپیہ پیدا کرے اور اگر چاروں طرف ڈاکو اور لیٹرسے لوگوں سے چکر نہ رہیگا تو اُسکی تمام کمائی غارت ہو جائے گی اور پھر وہ صرف تمام عمر اپنی دو کھو کر روتا دھونتا رہیگا۔ محنت کے داغ اُسکے ہاتھ پر رہ جاتے ہیں اور مال و زر لوگ ہی لوتے رہ جاتے ہیں۔

ایک بچہ پتنگ اڑایا کرتا تھا رفتہ رفتہ وہ پتنگ بازی میں نہایت طاق ہو گیا سارا دن اُس کو صرف پتنگ اڑانے کی دھن رہتی۔ اور لوگوں کے کٹے ہوئے پتنگ لوٹنے کی خواہش رہا کرتی تھی۔ ایک دن بڑے بڑے دولت مند پتنگ بازوں نے بہت بڑے بڑے پتنگ آپس میں لڑائے۔ ایک شخص کا پتنگ کٹ گیا وہ لڑکا فوراً جوش و خروش سے بھاگا۔ اور تمام لڑکوں سے آگے بڑھ کر پتنگ کو جالیا۔ اب وہ اپنی کامیابی (کمائی) کی خوشی میں مست ہو گیا اور لگا پتنگ کی ڈور اکٹھی کرنے۔ اُسے زور زور سے ہاتھوں سے کھینچ کھینچ کر ڈور کو اٹھا کر ناشروع کیا مگر وہ بے چارہ تھا بالکل سادہ لوح صرف بہت ہی کرنا جانتا تھا۔ اُسے بڑی محنتوں سے سیکڑوں گز ڈوری کھینچی اور عرصہ تک اُس کی نظر آسان کی طرف ہی لگی رہی۔ جب نہایت محنت سے پتنگ کو کھینچا اور ہاتھ سے پھڑپھڑے لگا کہ اُس کی ناک میں اور دو تین چالاک لڑکے لگے تھے وہ جوں جوں ڈور کو کھینچتا تھا نیچے سے وہ سیٹھ جاتے تھے جب پتنگ قریب آئی تو ایک لڑکے سے پھرتے ہاتھ ڈالا اور محنت کا مال لوٹتا ہوا بھاگ نکلا۔ اب اُس محنتی لڑکے نے نیچے نظر کی تو ڈور کا بھی نام و نشان نہ پایا۔ اُسوقت اُس کو اپنی نادانی پر محنت اُسوس ہوا اُسکے دونوں ہاتھ ڈور کی کچھ وٹ سے کٹ گئے تھے۔ کئی درجن رقم

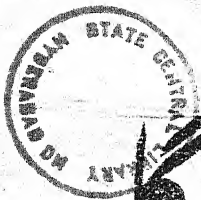
ہو گئے تمام ہتھیاریں چھٹ گئی تھیں اور خون بہتا تھا اب اُس کے پاس صرف اُس دور سینے کا نشان
 ہی ہتھیاریوں کی لکڑیوں میں باقی تھا اور نظر اُس دہم میں آسمان کی طرف تھی کہ آٹ کیا تھا اور کیا
 ہو گیا۔ ایسے جب ایک ایک گھنٹہ کسی روز گذر میں گمانے لگتا ہے تو وہ اپنی سپکڑوں رو سقے
 روزانہ کی آمدنی دیکھ دیکھ کر دن بھر رات محنت سے اُسی رفتار سے قدم بڑھائے جانا
 ہے وہ کھانا پینا ذرا موٹ کر دیکھتا ہے اور کئی سال بلکہ عمر بھر لاکھوں روپیہ اکٹھا ہی کرے کی
 ہوس جس لگا رہتا ہے اُس کے ساتھ ساتھ ٹھک اور چالاک لوگ چمٹے رہتے ہیں اور اُس کی
 ساری کمائی چٹا کئے جاتے ہیں۔ جب آخر پہنچ کر اُس کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ خالی ہاتھ رہ جا
 ہے۔ سو فٹ اُس کے منہ سے بات نہیں نکلتی۔ اور وہ اُس پستنگ باز لڑکے کی طرح
 ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ ایسے سا وہ لوح اس دنیا میں اپنی ساوگی سے اپنے آپ تباہ کر کے
 پاگل ہو جاتے ہیں اور وہ پھر تمام عمر نہیں سمجھتے۔ لیکن جو شخص ہر وقت حکمت عملی سے
 کام کرے۔ اپنی آمدنی اور خرچ کا ایک ایک پیسے کا خیال رکھے اپنے لین دین والوں کی ایک
 ایک طرز اور ریز کو کامل غور اور تحقیق سے چھان بین سے دیکھا کرے۔ وہ آخر میں بھی اچھی حالت
 میں رہے گا۔ اور ایسا انسان شہریر یا ٹھک نہیں ہوتا۔ جس طرح چوری کرنا یا کسی سے دغا
 کرنا بہت ہی گرا ہوا پنچا کا کام ہے مگر چوروں سے بچ کر رہنا اور ٹھکوں کے داؤ میں نہ آنا۔
 درانی اور بہادری کا کام ہے۔ ایسے ہی ہر بات میں دنیا سے ہر ایک کاروبار میں سوچ سمجھ کر چلنا
 پیچھے پچھانے سے بچنا ہے۔

ماتا میں بچوں کو حفظ کرا دیں۔ کہ دنیا کا روزگار جس کو بہو ہا رکھے ہیں بوا رہیئے وہو کا ابار (ر)
 زہر کی خوراک ہے زہر کھا کر غافل ہو کر نہیں سونا چاہئے۔ ایسے ہی دنیا میں رہ کر ہر وقت
 ہر طرف سے ہوشیار رہو گے جب ہی سکھ اور چین کی آسودہ زندگی بسر کر دو گے۔
 یاد رکھو کبھی سیدھی انگریزوں سے بھی نہیں نکلتا۔ بالکل سیدھا آدمی ہر جگہ خالی رہتا ہے۔
 اس واسطے ہر بات میں ہر شخص کے برتاؤ میں حکمت عملی کو مقدم رکھو اگر کوئی شخص تم سے سلوک
 کرتا ہے تو اُس کی تہ تک پہنچو کہ ضرور اس کا کوئی مطلب ہوگا ورنہ بدون مطلب اس دنیا میں
 کوئی کسی کو نہیں دیتا۔ جب تم اچھی طرح پڑتال کر لو گے تو اُس شخص کے اچھے سلوک
 میں ضرور کوئی بات اُس کی مطلب براری کی پوشیدہ پاؤ گے۔ اب یہ واجب نہیں ہے
 کہ اگر وہ آدمی تم سے کچھ کام نکالنا چاہتا ہے تو تم اُس سے قطع تعلق کر لو اس طرح نہیں بلکہ
 تم بھی اُس کے ساتھ دینا ہی برتاؤ کرو اور اگر ایک جگہ اُس آدمی کا کوئی کام تمہارے وسیلہ
 سے نکلتا ہے تو اُس کی مدد کرو۔ مگر ساتھ ہی اپنا بھی کچھ نہ کچھ صلہ اُس سے وصول کرتے رہو۔
 سلسلہ سے ہماری مراد رشوت یا نا جائز کار لینا نہیں ہے بلکہ جیسی خدمت کسی کی کی ویسی کبھی
 موقع پیشے پر اُس سے پوری کرائی۔

دوسروں سے رشتہ داروں سے ہر ایک ملنے جلنے والے سے ہر وقت بہت کام
 رکھو کہ جب تک نہ اپنی حالت بہتر اور بے فکر رکھنا چاہو کسی کے پیچھے میں آکر اُس کو اپنا نام نہ لادو
 کبھی نہ بتاؤ۔

اپنی اس نادانی پر بچھتا یا کرتے ہیں۔ بات وہی ہے جو دل میں رہے۔ جبکہ باہر کی پھر اُس کو جھید نہ سمجھو۔
 مگر یہ بھی دھرم نہ بنا کہ کسی سے کوئی مصالحت ہی نہ کرو۔ حسب موقعہ جیسا آدمی دیکھو۔
 اُس سے کسی بات میں مشورہ لے لو لیکن خود تنہائی میں سوچ سمجھ کر جیسا عمل کرنا ہے اپنی رائے سے کرو اور یہی راز دارمی کے قایل ہے۔

۵۔ اپریل ۱۹۱۲ء کو کتاب ہذا لکھی گئی



ریکارڈوں کو روزگار

روٹی کمانے کے وسائل روز بروز تنگ ہوتے جاتے ہیں جو جوان جس کثرت سے تعلیم پا رہے ہیں اُس کثرت سے انہیں روٹی کمانے کے وسائل بند نظر آتے ہیں بجا ایک ہزار روپے ایسی راہیں موجود ہیں جو جوانان ملک کو صنعت و حرفت و دستکاری کی مدد سے روٹی کمانے کی تدبیریں بتلانے اور ان رستوں اور ہدایتوں پر چلنے کے لئے جن سے انگلستان امریکہ جرمنی اور جاپان کے لوگ مالا مال ہو گئے ہیں یہ کتاب مرتب کی گئی ہے نہرست مضامین یہ ہے۔

امیر کیونکر بنے ہیں یورپ امریکہ جرمنی کے ۳۱ نامی کروڑ پتیوں کے حالات اور ان کے
 اللہ ہونے دولت کمانے کا راز خود ان کی زبان جو یہ پاس کتابوں کا بخڑا ہے۔ فولوگرانی
 تار برنی۔ فیصل سازی۔ عطر سازی۔ رطوبت سازی۔ بوسش سازی۔ بطبق سازی۔ بزاز ی مذاق کا
 کام پارچہ باقی کپڑا چھانے کا کام۔ روگری چنور سازی۔ قلعی سازی۔ باغبانی نیلگری کا فوہ مخبر
 مشک بنانا۔ موم بھی سکر میٹ سازی۔ خالین باقی مصری بنانا۔ جلوانی کا کام۔ فولوگراف۔
 بازنگری۔ ٹائپ رائٹر۔ ربڑ کا پریس۔ ہینڈ لوم۔ بریکر۔ ٹائنگ۔ سٹے۔ چاندی سونا۔ الگ کرنا۔ ہونی کا
 کام۔ کشیدہ کشی۔ شینون کے حالات وغیرہ وغیرہ ایک حصہ صفحہ ۲۲۸ تا ۲۳۱ بقصویر مفید روزگار
 دوسری مرتبہ چھپرک فروخت ہوئی ہے قیمت اصلی ایک روپیہ ہے مگر اخیر جنوری ۱۲۸۵ء تک
 صرف معہ محصول اک ہوا آنے لے جائیں گے۔ ہنریڈ رعایت قیمت ایک جلد بھیہ روزگار
 چھ آنے ۲ جلد گیارہ آنے اور چار جلد ایک روپیہ چار آنے ہے۔

ملنے کا پتہ ہے فیجی قبرستان ایجنسی لوویانہ پنجاب

سچ ہو جائے

چند ترکیبیں فرق
اقم کے نامزد ہر قسم کے
لاغری سستی وغیرہ
بکال اتفاق کن
اجریان ڈاکٹری
شرعی کیمیا بی
علاج کے اصول کے
باب ۱۵۰ آتش کے
آجائو اسکال علاج
رج مخصوص جھپٹنے کو
تالو میں سولخ ہندس
تو یا بیلس بد وغیرہ
ت ایک روپیہ

نہ کی بناوٹ اور تشریح
 ناک و سفید پانی کا علاج
 ہوا حل روکنے کا باب ۵
 اصل باب کے بخوبی پوری
 بیدید تجربات ڈاکٹر می

ایک نہایت ہی مفید نہایت ہی دلچسپ اور روحانی مضامین کی حیرت انگیز کتاب

خزانہ کراہت معنی اس شخص کی عیادت

پانچواں آئینہ

جس طرح ایک بیش قیمت و درمیں لگانے سے ایسے عجیب و غریب نچوہل راز دکھائی پڑتا ہے جو کہ عام نظروں سے پوشیدہ ہوا کرتے ہیں یوں ہی علم و حکم کی روشنی یعنی عینیت سے نہایت ہی بغیر بخش اور انسان کو روشنی شکر کرنے والے حالات ظاہر ہوتے ہیں جن کا عوام کو کمال شہرہ بھی راز کسی صورت سے نہیں معلوم ہو سکتا یہ کتاب کھوکھوتا ہے

六

[illegible]

ان کے قیمت صرف دو مصلو ایک درو بہ پانچ آئے (میر)

ملنی کا پتہ لاہور میر سہا ایسی لودیا زینجی باب

باد عود ان خوبوں کے قیمت صرف مہ محصول ایک روپیہ سا بیس آٹھ

41

ہمارا چوک شہ

یعنی تحقیقی علم النساء

جو چیز ہو انتخاب کم ملتی ہے
سب ملتے ہیں کتاب کم ملتی ہے

تصویر ہوا جواب کم ملتی ہے
عقلگو مکر و سرخ پارس کم ملتی ہے

آج کل ہر چار طرف انڈیا میں کوک شاسترون نے اشتہارات حضرات الارض کی طرح نظر آرہے ہیں ہر ایک کتاب والا اپنی ہی کتاب اصلی کو کہہ بیڈت صاحب کی تصنیف بتلاتا ہے اور دیگر تمام کو ہزار ہزار ملوث ہے۔ سناتا ہے کہ سب کے سب دوسرے اشتہاروں والے ٹھگ اور لٹیرے ہیں ہمارا یہ قطعی شیوہ نہیں ہے کہ اپنے منہ میان بٹھوئیں اور عوام الناس کو نالائق ظاہر کریں ہم مضامین کی مختصر فہرست بھیجے گئے دیتے ہیں حصہ اول میں آٹھ قسم کی عورت اور آٹھ قسم کے مردوں کا بیان آج تک کے تمام اشتہاری کوک شاسترون میں صرف چار ہی قسم کی عورتوں مردوں کا ذکر ہے اسی سے آپ کو نقلی اور جعلی ہونے کا راز معلوم ہو سکتا ہے حصہ دوم میں عورتوں مردوں کی تمام بیماریوں کی تشریح ان سے بچنے کی ترکیب اور مرض کا مکمل علاج قلمبند کیا ہے۔

تیسرے حصہ میں انسانی زندگی کو معراج پر پہنچانے کے لئے نسخجات اور اصول بیان کئے گئے ہیں اول شروع میں کوک شاستری وجہ شمیہ کو کہہ بیڈت کا چون چرتا در ہمارا جہ باد روحی کا تذکرہ جن کے نام سے معون کر کے کوک بیڈت نے کتاب کا نام ہمارا جہ کوک شاستر رکھا تھا۔ یہاں پر یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ یہ کتاب تاجے کے پتر ہائے پر کندہ کی ہوئی دستیاب ہوئی تھی جس کے متعدد مسودے بذریعہ عکس انارک گئے تھے اسی ایک مسودہ کا یہ کتاب ترجمہ ہے آخری حصہ کتاب کا نہایت ہی بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے چھوٹے اشتہار میں کیا کیا لکھیں باوجود مفید نایاب ہونے کے قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ دینا ہے۔

ملتی کا پتہ

منیجر قیصر مند ایسی لودیانہ پنجاب

کرم بخش پرنٹرنے بلالی ٹیمپریس لاہور ضلع انبالہ میں چھاپا